بنستعین

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ بِالْحَقِّ صدق الله

المسمّٰی بہ

# مآثر الباقریہ

یعنے

## سوانح عمری جناب امام حضرت محمد باقر علیہ السلام


مؤلفہ و مرتبہ

مولوی سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی

آنرری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع شاہ آباد (آرہ)


سراج المبین۔ سرورِ چمن۔ ذبح عظیم۔ صحیفۃ العابدین۔ آثار جعفریہ۔ علوم کاظمیہ
اخبار الرضا۔ تحفۃ المتقین۔ التقی۔ سیرۃ النقی۔ العسکری۔ اور دُرّ المقصود فی احوال
المہدی الموعود سلام اللہ علیہ من رب المعبود


سنہ ۱۳۳۷ھ

بار دوم

سنہ ۱۹۱۹ء

بمطبع مقبول پریس دہلی طبع شد

سید ظفریاب علی جوہر پرنٹر و پبلشر



جملہ حقوق محفوظ ہیں

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## نصلی علی رسولہ وآلہ الکریم

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری موجودہ سلسلۂ تالیف (سیرۃ اہلبیت علیہم السلام) کا پانچواں نمبر بھی بخیر و خوبی تمام ہوگیا۔ عام طور سے سمجھا جائیگا کہ اس چھوٹے سے رسالہ کی تالیف میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہوگی مگر ہم انکو باور کرانے اور یقین دلانیکو موجود ہیں کہ اس مختصر سے رسالہ کی تالیف میں بھی جسکا حجم شاید سو صفحوں سے زائد نہوگا پورے چار مہینے صرف ہوگئے۔ اس حساب سے اگر ماہانہ کام کرنیکا اوسط نکالا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ مہینہ بھر کی رات دن محنتوں کے بعد کُل پچیس صفحوں کی ترتیب کیگئی۔ اسی سے ہمارے ناظرین بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ تلاش مضامین۔ انکی ترتیب اور التزام میں کتنی دقت اور محنت سے سامنا کرنا ہوا ہوگا۔

ہمارے موجودہ رسالہ **مآثر الباقریہ** میں جناب امام **محمد باقر** علیہ السلام کے احوال خیر و برکت اشتمال کے ساتھ آپکے ارشاد و اقوال کا بھی کافی ذخیرہ جمع کردیا گیا ہے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ اور بقیہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کے حالات تک قائم رہیگا۔ اور ہمارے تمام مدعائے تالیف سے یہ مدعا تنہا ایسا ضروری اور مفید ہے جسکے ایک نہونے سے ہماری تالیف کے بہت سے حقیقی اور اصلی مقاصد تمام نہیں ہوتے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ ان ذوات مقدسہ کو ملکی کاروبار اور دنیاوی ثروت و اقتدار سے کوئی واسطہ اور سروکار باقی نہیں رہا تھا۔ اب ان خاصان خدا اور برگزیدگان رب العلا کی حقیت۔ جامعیت اور تمامی فضل و کمال کے ثبوت کا اظہار جس ذریعہ سے ہوتا ہے وہ ان کے یہی اقوال و ارشادات ہیں جنکو دیکھکر اور جن کو سمجھ کر ہر ذی عقل انکے فضائل و مناقب اور مدارج اور مراتب کا پورا معترف اور قائل ہوجاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کی مودت امر قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ سے ظاہر اور جنکی اطاعت کا حکم اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم سے ثابت اور واجب ہے۔

ہمنے اس کتاب میں ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم اجمعین کی امامت کے سلسلہ کو بھی علمائے اہلسنت کے معتبر ماخذوں سے منتخب کرکے ایک علیحدہ باب میں لکھدیا ہے اور اسکے بعد اپنی تالیف کے ضروری مضامین سلسلہ وار ضبط تحریر میں لائے ہیں۔ بہرحال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حالات روز ولادت سے لیکر یوم وفات تک پوری تفصیل سے اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں اور ان واقعات کو بھی لکھدیا ہے جنمیں سلاطین عصر کو آپکے فضل و کمال سے استمداد و استعانت کی ضرورت ہوئی ہے۔ آخر میں ہشام ابن عبد الملک کے ساتھ زید ابن حسن کی سازش اور انکی مخاصمانہ کارروائیاں بھی پوری تفصیل کے ساتھ درج کیگئی ہیں۔

ان تمام مضامین کو لئے ہوئے ہماری یہ مختصر تالیف بزرگان قوم و ملت کی خدمات میں پیش کیجاتی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ وہ اسکے موجودہ مضامین کو ملاحظہ فرماکر اسکو اپنی قبولیت کا گرانبہا خلعت پہنائینگے اور مؤلف کو دو کلمۂ خیر سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

المؤلف

سید اولاد حیدر بلگرامی کوآتھ مقامی

کوآتھ ضلع آرہ شاہ آباد

۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

HYDERABAD

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ ۔ اسم مبارک آپ کا محمدؐ کنیت **ابو جعفر** اور مشہور ترین لقب **باقرؑ** ہے۔ آپ کی والدۂ گرامیقدر کا نام امّ عبد اللہ بنت حسن ابن علی علیہما السلام علامہ سبط ابن جوزی تذکرۂ خواص الامہ میں لکھتے ہیں وھو ابو جعفر الباقر محمد ابن علی ابن الحسین وامّہ امّ عبد اللہ بنت الحسین ابن الحسن ابن علی علیہما السّلام آپ کو ابو جعفر الباقر محمد ابن علی ابن الحسین ابن علی علیہم السّلام کہتے تھے آپ کی والدۂ معظمہ کا نام امّ عبد اللہ بنت الحسین ابن حسن ابن علی علیہم السّلام ہے اور یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ امام حسن علیہ السّلام کے زمانۂ حیات میں آپکی کسی اولاد کا صاحب اولاد ہونا تاریخوں سے ثابت نہیں۔ ہمارے جلیل القدر محقق کو صرف شبہہ ہو گیا چنانچہ خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امّہ امّ عبد اللہ بنت الحسن ابن علی علیہما السّلام۔

علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم بھی اسی پر متفق ہیں کہ آپکی والدۂ گرامی کا نام فاطمہ بنت الحسن علیہ السّلام تھا جنکی کنیت امّ عبد اللہ تھی۔ جلاء العیون صفحہ ۲۴۸۔ آپکے خصائص میں ہے اوّل علوی ولد من علویین وھو ھاشمی من ھاشمیین آپ اوّل علوی ہیں جو دو علویوں اور ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے۔ تذکرۂ خواص الامہ فصل الخطاب فصول المہمہ۔ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ بھی جلاء العیون صفحہ ۲۴۸ میں ایسی ہی تحریر فرماتے ہیں کہ اوّل علوی جو دو علویوں سے اور اوّل ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے وہ آپ ہی تھے۔ جناب **یوسف** علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے القاب میں لکھا جاتا ہے الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف ابن یعقوب ابن اسحٰق ابن ابراہیم علیہم السّلام اسی طرح اس نونہال چمن رسالت کی نسبت بھی لکھا جاتا ہے الامام ابن الامام ابن الامام ابن الامام محمدؐ الباقر ابن علی ابن الحسین ابن علی علیہم السّلام۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ آپ کا مشہور ترین لقب **باقر** ہے۔ علامہ سبط ابن جوزی اس لقب سے ملقب ہونے کی دو وجہیں تحریر

کرتے ہیں اول یہ ہے وانما سمّی الباقر من کثرۃ السّجود جبھتہٗ ای فتحھا ووسعھا آپ کا لقب مبارک باقر اس وجہ سے ہوا کہ آپکی جبین مبارک کثرت سجود کی وجہ سے بہت وسیع اور کشادہ ہوگئی تھی۔ دوسری بغرض علم جامعیت علمی کی وجہ سے آپ کا لقب باقر ہوا ہے۔ اپنے اس بیان کے ثبوت میں علامۂ موصوف امام جوہری کی جو علم لغت کے مستند اور معتبر امام مانے جاتے ہیں یہ عبارت نقل کرتے ہیں قال الجوھری فی الصّحاح البقرۃ التوسع فی العلم قال وکان یقال لمحمدؑ الباقر للبقرۃ فی العلم ویسمّی الشاکر والھادی امام جوہری صراح میں لکھتے ہیں۔ البقر کے معنی وسعت علمی کے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السّلام کو وسعت علمی کی وجہ سے باقر کہتے ہیں۔ آپ کے لقب شاکر اور ہادی بھی ہیں۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں سمی بذٰلک من بقر الارض ای شقھا واثار مخبیاتھا ومکامنھا فکذٰلک ھو اظھر من مخبیات کنوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف مالا یخفی الا علی منطمس او فاسد الطویّۃ والسّریرۃ ومن ثمہ قیل ھو باقر العلوم وجامعہ وشاھرہ ورافعہ وصفاقلبہ وذکا علمہ وطھرت نفسہ وشرف خلقہ وعمرت اوقاتہ بطاعۃ اللّٰہ ولہ من الرسوخ فی مقامات العارفین ما نکل عنہ السنۃ الواصلین ولہ کلمات کثیرۃ فی السّلوک والمعارف لا یحتملھا ھٰذہ العجالۃ۔ یعنی باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ ہے یعنی زمین کو پھاڑ کر اسکی مخفیّات کا ظاہر کرنیوالا اور جناب امام علیہ السلام کو اس لئے باقر کہتے تھے کہ وہ نہی اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر فرماتے تھے جو بصیرت کے اندھے اور فاسد طبیعت والے پر ظاہر نہیں ہوتے اور اس وجہ سے بھی اُن کو باقر کہا جاتا ہے کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنیوالے تھے۔ جناب امام علیہ السلام کا سینہ صاف تھا علم روشن۔ نفس پاک اور خلقت شریف تھی۔ اُنکے اوقات خدا کی عبادت سے معمور رہتے تھے۔ اُنکے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس رسالہ میں اُنکی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ امام سناوی اپنی طبقات میں تحریر کرتے ہیں سمی الباقرؑ لانہ بقر العلم ای شقّہ فعرف اصلہ امام عبد الرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپکا لقب باقر اس وجہ سے ہوا کہ آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور باقر مشتق ہے بقر سے جسکے معنی پھاڑنے کے ہیں۔

## ولادت سے لیکر سنّ رشد تک کے حالات

آپکی ولادت کے متعلق طبقات میں لکھا ہے ولد محمّد باقرؑ بالمدینۃ فی ثالث صفر سنہ سبع وخمسین قبل قتل جدّہ الحسین علیہ السّلام جناب امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ میں تیسری صفر ۵۷ھ میں قبل شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم نے آپ کی تاریخ ولادت تیسری صفر اور غرّۂ رجب ۵۷ھ بھی بتلائی ہے اور غرّۂ رجب پر اُن حضرات کا علی العموم اتفاق ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا سن مبارک واقعۂ کربلا کے وقت چار برس سے زیادہ کا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ بہرحال واقعۂ شہادت کے بعد سے امام محمد باقر علیہ السلام ہمیشہ اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ رہے اور کامل پینتیس ۳۵ برس تک جملہ علوم کی تکمیل پائی۔ اس میں شک نہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی تحصیل کا زمانہ اگرچہ کسی قدر سہولیت اور اطمینان سے گزرا مگر تاہم خدشات سے خالی نہیں کہا جا سکتا۔ امام زین العابدین علیہ السلام

نے تمام امور سے دست بردار ہو کر محض گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور اسی میں اپنی مقدس حیات کے زمانے کو تمام کر دیا جیسا کہ ہماری کتاب صحیفۃ العابدین کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی تنہائی اور غیر سرکاری کے زمانہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرائض عبادت کی اداکاریوں کے بعد اپنا تمام وقت اپنی نورِ نظر کی تعلیم و تربیت میں صرف فرماتے تھے۔ ہم اس سے پہلے اپنے موجودہ سلسلہ کی تمام جلدوں میں لکھ آئے ہیں کہ ان ذوات مقدسہ کو کسی ظاہری تعلیم کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ انکی تعلیم کے تمام ذریعے وہبی تھے نہ کسبی۔ مگر اسکے ساتھ ایک امام کو اپنے نائب اور قائم مقام کی تعلیم بھی ضرور تھی جو خاصکر اسرار ربانی اور رموز یزدانی کے متعلق ہوتے تھے اور جنکے جاننے اور سمجھنے کی تکلیف عموماً تمام لوگوں کو نہیں دیگئی تھی۔ کیونکہ وہ امور مخصوص طور پر منصب امامت اور درجۂ رفیعۂ نبوت سے تعلق رکھتے تھے اور یہ قاعدہ عام طور سے خاصان خدا کے تمام مقدس دائرہ میں ہمیشہ سے جاری ہے انبیائے مرسلین سلام اللہ علے نبینا وآلہ وعلیہم اجمعین میں کوئی مقدس ایسا نہیں گزرا ہے جس نے اپنے نائب اور قائم مقام کو ان امور کی تعلیم نہ پہنچائی ہو اور کوئی نائب نہیں ہوا ہے جس نے اپنے منیب سے یہ مبارک تعلیم نہ پائی ہو۔ خدا کا ہر نبی مرسل اپنے نائب کی تعلیم کو اپنے ذمہ فرض سمجھتا تھا اور اپنے بعد جہاں وہ اپنی اشیا کا اسکو مالک کر دیتا تھا اسی طرح ان علوم کا مالک اور وارث بھی۔ اسکا یہ فعل ذاتی نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ ان امور میں منجانب اللہ مامور کیا جاتا تھا۔ انبیائے سابقین کے اخبار و آثار قدیمہ کو چھوڑ کر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات دیکھیں تو پورے طور سے معلوم ہو جائیگا کہ اس تعلیم کی تعمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس اہتمام اور کس احتیاط سے مختلف اوقات میں فرمائی ہے اور متفرق مقامات میں اپنے قائم مقام اور وصی جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو ایک ایسی خلوت کی صحبت میں جہاں ازواج مطہرات تک کے آنے کی اجازت نہیں تھی ان امور کی تعلیم دی ہے۔ اگر ہم یہ تمام واقعات لکھیں تو طول ہوگا اس لئے ہم یہاں اپنی ضرورت کے لحاظ سے صرف دو واقعات ذیل میں لکھ دیتے ہیں جو ہمارے دعوے کی کامل تصدیق کرتے ہیں۔

امام خطیب خوارزمی جو سواد اعظم اہلسنت میں طراز المحدثین کے گرانمایہ القاب سے یاد کیے جاتے ہیں جناب ام المؤمنین ام سلمہ سلام اللہ علیہا کی زبان خاص سے انکے گھر کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا وکان الطف النساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واشد لہ حبا وکان لہا مولی قد رباھا وکان لا یصلی صلوٰۃ الا سبت علیا فقالت یا ابت ما حملک علی ان تسب علیا قال لانہ قتل عثمان وشرک فی دمہ قالت اما انک لمولای وربیتنی وانک عندی بمنزلۃ والدی ما حدثتک بسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن اجلس حتی احدثک عن علی وما رایتہ اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان یومی وانما کان نصیبی فی تسعۃ ایام یوم واحد فدخل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو مخلل اصابعہ فی اصابع علیؑ فقال یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا اخرجی من البیت واخلیہ لنا فخرجت واقبلا یتناجیان فاسمع الکلام ولا ادری ما یقولان حتی اذا قلت قد انتصف النہار واقبلت فقلت السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لا تلجی و

ارجعی مکانک ثم تناجیا طویلا حتی قام الظهر فقلت قد ذهب یومی و شغله علیؑ فاقبلت امشی و وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم ألج فقال لا تلجی و رجعت و جلست مکانی حتی اذا قلت قد زالت الشمس الان یخرج الی الصلوٰة فیذهب یومی ولم ار قط اطول منه اقبلت امشی حتی وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم ألج فقال نعم فدخلت و علی معرض وجهه حتی دخلت و خرج علیؑ ثم قال النبی صلی اللہ علیه و اله وسلم لا تلومینی فان جبریلؑ اتانی من عند اللہ یا مران اوصی به علیا من بعدی و کنت بین جبریلؑ و علیؑ و جبریلؑ عن یمینی و جبریلؑ عن شمالی فامرنی جبریلؑ ان امر علیا هو کائن من بعدی الی یوم القیٰمة فاعذری ولا تلومینی ان اللہ اختار من کل نبی وصیا وانا من نبی هٰذه الامة و علیؑ وصی فی عترتی و اهلبیتی و امتی من بعدی فهٰذا اما شهدت من علیؑ الان یا ابا ه قسبه او فدعه فاقبل ابوها یناجی اللیل والنهار اللّٰهم اغفرلی ما جهلت من امر علیؑ فان ولی علیؑ و عدو علیؑ فتاب المولی توبة نصوحا و اقبل فیما بقی دهره یدعو اللہ تعالیٰ ان یغفره۔

جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں۔ روایت کرتی ہیں کہ میرا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی تھی اور ہر نماز کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو بُرا کہتا تھا۔ جناب ام سلمہؓ ایک روز اُس سے فرمانے لگیں۔ اے ابا تو علیؑ کو کیوں بُرا کہتا ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ علیؑ نے عثمان کے خون میں شرکت کی ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے کہا اگر تو میرا غلام نہ ہوتا اور باپ کی جگہ تو نے میری خدمت نہ کی ہوتی تو میں تجھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز سے کبھی آگاہ نہ کرتی۔ لیکن اب بیٹھ جا۔ میں تجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز سے واقف کرتی ہوں جسکی وجہ سے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کے روز حضرت میرے گھر میں علی علیہ السلام کو ہمراہ لئے ہوئے تشریف لائے حضرت علی علیہ السلام کے پنجہ میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے مجھ سے ارشاد کیا اے ام سلمہؓ تم کوٹھری خالی کرکے باہر چلی جاؤ میں باہر ہوگئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ مجھے اُنکی آواز سنائی دیتی تھی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کررہے تھے یہانتک کہ دوپہر ہوگئی۔ میں نے بڑھکر السلام علیکم کے بعد عرض کی کہ مجھے داخل ہونے کی اجازت ہے؟ حضرت نے فرمایا اندر مت آیئو اور اپنی جگہ پر بیٹھی رہو۔ پھر حضرت دیر تک اُن سے سرگوشی کرتے رہے یہانتک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج دن یوں ہی جاتا رہا۔ علی علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی باتوں میں لگا رکھا ہے۔ میں نے بڑھکر دروازہ پر جاکر سلام کیا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اندر مت آیئو۔ میں پھر ہٹ کر اپنے مقام پر آبیٹھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے لگا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جائینگے اور میرا دن یوں ہی نکل جائیگا میں نے اس دن سے طولانی کوئی دن نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بڑھکر سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت اچھا اور میں حجرے میں گئی۔ جناب علی مرتضٰے علیہ السلام کو دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے

اور حضرتؐ کے کان کے پاس مُنہ لگائے باتیں کر رہے ہیں اور حضرتؐ کا مُنہ حضرت علی علیہ السلام کے کان سے لگا ہوا ہے اور علی علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ میں اسی طرح سے کرونگا۔ جب میں اندر گئی تو جناب علی علیہ السلام مُنہ پھیرے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور نہایت مہربانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے امّ سلمہ سرزنش (شکایت) نہ کرو پروردگار عالم کیطرف سے جبرئیل آئے ہوئے تھے اور یہ حکم لائے تھے کہ میں علیؑ کو اپنے پیچھے وصیّت کرجاؤں میں علیؑ اور جبرئیلؑ کے درمیان واسطہ تھا۔ جبرئیلؑ میری داہنی جانب تھے اور علی بائیں۔ جو کچھ کہ مجھ سے جبرئیل کہتے تھے میں علی علیہ السلام کو اُن امور سے کہ میرے بعد قیامت کے روز تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ اے امّ سلمہؓ مجھے معذور رکھو۔ خدا نے ہر ایک اُمّت کے لئے ایک نبی مقرر کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہلبیت سے میری اُمت میں علی علیہ السلام میرے وصی ہیں۔ یہ وہی مبارک تعلیمیں تھیں جو خاصان خدا کے مقدّس دائرہ میں ایک بزرگوار اپنے نائب اور قایم مقام کو حکم الٰہی کے مطابق پہنچایا کرتا تھا اور یہ وہی متبرک رموز تھے جنکے افہام و تفہیم کی تکلیف خدا نے انہی بزرگواروں تک محدود کر دی ہے اور عام لوگوں کو اسکے ادراک کی قوت نہیں بخشی تھی۔ اس واقعہ سے کافی طور پر معلوم ہوگیا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کی ہدایت کے مطابق اس فرمان الٰہی کی تعمیل اس اہتمام اور اس احتیاط کے ساتھ فرمائی کہ گھر کی بی بی تک کو اپنے پاس نہ آنے دیا اس سے ہر معمولی سمجھ والا آدمی بھی بخوبی سمجھ لیگا کہ ان امور کا پوشیدہ رکھنا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتنا ضروری تھا جسکے لئے خلوت کا اتنا بڑا بلیغ اہتمام فرمایا گیا۔

یہ تو گھر کے اندر کی بات تھی باہر کے واقعات ملاحظہ فرمائے جائیں۔ غزوۂ طائف میں بھی ایک مرتبہ اس رازداری کا ایسا ہی واقعہ پیش آیا جو عام طور سے تاریخ اور حدیث کی تمام کتابوں میں درج ہے ہم اسکو صحیحین ترمذی اور نسائی کی عبارت میں قلمبند کرتے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنه قال دعا النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم علیا یوم الطائف فانتجاه فقال الناس لقد طال نجواه مع ابن عمه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ما انتجیته ولکن اللہ انتجاه قال الترمذی معناه اللہ امرنی ان اناجیه وانتجی منه۔ جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ غزوۂ طائف کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو سرگوشی کے لئے بلایا۔ لوگ کہنے لگے کہ حضرتؐ کی سرگوشی اپنے ابن عم کے ساتھ بہت بڑھ گئی ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے اِنکے ساتھ سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ گھر کی خلوت چھوڑ کر سفر اور محاصرہ کے ایسے سخت اوقات میں بھی ان امور کی ضرورت واقع ہوجاتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر ہی کی طرح ان دور دراز مقاموں میں بھی انکی تعمیل کے لئے تنہائی اور خلوت کا اہتمام فرماتے تھے اور غایت درجہ کی احتیاط اور تاکید کے ساتھ اسکی تعمیل کرتے تھے مگر بڑا ہو حاسدین اور معترضین کی نفسانیت کا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان معاملات کو بھی آپ کی خود غرضی پر معاذ اللہ محمول کرتے تھے اور وحی یا یوحٰی کے نص صریح کو ذرا بھی خیال میں نہ لاتی تھی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گستاخانہ کلاموں کو سُن سُنکر عاجز آگئے تو آخر مجبور ہو کر آپ نے تمام اہل اسلام کے مجمع عام میں جن غضب آلود الفاظ میں ان معترضین کو مخاطب فرمایا اسکو علامہ ابن مردویہ کی عبارت سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

عن انس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً یوم الطائف فانتجاہ طویلاً فقال الناس لقد طال نجوہ مع ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر۔ انس کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے روز جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بلا کر دیر تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے اپنے ابن عم سے بڑی سرگوشی ہو رہی ہے جب اسکا چرچا آنحضرت صلعم تک پہنچا تو آپ نے فرمایا جس نے علیؑ سے حسد کیا اُس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ان امور کی تعلیم کسی خاص وقت اور کسی خاص مقام کی احتیاج نہیں رکھتی جیسی ضرورت اور مصلحت دیکھی گئی خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے رسول کو مطلع فرمایا اور اُسنے فوراً تعمیل کی۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ طائف کی موجودہ مشغولیت کا بھی کوئی خیال نہیں کیا اور اس فرمان الٰہی کی تعمیل اُسی اہتمام اور احتیاط سے یہاں بھی ویسی ہی فرمائی جیسی مدینہ میں۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس واقعہ کی پوری کیفیت لکھکر اپنے مضمون کو تمام کرتے ہوئے نہایت خلوص سے لکھتے ہیں کہ ؎ دریں بزم رہ نیست بیگانہ را۔

مگر افسوس ہے مسلمانوں کی شامت پر اور حسرت ہے اُنکی نفسانیت پر۔ باوجودیکہ جناب رسالتمآب صلّے اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حسد کرنیوالوں کا کافر ہونا بتلادیا مگر افسوس نفسانیت اور حسد نے لوگوں کے دلوں سے مخالفت علیؑ کے خیالوں کو نہ نکلنے دیا۔ دورۂ امویہ اور سلاطین بنی امیہ کے وقت میں تو یہ خیال قریب قریب تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہو گیا تھا اور سلطنت کی طرف سے ان خیالوں کو اور قوت ملتی گئی۔ شدہ شدہ یہ نوبت پہنچی کہ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کی ذات والاصفات پر طرح طرح کی جھوٹے اور بے اصل الزامات لگائے جانے لگے۔ ہم اُن میں سے چند الزامات کو اس سلسلہ کی جلد اول موسوم بہ سراج المبین فی تاریخ مولانا امیر المومنین علیہ السلام میں لکھ آئے ہیں اور یہاں بھی مناسبت مقام کے لحاظ سے صرف ایک واقعہ ذیل میں لکھے دیتے ہیں۔ وہو ہذا۔

عن محمد ابن مسلم البزاز کنت مع سعید ابن المسیب فی الروضۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعۃ فجاء خطیب من بنی امیۃ علیہم اللعنۃ فصعد المنبر فذکر امیر المؤمنین علیہ السلام وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یدنہ من محبتہ وانما ادناہ لیکف شرہ قال کان ابن المسیب لعن علیہ فانہ متوعا مرعوبا فقال کفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا ثم اخذ ثوبہ علی فیہ فقالوا مالک یا ابا محمد والامام من بنی امیۃ فقال ما ادری ما قال الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من المقبر فقلتہ کما قال۔ محمد ابن مسلم بزاز سے مروی ہے کہ میں سعید ابن مسیب (خیر التابعین) کے ہمراہ جمعہ کے دن آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک میں تھا پس بنی امیہ میں سے ایک خطیب آیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگا کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کو اُنکی محبت کی وجہ سے اپنا مقرب نہیں بنایا تھا بلکہ (معاذ اللہ) صرف اُنکے شر سے بچنے کے لئے اُنکو اپنا قریب بنایا تھا۔ محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ یہ سنکر سعید ابن مسیب نے اُسپر لعنت کی اور اُسکو منع کرتا ہوا اور خوف زدہ ہوکر اُس خطیب کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ تو اُس خدا کا منکر ہو گیا جسنے تجھ کو پہلے خاک سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھکو مرد کی صورت بنا دیا یہ کہکر مسیب نے اپنا کپڑا اُلٹ کر اُسکے مُنہ پر رکھدیا یعنی کپڑے سے اُسکا مُنہ بند کر دیا۔ یہ حال دیکھکر حاضرین نے

اُس سے کہا اے ابو محمد تجھے کیا ہوا ہے حالانکہ بنی امیہ سے ہے ابن مسیّب نے جواب دیا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ اس نے کیا کہا مگر یہ کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ اپنی قبر سے یہ بات (جو میں نے بیان کی) فرما رہے ہیں۔

خدا کی پناہ! کسی کی شان اتنی بھی گھٹائی جاتی ہو اور کسی کے ذاتی مراتب و مدارج کی منقصت اتنی بھی کیجاتی ہے۔ پھر وہ بھی کون جس کے فضائل و مناقب اور جس کے مدارج و مراتب کو ایک بار نہیں ہزار بار جناب مخبر صادق علیہ السلام کی زبانی سُن چکے تھے اور اسکے بعد تمام صحابہ کبار سے بھی برابر سنتے چلے آتے تھے۔ مگر بُرا ہو اس زود فراموشی کا اور ستمگر پڑیں حصول دنیا کی لالچ پر۔ مکر۔ دغا۔ ابلہ فریبی اور جعلسازی کی تجویزوں نے مخالفت علی علیہ السلام کو استحکام حکومت اور استقرار سلطنت کا بہت بڑا آلہ قرار دے لیا تھا جس پر سو برس تک عمل درآمد ہوتا رہا۔

ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں ہماری یہ بحث کسی قدر طویل ہو گئی مگر تاہم اسکی ضرورت خارج از بحث نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ ہم جس مقدس طبقہ کی کارروائی کا ذکر اپنے موجودہ سلسلہ میں کر رہے ہیں اُسکے راس الرئیس جناب علی مرتضٰے علیہ السلام ہیں اس لئے جب تک کہ آپکی روحانی تعلیمات کے ابتدائی حالات اور اُنکی پوری کیفیت نہ بتلائی جاوے اِس مضمون کی کامل تشریح اور پوری توضیح نہیں ہو سکتی۔ بہرحال ہماری کتاب کے ناظرین نے ان امور کی تعلیمات کی ضرورت کو بخوبی سمجھ لیا اور یہ بھی اچھی طرح دریافت کر لیا کہ یہ تعلیم ایسی مخصوص اور محفوظ تھی کہ سوائے اُن نفوس مقدسہ کے جو اسی کے اہل تھے اور دوسروں کو نہیں پہنچائی جاتی تھی اور نہ وہ اس صحبت میں شریک کئے جاتے تھے۔ یہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ کے اصلی راز تھے۔ جو سوائے اُس کے رازدان کے اور کسی کو نہیں معلوم تھے اِس مضمون کو اتنی طوالت اور وسعت کے ساتھ بیان کرنے سے ہمارا مطلب صرف اسی قدر دکھلانا تھا کہ ان امور محفوظہ اور ان رموز مخصوصہ کا پورا تعلّق پہلے جناب رسالتمآب صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا اور آپکے بعد جناب علی مرتضٰے علیہ السلام سے متعلق ہونیوالا تھا۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے مختلف مقامات میں ان امور کی تعلیم اپنے نائب اور اپنے قایم مقام کو جیسا کہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ کا حکم تھا پہنچائی اور اپنی حیات کے زمانہ میں اُنکو ان علوم کی تعلیم سے کامل کر دیا۔ اسی طرح آپ کی نیابت اور خلافت کی مقدس خدمات حق سبحانہ وتعالےٰ نے اسی مبارک طبقہ میں عنایت فرمائیں۔

اسلئے اس مقدس طبقہ کے ایک بزرگ نے اپنے بعد دوسرے بزرگ کو اس ودیعت خداوندی کو سپرد فرمایا اور اپنے بعد اُسکو اپنا نائب اور قائم مقام بنایا اور حدیث الائمہ بعدی اثنا عشر کلہم من قریش یا بروایت دیگر کلہم من بنی ہاشم پوری طور سے صحیح ثابت کر دی ہم جہاں تک دیکھتے ہیں ہمارا سلسلۂ بیان بحث امامت کے لکھنے پر ہمیں مجبور کر رہا ہے مگر اسکے لکھنے میں ہمکو بہت سے خارج از بحث مضامین کے مندرج کرنے کی مجبوری ہوگی اور علم کلام و مناظرہ وغیرہ کی دلائل بھی ضرور قلمبند کرنی ہونگی جنکی گنجائش ہمارے تاریخی سلسلہ میں کسی طرح موزوں اور مناسب نہیں سمجھی جائیگی اس لئے ہم امامت کی بحث سے قطع نظر کرکے صرف وہ معتبر حدیثیں اس مضمون میں درج کرتے ہیں جو اس مبارک طبقہ کے بزرگواروں کی امامت کے لئے واضح اور روشن نصوص کا کام دیتی ہیں۔

## ائمہ اثنا عشر کی امامت

قال النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے۔ یہ ایسی معتبر اور متواتر حدیث ہے جسکو بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابوداؤد غرض ہر طبقہ کے محدثین

نے مختلف طریقوں سے لکھا ہے۔ بارہ[12] کی تعداد میں تو کسی کو کلام نہیں مگر ان بارہ[12] کے نام بتلانے میں اور انکے تعین کرنے میں جیسے کچھ اختلاف کے طومار باندھے گئے ہیں وہ کچھ علم کلام کے دیکھنے والوں ہی کو خوب معلوم ہیں کوئی کسی کو بتلاتا ہے کوئی کسی کو۔ کوئی کسی سلسلہ کو تھامتا ہے کوئی کسی خانوادے کو۔ مزید لطف یہ ہے کہ ایک سلسلہ پورا بھی نہیں اختیار کیا جاتا۔ ایک سلسلہ سے چار اور ایک خانوادے سے آٹھ لیکر بارہ[12] کی تعداد پوری کیجاتی ہے اور پھر ان میں عبداللہ ابن زبیر سے بیرونی لوگوں کی امامت پر بھی اکثر حضرات زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شرح فقہ اکبر میں اپنے بارہ[12] امام کے یہ نام بتلاتے ہیں۔

فالاثنا عشر هم الخلفاء الرّاشدين الاربعة (ابوبکر[1]۔ عمر[2]۔ عثمان[3] اور حضرت علی[4] علیہ السلام) ومعٰویه[5] وابنه یزید[6] وعبدالملك[7] ابن مروان واولاده الاربعة (ولید[8]۔ سلیمان[9]۔ ہشام[10] اور یزید[11]) ومنهم عمر ابن عبدالعزیز اور عمر[12] ابن عبدالعزیز

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اور امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں بارہ امام یوں گنواتے ہیں اُن لوگوں کی عبارت یہ ہے۔

قال شیخ الاسلام ابن حجر فی شرح البخاری کلام القاضی عیاض احسن ما قیل فی الحدیث واوجهه لتائیده بقوله فی بعض طرق الحدیث الصحیحة کلّهم یجتمع علیه الناس وایضاح ذٰلك ان المراد بالاجتماع انقیاده للبیعة والّذی وقع ان النّاس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمّی معٰویه یومئذ بالخلافة ثم اجتمع الناس علی معٰویة عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولده یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل ذٰلك ثم لما مات یزید وقع الاختلاف الی ان اجتمعوا علی عبدالملك بن مروان بعد قتل بن زبیر ثم اجتمعوا علی اولاده الاربعة الولید ثم سلیمان ثم یزید ثم هشام وتخلل بین سلیمان ویزید ثم عمر ابن عبدالعزیز والثانی عشر هو الولید بن یزید ابن عبدالملك۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں قاضی عیاض کا یہ کلام نقل کرتے ہیں کہ جو کچھ بطور حسن اس حدیث کے متعلق معلوم ہوا ہے اور جسکی تائید میں اکثر صحیح الطریق حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ مراد اجتماع للناس اور انقیاد بیعت سے یہی ہے کہ جس امر پر لوگوں کا اجتماع ہوگیا ہو تو سب سے پہلے اجماع تمام لوگوں کا ابوبکر[1] پر ہوا۔ پھر عمر[2] پر۔ پھر عثمان[3] پر۔ پھر علی[4] پر اُس وقت تک جب تک کہ واقعہ حکمین نہ پیش ہوا۔ اور پھر واقعہ تحکیم کے وقت سے معٰویہ[5] خلافت کے لئے منصوب ہوگیا مگر اُس پر اجماع امام حسن علیہ السلام کی صلح کے وقت سے ہوا۔ پھر اُسکے بعد اُسکے بیٹے یزید[6] پر اجماع ہوا اور کوئی انتظام خلافت امام حسین علیہ السلام کے لئے نہیں ہوا کیونکہ کسی انتظام ہونے سے پہلے آپ قتل ہوگئے لیکن جب یزید مرگیا تو اختلاف واقع ہوا یہانتک کہ عبدالملک[7] ابن مروان پر اجماع ہوا۔ مگر ابن زبیر کے قتل کے بعد۔ پھر عبدالملک کے بعد اُس کے چار بیٹوں پر اس طرح اجماع ہوا کہ پہلے ولید[8] پر۔ پھر سلیمان[9] پر۔ پھر یزید[10] پر۔ پھر ہشام[11] پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان خلل واقع ہوا۔ پھر عمر ابن عبدالعزیز پر۔ بارھواں اُنکا ولید[12] ابن یزید ابن عبدالملک۔

اس کے علاوہ بعض حضرات تو تقسیم امامت میں اتنی سخاوت دکھلاتے ہیں کہ منصب امامت وخلافت کو خلفائے راشدین اور ملوک بنی امیہ تک پہنچا کر بھی بس نہیں کرتے بلکہ اُسکو کھینچ کھینچا کر خلفائے عباسیہ تک کسی نہ کسی طرح ملادیتے ہیں مگر کیا ان کوششوں سے بھی کوئی نتیجہ نکلا۔ نہیں۔ دنیا پرستوں نے حصول دولت کے لالچ میں فرمانروائے سلطنت کی خوشامد میں پڑ کر بعدی اثنا عشر خلیفتی کی حدیث میں

کے اصلی معنوں میں کیسی کیسی رنگ آمیزیوں سے کام لیا ہے اور ہر شخص نے اپنی خود غرضی کی بنا پر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنائی ہے مگر یہ کاغذ کی ناؤ نہ چلنے والی تھی نہ چلی۔ علمائے کرام نے ان موضوعات کی خوب خوب دھجیاں اُڑائی ہیں اور ان عقائد فاسدہ کو بیخ وبُن سے اُکھاڑ پھینکا اور آخر میں انہیں مقدس بزرگواروں کو اس حدیث معتبرہ کا اصلی اور سچا مفہوم ثابت کر دکھایا جنکو خدائے سبحانہ وتعالٰے نے اس منصب جلیلہ اور عہدۂ رفیعہ پر سرفراز وممتاز فرمایا تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان القندوزی اپنی معتبر ومستند کتاب ینابیع المودۃ مطبوعۂ بمبئی صفحہ ۳۷۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان الاحادیث الدالۃ علی کون الخلفاء بعدہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اثنا عشر قد اشتہرت من طرق کثیرۃ فبشرح الزمان وتعریف الکون والمکان اعلم ان مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من حدیثہ ھذہ الائمۃ الاثنا عشر من اھلبیتہ وعترتہ اذلا یمکن ان یحمل علی الملوک الامویہ لزیادتھم علی اثنا عشر ولظلمھم الفاحش الا عمر ابن عبد العزیز ولکونھم غیر بنی ھاشم لان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال کلھم من بنی ھاشم فی روایۃ عبد الملک عن جابرؓ واخفاء صوتہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی ھذا القول یرجح ھذہ الروایۃ لانھم لا یحسنون خلافۃ بنی ھاشم ولا یمکن ان یحمل علی العباسیۃ لزیادتھم علی العدد المذکور ولقلۃ رعایتھم الاٰیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وحدیث الکساء فلا بد من ان یحمل ھذا الحدیث علی الائمۃ الاثنا عشر من اھلبیتہ وعترتہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لانھم کانوا اعلم زمانھم واجلھم واورعھم واتقاھم واعلاھم نسبا وحسبا افضلھم واکرمھم عند اللہ وکان علومھم عن اٰبائھم متصلا بجدھم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وبالوراثۃ ولدنیۃ کذا عرفھم اھل العلم والتحقیق واھل الکشف والتوفیق۔

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپکے بارہ ۱۲ خلیفہ ہونگے اسکی شہرت کے بہت سے طریقے ہیں اور ہر زمانہ میں اسکی شرح کیگئی ہے مگر یہ جان لینا چاہئے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد خلیفۂ اثنا عشر سے آپ کی اہلبیت اور عترت علیہم السلام ہیں کیونکہ خلفائے اربعہ پر بوجہ قلت اعداد اس حدیث کا اطلاق نہیں ہوسکتا اور ایسا ہی ملوک بنی امیہ پر (سوائے عمر ابن عبد العزیز کے) بسبب کثرت اعداد اور اُنکے اعمال ذمیمہ اور افعال قبیحہ کے اسکا اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے تو بس اب بغیر بنی ہاشم کے اور کون ہوسکتا ہے کیونکہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب بنی ہاشم ہیں۔ روایت عبد الملک عن جابرؓ میں آنحضرت صلعم کے چُپ ہوجانے نے اس حدیث کو اور ترجیح دیدی ہے کہ خلیفۂ اثنا عشر سے مراد بنی ہاشم ہیں۔ یہ حدیث خلفائے بنی عباس کے لئے بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ اُنکے اعداد بارہ سے کہیں زیادہ ہیں اور ان لوگوں نے آیۂ مودت اور حدیث کسا کے حقوق کی کوئی رعایت نہیں کی پس ایسی حالت میں یہ حدیث ائمۂ اثنا عشر علیہم السلام کی ذوات مقدسہ پر ضرور دال ہے جو آنحضرتؐ کے اہلبیت اور عترت سے ہیں کیونکہ یہ حضرات اپنے زمانہ کے بہت بڑے اعلم۔ بہت بڑے فاضل۔ بہت بڑے صاحب ورع اور بہت بڑے صاحب تقوےٰ تھے اور بسبب نسب کے اعلےٰ ترین اور باعتبار حسب کے فاضل ترین خلائق تھے۔ اور حق سبحانہ وتعالےٰ کے نزدیک اُنکا بہت بڑا رتبہ تھا۔ اُنکے علوم

وراثت کے طریقے اور علوم لدنیہ کے ذریعے سے اُنکو سلسلہ بسلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت سے حاصل ہوئے تھے جیسا کہ صاحبان تحقیق اور ماہران کشف و توفیق کو دریافت ہو چکا ہے۔

لیجیے۔ ان ہوائی قلعہ بندیوں کی کیفیت بھی اوپر کی عبارت سے معلوم ہو گئی۔ ایسی صاف اور روشن دلیلوں کے مقابلہ میں کوئی معمولی عقل والا ان حشویات اور سراپا لغویات پر کبھی توجہ نہیں کر سکتا۔ بُرا ہو اس نفسانیت کا اور پتھر پڑیں اس تعصب پر جس نے دنیا کے وہم پرستوں کی آنکھوں سے حق بینی کے جوہر کو زائل کر دیا اور اُنکے تمام قوائے مدرکہ کو حقیقت احوال کی طرف سے بالکل بے حس کر دیا۔ نہ انکو خدا کے جھٹلانے میں شرم نہ رسول صلعم پر الزام لگانے میں حیا۔ اِنسے کوئی پوچھے تو سہی کہ تم حدیث خلیفتی بعدی اثنا عشر کی تعداد پوری کرنیوالے کون۔ اور اپنی طرف سے اُنکے مقرر کرنیوالے کون۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم ان تمام بزرگواروں کے ایک ایک کر کے نام بتلا گئے ہیں اور تمہارے آیندہ اختلاف اور ارتداد کا خیال کر کے ایک بار نہیں کئی مقاموں پر ان حضرات کے لئے وصیّت فرما گئے ہیں۔ مگر ان اخبار معتبرہ اور آثار متواترہ پر اگر نظر کیجائے تو پھر اُن موضوعات کا طلسم ٹوٹ جائے اور امراء و سلاطین کے دربار میں رسائی نہ ہو سکے۔ دولت و ثروت ہاتھ سے جاتی رہے۔ سونے کا گھر مٹی ہو جائے اسی وجہ سے ان ارشادات پر نظر نہیں کیجاتی اور حق و باطل کا اعتبار نہیں کیا جاتا مگر کیا اس تغافل عاقلانہ اور اس تجاہل عارفانہ کی وجہ سے یہ اخبار و آثار صفحۂ روزگار سے مٹ گئے۔ اور کیا ان ترکیبوں سے انتظام قدرت اور احکام رسالت جاری نہیں ہوئے بلکہ اگر عبرت کی آنکھیں کھلی ہوں تو دیکھ لیں کہ ان متواتر اور لگاتار کوششوں کے برعکس دنیا اور دنیا والوں نے جو جیسا تھا اُسکو ویسا ہی سمجھا۔ صرف وہی دو چار دنیا پرست ایسے نکلے جو اُسی ضلالت کے گڑھے میں گرے رہکر قلوب لا یفقہون بہا کی پوری پوری مصداق ہو گئے۔ اب ہم اپنے اس بیان کی تصدیق میں ان معتبر اور مستند حدیثوں سے صرف دو تین حدیثوں کو ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

علامہ سید علی ہمدانی کتاب مودۃ القربے میں تحریر فرماتے ہیں عن علی کرم اللہ وجہہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سیّد النّبیین وعلی سیّد الوصیّین وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اوّلہم علی وآخرھم القائم المھدی جناب علی مرتضے علیہ السّلام سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ میں جمیع انبیاء کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام تمامی اوصیاء کا سردار ہے۔ میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے پہلا اُن میں کا علی علیہ السّلام ہیں اور آخر اُن میں کا قایم مہدی علیہ السّلام ہے۔

علامہ موفق ابن احمد مخاطب بہ امام الخوارزمی اور امام حموینی تحریر فرماتے ہیں عن ابن عباسؓ قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین علیہ السّلام مطھرون معصومون حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سُنا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہ فرمایا آپنے کہ میں علی حسن اور حسین علیہم السّلام اور امام حسین علیہ السلام کی نو اولادیں طاہر اور معصوم ہیں۔

عن سلیم ابن القیس الھلالی عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ فاذا الحسین علیہ السّلام نخذ بہ وھو یقبل خدیہ ویلثم فاہ ویقول انت سیّد ابن سیّد ابن سیّد اخو سیّد وانت امام ابن امام ابن امام اخو امام وانت حجۃ ابن حجۃ واخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعہم قائم المھدی سلیم ابن قیس ہلالی حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی

زبانی بیان کرتا ہی کہ میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُنکو اُٹھالیا۔ اُنکے رخساروں کو چوما۔ دہان مبارک کے بوسے لیے اور فرمایا تو سیّد ہی۔ سید کا بیٹا ہی۔ سیّد کا بھائی ہی۔ تو امام ہی۔ امام کا بیٹا ہی۔ امام کا بھائی ہی۔ تو حجّت خدا ہی۔ تو حجّت خدا کا بیٹا ہی۔ تو حجّت خدا کا بھائی ہی اور نو حجتہائے خدا کا باپ ہی جن کا آخر قائم مہدی علیہ السّلام ہے۔

اس صاف اور واضح حدیث کو دیکھکر ایک معمولی سمجھ والا آدمی بھی پورے طور سے سمجھ لیگا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے بعد اپنے نائب اور قائم مقاموں کی تعداد اور اُنکے صحیح صحیح نشان بتلانے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی اور از اوّل تا آخر اُنکے اس مقدّس سلسلہ کو بھی اچھی طرح بتلا دیا جس مبارک خانوادے سے وہ پیدا ہونیوالے تھے۔ ایسی خبر صحیح اور معتبر کے مقابلہ میں خلفائے راشدین۔ ملوک اموبہ یا سلاطین عباسیہ کے افراد کو خلیفتی بعدی اثنا عشر کی تعداد میں ملانا کیسے صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے اور ایسے صریح موضوعات اور قبیح لغویات کی کیا قدر کیجاسکتی ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ مخبر صادق علیہ السلام تو صاف صاف لفظوں میں ارشاد فرمائیں کہ سردار قوم پیشوائے اُمّت اور حجتہائے خدا حضرت امام حسین علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہونگے۔ مگر بگڑے ہوئے مسلمان ہیں کہ طمع۔ حسد اور نفسانیت کے تقاضہ سے قول رسوؐل کو پیچھے رکھکر بنی امیّہ اور بنی عباس کو آگے رکھّے دیتے ہیں اور انہی کو خواہ مخواہ خلیفۂ رسول صلعم۔ امام اُمّت اور حُجّت خدا تسلیم کرنے پر مٹے جاتے ہیں اپنی بات رکھنے کے لئے کیا کیا ترکیبیں عمل میں لائی جاتی ہیں اور اپنے من گھڑت اصول کے قبول کرالینے کے لئے دنیا کے آگے کیسی یا درہوا دلائل بیان کیجاتی ہیں۔ استغفر اللہ ربّی واتوب الیہ۔

معترضین کو اگر ایسی واضح اور روشن دلیلیں اور حدیثیں دیکھکر بھی اطمینان نہو اور اب دوسرا شک یوں پیدا ہو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان نو حجتہائے خدا کا نام کیوں نہ بتلایا تو اب ہم ذیل میں وہ حدیثیں بھی لکھے دیتے ہیں جنمیں ان بزرگواروں کے نام نامی اور اسمائے گرامی ایک ایک کرکے اوّل سے آخر تک گنا دئے گئے اور بتلا دئے گئے ہیں۔ مگر بُرا ہو اس نخوت۔ حسد اور نفسانیت کا کہ جسنے دُنیا پرستوں کی آنکھوں کو بے نور اور قلوب کو بے حس کر دیا۔ اب وہ دیکھیں تو کیسے یا سمجھیں تو کیونکر؟ جب حصول دولت کی طمع اُنہیں دیکھنے بھی دے اور خاندان اہلبیّت کی عداوت اُنہیں سمجھنے بھی دے۔ مگر ہم اُن کے مزید اطمینان وتشفّی کے لئے دکھلائے دیتے ہیں کہ وہ حدیثیں یہ ہیں۔

امام حموینی اپنی معتبر اور مستند کتاب فرید السمطین میں تحریر فرماتے ہیں عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قدم یهودی یقال لہ نعثل فقال یا محمد اسئلك عن اشیاء تلجلج فی صدری منذ حین قال اجبتنی عنها اسلمت علی یدیك قال سل یا اباعمارہ فقال یا محمد صف لی ربّك فقال صلی اللہ علیه والہ وسلّم لا یوصف الا بما وصف بہ نفسہ وکیف یوصف الخالق الذی تعجز العقول ان تدرکه والاوهام ان تناله والخطرات ان تحدہ والابصار ان تحیط بہ جل عما یصفه الواصفون نائی فی قربه وقریب فی نائه هو کیف الکیف واین الاین فلا یقال له این هو وهو منقطع الکیفیة والاینونیه فهو الاحد الصمد کما وصف نفسه والواصفون لا یبلغون نعته لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد قال صدقت یا محمدؐ فاخبرنی عن قولك انه واحد

لاشبیه له لیس الله واحد والانسان احدا فقال صلّی الله علیه وآله وسلم الله عزّ وعلا واحد حقیقی احدی المعنی ای لاجزو ولا ترکیب له والانسان واحد ثنای المعنی مرکّب من روح وبدن قال صدّقت اخبرنی عن وصیّک من هو فما من نبی الا وله وصی وان نبیّنا موسی ابن عمران اوصی یوشع بن نون فقال ان وصی علی ابن ابیطالب وبعده سبطای الحسن والحسین نتلوه تسعة ائمّة من صلب الحسین قال یا محمّد فسمّهم لی فقال اذا مضی الحسین فابنه علیؑ فاذا مضی علیؑ فابنه محمّد فاذا مضی محمّد فابنه جعفر فاذا مضی جعفر فابنه موسیٰ فاذا مضی موسیؑ فابنه علیؑ فاذا مضی علیؑ فابنه محمّد فاذا مضی محمّد فابنه علیؑ فاذا مضی علیؑ فابنه الحسنؑ فاذا مضی الحسن فابنه الحجّة محمّد المهدیؑ هؤلاء اثنا عشر قال خبرنی کیفیّة موت علی والحسنؑ والحسین قال صلّی الله علیه وآله وسلم یقتل علیؑ بضربة علی قرنه والحسن یقتل بالسّم والحسین بالذبح قال فاین مکانهم قال فی الجنّة فی درجتی قال اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله واشهد ان هم الاوصیاء بعدک ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المقدمة وفیما عهد الینا موسیٰ ابن عمران علیه السّلام انه اذا کان آخر الزمان یخرج نبی یقال له احمدؐ ومحمّدؐ خاتم الانبیاء لا نبی بعده فیکون اوصیائه بعده اثنا عشر اولهم ابن عمّه وختنه والثانی والثالث کانا اخوین من ولده ویقتل امّة النبیؐ الاوّل بالسّیف والثانی بالسّم والثالث مع جماعة اهلبیته بالسیف وبالعطش فی موضع الغربة فهو کولد الغنم یذبح ویصبر علی القتل لرفع درجاته ودرجات اهل بیته وذرّیته ولاخراج محبّیه واتباعه من النّار وتسعة الاوصیاء منهم من اولاد الثالث فهؤلاء الاثنا عشر عدد الاسباط قال صلّی الله علیه وآله وسلم اتعرف الاسباط قال نعم انهم کانوا اثنا عشر اولهم لاوی بن برخیا وهو الذی غاب عن بنی اسرائیل غیبة ثم عاد فاظهر الله به شریعته بعد اندراسها وقاتل قرسطیا الملک حتی قتل الملک قال صلّی الله علیه وآله وسلم کائن فی امّتی ما کان فی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة وانّ الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری ویاتی علی امّتی بزمن لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه فحینئذ یاذن الله تبارک وتعالیٰ له بالخروج فیظهر الله الاسلام به ویجدده طوبی لمن احبّهم وتبعهم والویل لمن ابغضهم وخالفهم و طوبی لمن تمسّک به بهداهم فانشا نعثل شعرا ؎

صلّی الله ذو العلی علیک یا خیر البشر　　انت النبی المصطفی والهاشمی المفتخر
بکم هدانا ربّنا وفیک ترجوا ما امر　　ومعشر سمّیتهم ائمّة اثنا عشر
حباهم ربّ العلی ثم اصطفاهم من کدر　　قد فاز من والاهم وخاب من عادی الزهر
آخرهم یسقی الظماء وهو الامام المنتظر　　وعترتک الاخیار لی والتابعین ما امر
من کان عنهم معرضا فسوف تصلاه سقر

مجاہد جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسناد سے لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک یہودی نعثل نامی جناب رسالت مآب

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے دل میں عرصہ سے چند سوالات ہیں اگر آپ اُنکا جواب دیدیں تو میں فوراً اسلام قبول کرتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو عمارہ (اُسکی کنیت تھی) سوال کر۔ یہودی نے پوچھا کہ آپ اپنے پروردگار کی تعریف فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ اُسکی تعریف اُسی قدر ہوسکتی ہے جو اُسکی ذات میں ہے اور جس کو خود اُس نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے خالق کی جسکے دریافت میں عقلیں عاجز اور اُسکے تجسس میں گمان حیران اور اُسکی تلاش وحدت میں خیالات انسانی قاصر۔ آنکھیں اُسکے دیکھنے سے عاجز۔ وہ تمام تعریف کرنیوالوں کی تعریف سے بالاتر۔ دور سے قریب اور قریب سے دور ہے۔ وہ کیف الکیف واین الاین کی صفات سے موصوف ہے۔ وہ کہاں ہے اُسکے لئے نہیں کہا جاسکتا۔ اُسکے لئے کوئی کیفیت اور حالت ضرور نہیں۔ وہ یکتا ہے اور بزرگ ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد اور اس سے بڑھکر کسی بلیغ سے بلیغ تعریف کرنیوالے سے بھی اُسکی تعریف نہیں ہوسکتی۔ یہ سنکر وہ یہودی بولا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپکی تصدیق کرتا ہوں مگر آپ مجھ کو یہ تبلادیں جیسا کہ آپ فرماچکے ہیں کہ خدا کے لئے مثال کوئی قائم نہیں ہوسکتی تو کیا ایک خدا ہی واحد کہلاسکتا ہے اور انسان نہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خدا تعالےٰ واحد حقیقی ہے اور واحد حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ اُسکے لئے کوئی جزو یا ترکیب نہ ہوسکے اور انسان کی تنہائی صرف توصیفی ہے نہ حقیقی۔ کیونکہ انسان جسم اور روح سے ترکیب یافتہ ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ کے کلام کی دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ اب آپ مجھے اپنے قایم مقام اور جانشینوں کی خبر دیجئے کہ اُن میں سے کون نبی اوّل ہوگا کیونکہ ہمارے مذہب میں جناب موسےٰ ابن عمران نے اپنے بعد یوشع ابن نون کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔ یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے وصی علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں اور بعد اُنکے میرے دونوں نواسے حسن اور حسین علیہما السّلام ہیں اور اُن کے بعد نو امام حضرت امام حسین علیہ السّلام کی اولاد سے ہیں۔ یہودی بولا کہ اُن بزرگواروں کے نام بھی تبلائے جائیں تو آپنے ارشاد فرمایا کہ جب جناب امام حسین علیہ السّلام کا انتقال ہوجائیگا تو اُنکے بیٹے علیؑ اُنکے وصی ہونگے۔ اُنکی وفات کے بعد اُنکے بیٹے محمدؑ۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے جعفرؑ۔ اُن کے بعد اُنکے بیٹے موسےٰؑ۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے علیؑ۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے محمدؑ۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے علیؑ۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے حسنؑ۔ اُنکے بعد اُنکے فرزند حجّت القائم المہدی علیہ السّلام یہی بارہ بزرگوار ہیں۔ یہ سُنکر یہودی نے کہا کہ اب آپ مجھ کو بتلادیں کہ علیؑ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کی وفات کیسے واقع ہوگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ ضربت فرق کی وجہ سے انتقال کرینگے حسنؑ زہر سے مارے جائینگے اور حسینؑ ذبح کئے جائینگے۔ پھر اُس یہودی نے کہا کہ اُنکے درجات سے مطلع فرمائیے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہونگے۔ یہ سُنکر اُس یہودی نے کہا اشہد ان لا الٰہ الّا اللہ۔ آپ رسول برحق ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یہی حضرات آپکے بعد آپکے قایم مقام اور وصی ہیں۔ قسم خدا کی ہم نے انبیائے سابقین علے نبینا و علیہم السّلام کی کتابوں میں بھی ایسا ہی دیکھا ہے اور اسی طریقہ پر ہم سے جناب موسےٰ ابن عمران نے عہد و میثاق لیا تھا کہ زمانہ آخر میں ایک نبی مبعوث ہوگا جسکا نام احمدؐ اور محمدؐ ہوگا اور وہ خاتم الانبیا ہوگا۔ اُسکے بعد پھر کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اُسکے بعد اُسکے بارہ وصی ہونگے اُن میں کا اول اُس کا ابن عم اور اُسکا داماد ہوگا اور دوم وسوم دو بھائی اُسکے دو صاحبزادے ہونگے۔ جن میں اول کو امتِ نبی تلوار سے دوسرے کو زہر سے اور سوم کو مع اُسکے اہلبیت کے پیاس اور غریب الوطنی کی حالت میں قتل

گوسفند کے تلوار سے ذبح کر ڈالیگی اور وہ بزرگواران تمام مصائب پر اسلئے صبر فرمائینگے کہ اس شہادت کے باعث سے اُنکے اور اُنکے اہلبیتؑ اور ذریت کے مدارج رفیع ہوں اور اُنکے دوستدار اور پیرو دوزخ کی عقوبت سے محفوظ رہیں اور اس تیسرے وصی کی اولاد سے نو اوصیا پیدا ہوکر بارہ[۱۲] اسباط موسےٰ علیہ السلام کی تعداد کے برابر ہونگے۔ یہ سنکر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسباط موسےٰؑ کو جانتا ہے؟ اُس یہودی نے کہا ہاں۔ وہ بزرگوار بھی بارہ[۱۲] تھے۔ اُن میں کے اول لاوی بن برخیا ہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں جو قوم بنی اسرائیل سے غائب ہو گئے تھے۔ پھر ظاہر ہوئے اور خداوند تعالےٰ نے پھر شریعت موسےٰؑ کو انہی کے ذریعہ سے خراب ہو جانیکے بعد جاری فرمایا۔ اور یہی بزرگ شاہ قرسطیا سے لڑے یہانتک کہ اُسکو قتل فرمایا۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال بنی اسرائیل کی ایسی ہو بہو ہے۔ ہمارا بارھواں وصی بھی حالت غیبت میں رہیگا۔ یہانتک کہ نہیں دکھلائی دیگا وہ کسی کو اور میری امت میں سے کوئی شخص نہیں پائیگا اُسکو اور وہ زمانہ بھی ایسا آلگیگا کہ دنیا میں نام کے سوا نہ اسلام باقی رہیگا اور نہ سوائے رسم الخط کے قرآن پس اُسی زمانہ میں خدائے سبحانہ وتعالےٰ اُسکو ظاہر ہونیکی اجازت دیگا اور پھر خدائے تبارکؐ تعالےٰ اسلام کو اُسی کے ذریعہ سے ظاہر فرمائیگا اور پھر وہی اُسکو زندہ کریگا طوبےٰ اُسی کیلئے ہے جو اُس سے محبت کرے اور اُسکی متابعت اختیار کرے اور دوزخ اُسکے لئے ہے جو اُسکے ساتھ بغض رکھے اور اُسکی مخالفت پر آمادہ ہو۔ طوبےٰ اُسی کے لئے ہے جو اُسکی ہدایت کے مطابق اُسکی اطاعت قبول کرے۔ آپکے کلام صداقت التیام سُنکر نعثل یہودی نے ذیل کے اشعار منظوم کئے ؎

خدائے بزرگ و برتر تجھ پر درود بھیجے اے سب آدمیوں سے بہتر۔ تو نبی برگزیدہ ہے اور تمام بنی ہاشم کے لئے فخر کرنیکی جگہ تیری ذریعہ سے ہم لوگوں کو خدائے تبارکؐ تعالےٰ نے ہدایت فرمائی اور تجھی سے ہم لوگوں کو خدا کے احکام ملے بارہ[۱۲] ذوات مقدسہ جنکے نام تو نے لئے پروردگار عالم اُن پر رحمت نازل فرمائے جیسا کہ اُن بزرگواروں کو خدا نے تمام آلائشوں سے پاک وصاف فرمایا وہ ماجور ہوگا جو اُنکی محبت اختیار کریگا اور وہ سرایاب ہوگا جو اُن سے دشمنی کریگا۔ اُن میں کا آخری بزرگ پیاسوں کو سیراب کریگا اور وہی امام منتظر علیہ السلام ہے۔ یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ ہمارے لئے اور آپکی تمام اُمت کے لئے ہیں اور جو کوئی ان سے خلاف ہوگا پھر اُسکا ٹھکانا دوزخ ہی میں ہے۔

اب دوسری حدیث بھی ملاحظہ ہو۔ فی المناقب عن واثلہ ابن الاصقع بن قرخاب عن جابر ابن عبداللہ الانصاری قال دخل جندل بن جنادہ بن جبیر الیهودی علی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا محمدؐ اخبرنی عما لیس للہ وعما لیس عند اللہ وعما لا یعلمہ اللہ فقال صلّی اللہ علیہ والہ وسلم اما ما لیس للہ فلیس للہ شریک واما ما لیس عند اللہ فلیس عند اللہ ظلم للعباد واما ما لا یعلمہ اللہ فذلک قولکم یا معشر الیهود ان عزیر ابن اللہ واللہ لا یعلم انّہ لہ ولد بل یعلم انہ مخلوقہ وعبدہ فقال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانّک رسول اللہ حقًا وصدقًا ثم قال انی رایت البارحۃ فی النوم موسی ابن عمران علیہ السلام فقال یا جندل اسلم علی ید محمدؐ خاتم الانبیاء واستمسک اوصیائہ من بعدہ فقلت اسلم فللہ الحمد اسلمت وھدانی بک ثم قال اخبرنی یا رسول اللہ عن اوصیائک من بعدک لاتمسک بھم قال اوصیائی الاثنا عشر قال جندل

هٰكذا وجدناهم في التوراة وقال يارسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سمّهم لي فقال اوّلهم سيّد الاوصياء ابو الائمّة علي عليه السّلام ثم ابناه الحسن والحسين عليهما السّلام فاستمسك بهم ولا يغرنك جهل الجاهلين فاذا ولد علي ابن الحسين زين العابدين يقضي الله عليك ويكون اخر زادك من الدنيا شربة من اللبن تشربه فقال جندل وجدنا في التوراة وفي كتب الانبياء عليهم السّلام ايليا وشبّرا وشبّيرا فهٰذه اسم علي والحسن والحسين فمن بعد الحسين وما اساميهم قال اذا انقضت مدة الحسين والامام ابنه علي ويلقب بزين العابدين فبعده ابنه محمّد يلقب بالباقر فبعده ابنه جعفر يدعى بالصادق فبعده ابنه موسى يدعى بالكاظم فبعده ابنه علي يدعى بالرضاء فبعده ابنه محمّد يدعى بالتقي فبعده ابنه علي يدعى بالنقي فبعده ابنه الحسن يدعى بالعسكري فبعده ابنه محمّد يدعى بالمهدي والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج فاذا خرج يملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما طوبى للصابرين في غيبته طوبى للمقيمين على محبتهم اولٰئك الذين وصفهم الله في كتابه وقال هدًى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ثم قال تعالى اولٰئك حزب الله الا ان حزب الله هم الغٰلبون۔

مناقب میں واثلہ ابن الاصقع ابن قرخاب جابر ابن عبداللہ الانصاری سے ناقل ہیں کہ ایکمرتبہ جندل ابن جنادہ ابن جبیر یہودی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ کو ان باتوں سے خبر دیجئے۔ وہ یہ کہ اوّل وہ کیا ہے جو خدا کے واسطے نہیں ہے۔ دوم وہ کیا شے ہے جو خدا کے پاس نہیں ہے۔ سوم وہ کیا ہے جسکو خدا نہیں جانتا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو چیز خدا کے واسطے نہیں ہے وہ اُسکا شریک ہے کہ کوئی اُسکا شریک نہیں ہوسکتا اور وہ چیز کہ جسکو خدا نہیں جانتا وہ خلائق پر ظلم ہے اور وہ شے جو خدا کے پاس نہیں ہے وہ وہی قول ہے جو تم اور تمہاری قوم یہود خدا پر جھوٹ تہمت لگاتے ہو اور کہتے ہو کہ عزیر خدا کے بیٹے تھے حالانکہ کوئی اُسکا بیٹا نہیں بلکہ حضرت عزیر بھی اُسی کے مخلوق اور بندے تھے۔ یہ سُنکر اُس یہودی نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا کہ آپ اُسکے رسول برحق ہیں۔ پھر اُسنے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کی رات کو جناب موسٰے کو عالم رویا میں روشن طرح سے یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اے جندل جناب ختم الانبیا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں جا اور اُنکے دست مبارک پر اسلام لا اور اُنکے اوصیاء کی متابعت اختیار کر پس خدا کا شکر ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا اور آپکے ذریعہ سے میں نے ہدایت پائی۔ اب آپ اپنے اوصیاء کے نام بھی مجھے بتلادیں کہ میں اُنسے تمسّک اختیار کروں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا میرے بارہ اوصیاء ہیں۔ جندل نے کہا میں نے اتنے ہی توریت میں بھی پائے ہیں یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اب آپ اُنکے نام نامی مجھے بتلادیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اُن میں کا پہلا سید الاوصیاء ابوالائمہ علی مرتضٰے علیہ السلام ہیں۔ اُنکے بعد اُن کے دونوں صاحبزادے حسن اور حسین علیہما السّلام ہیں پس تو انہی کا طریقہ اختیار کر اور جاہلوں کے مکر وفریب میں مت آ۔ پس جب حضرت علیؑ ابن الحسین زین العابدین علیہ السّلام پیدا ہونگے تو تیرا خدا سے وعدہ پورا ہوجائیگا اور دنیا میں تیری آخر غذا دودھ کا شربت ہوگا پس جندل نے کہا کہ میں نے توریت اور دیگر کتب انبیاء علیہم السّلام میں ایلیا۔ شبّر اور شبّیر لکھا ہوا دیکھا ہے اور یہی علی علیہ السّلام اور حسن وحسین علیہما السّلام کے نام ہیں۔ پھر اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے اپنے اوصیاء کے نام حضرت

امام حسین علیہ السلام کے بعد نہیں بتلائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام کا زمانہ تمام ہو جائیگا تو اُن کے صاحبزادے علیؑ ابن الحسینؑ ملقب بہ زین العابدین امام ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے محمدؑ ابن علیؑ ملقب بہ باقر ہونگے اُنکے بعد اُن کے صاحبزادے جعفرؑ ابن محمدؑ ملقب بہ صادق ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے موسےٰؑ ابن جعفرؑ ملقب بہ کاظم ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے علیؑ ابن موسٰےؑ ملقب بہ رضا ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے محمدؑ ابن علیؑ ملقب بہ تقی ہونگے اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے علیؑ ابن محمدؑ ملقب بہ نقی اور ہادی ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے حسنؑ ملقب بہ عسکری ہونگے۔ اُنکے بعد اُنکے صاحبزادے محمد المہدی علیہ السلام ہونگے جنکا لقب قائم اور حجۃ اللہ ہوگا وہ غیبت فرمائینگے۔ پھر ظاہر ہونگے اور جب ظاہر ہونگے تو دنیا کو عدل و داد سے اس طرح پُر اور مملو فرمادینگے جس طرح قبل اسکے ظلم و ستم سے پُر اور مملو ہوگی۔ طوبیٰ اُنھی لوگوں کے لئے ہے جو اُنکی غیبت میں اُنکی محبت پر قائم رہیں گے اور یہی لوگ ہونگے جنکی تعریف آیات وافی ہدایات الذین یؤمنون بالغیب و اولئٰک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغٰلبون۔ یہی لوگ وہ ہیں جو غیب پر ایمان لائے ہیں اور یہی لوگ خدا کے لشکر ہیں اور خدا کے لشکر والے ہمیشہ غالب رہنے والے ہیں۔ صاحب مناقب جندل یہودی کا واقعہ یہانتک لکھ کر اُسکا خاتمہ احوال اس عبارت میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقال الجندل الحمد للہ وفقنی بمعرفتہم ثم عاش الی ان کانت ولادۃ علیؑ ابن الحسین علیہما السّلام فخرج الی الطائف ومرض وشرب لبنا وقال اخبرنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم ان یکون اخر زادی من الدنیا شربۃ لبن ومات ودفن بالطائف بالموضع المعروف بالکوزارہ۔

علّامۂ موصوف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ سُنکر جندل نے کہا خدا کا شکر ہے کہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے مجھ کو ان حضرات کی معرفت عطا فرمائی پس وہ اُس زمانہ تک زندہ رہا جب تک کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السّلام پیدا ہوئے پھر وہ طائف میں چلا گیا اور وہاں بیمار پڑ گیا اور اُس نے دودھ کا شربت پیا اور کہا کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ میری اخیر غذا دنیا میں دودھ کا شربت ہوگی۔ بعد اُسکے وہ مرگیا اور مقام طائف کے مشہور و معروف موضع کوزارہ میں دفن کیا گیا۔

تیسری حدیث بھی ملاحظہ ہو۔ حافظ فضل اللہ شیرازی المعروف بہ جمال الدین محدث اپنی معتبر اور مستند کتاب روضۃ الاحباب میں تحریر فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔

منقول است از جابر ابن عبد اللہ الانصاری کہ چوں ایزد تعالےٰ نازل گردانید بر پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم آیہ یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پس گفتم یا رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم می شناسیم ما خدا و رسول را پس کیست اصحاب امر کہ خدا تعالےٰ اطاعت ایشاں را قرین ساختہ است بطاعت خود پس گفت رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ھم خلفای من بعدی اولھم علی ابن ابیطالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علیؑ ابن الحسینؑ ثم محمدؑ ابن علیؑ المعروف بالتورات بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا القیتہ فاقرء منی السّلام ثم الصّادق جعفرؑ ابن محمدؑ ثم موسیٰؑ ابن جعفرؑ ثم علیؑ ابن موسیٰؑ ثم محمدؑ ابن علیؑ ثم علیؑ ابن محمدؑ ثم الحسنؑ ابن علیؑ ثم حجۃ اللہ

علیہ السّلام فی ارضہ فی عبادہ محمّد ابن الحسن ابن علیؑ ذٰلک الّذی یفتح اللہ عزّوجلّ علی یدایہ مشارق الارض ومغاربہا وذٰلک الّذی یغیب عن شیعتہ واولیائہ غیبۃ لایثبت فیہا علی القول بامامتہ الّا من امتحن اللہ قلبہ للایمان۔

جابرؓ ابن عبداللہ الانصاری سے منقول ہو کہ جب آیۂ یاایّہا الّذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرّسول واولی الامر منکم نازل ہوا تو میں نے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگ خدا اور رسول کو تو پہچانتے ہیں پھر یہ اصحاب امر کون بزرگوار ہیں جنکی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے قریب کیگئی ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ ہمارے بعد ہمارے خلفاء ہیں اور اُن میں کے اول علی ابن ابیطالب علیہ السلام پھر حسن علیہ السّلام پھر حسین علیہ السلام پھر محمد ابن علی علیہ السلام ہیں جو باقر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اے جابرؓ جب تم اُن کو پاؤ اور اُنکی زیارت سے مشرف ہو تو میرا سلام پہنچانا۔ پھر ان کے بعد صادق جعفرؑ ابن محمد علیہ السلام پھر موسٰےؑ ابن جعفر علیہ السلام پھر علیؑ ابن موسٰے علیہ السّلام پھر محمدؑ ابن علی علیہ السّلام پھر علیؑ ابن محمد علیہ السّلام پھر حسنؑ ابن علی علیہ السّلام پھر حجّۃ اللہ فی الارض اور بقیۂ بندگان خدا محمد ابن الحسن علیہ السّلام۔ خداوند تبارک وتعالےٰ انہی کے ہاتھوں سے مشارق ومغارب دنیا کو فتح فرمائیگا اور یہی اپنے شیعوں کے درمیان سے غیبت اختیار فرمائینگے۔ کچھ امر غیبت سے اُنکی امامت کا اثبات مقصود نہیں ہو بلکہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے اس امر سے لوگوں کا امتحان لینا چاہا ہے۔

ہم کو یقین ہو کہ یہ تینوں حدیثیں ہمارے دعوے کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں۔ ابھی اسکے ایسی متعدد حدیثیں ہمارے پیش نظر ہیں مگر بخوف طوالت ہم اُنکو نہیں لکھتے جسکو دیکھنا ہو کتاب مجمع البحرین مولفۂ مولوی احمد حسن صاحب حنفی عظیم آبادی میں دیکھ لے۔

بہرحال۔ ابتو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ جس مقدّس بزرگوار کے حالات قلمبند کرنیکا شرف مجھے حاصل ہے وہ اسی متبرک سلسلہ کا پانچواں بزرگ ہے۔ جسکے فضائل ومناقب کی تصدیق ابھی ابھی جناب مخبر صادق علیہ السّلام کے کلام صداقت التیام سے اوپر لکھی گئی ہو اور مخصوص یہ وہی مقدّس بزرگ ہو جسکو اسی روایت میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے حضرت مقدّس نبوی صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا سلام بھیجا ہے جسکو ہم پوری تفصیل کے ساتھ عنقریب بیان کرینگے انشاء اللہ۔

اب تو ہمارے بیان سے ثابت ہو گیا کہ یہی مقدّس سلسلہ نیابت رسالت اور منصب امامت کے سپرد کئے جانیکے لئے خدا کی طرف سے تجویز ہوا تھا اور جناب رسالتمآب صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم الٰہی کے مطابق اسی مبارک خاندان اور مقدّس دودمان میں اپنی نیابت اور امامت کا عہدہ تفویض فرمایا اور انہی حضرات اور ذوات عالیات کو خلیفتی بعدی اثنا عشر کا اصلی مقصود اور حقیقی مفہوم قرار دیا وہ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ امام محمد باقر علیہ السّلام کے بچپن کے حالات میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ کی اس رسالت کا واقعہ عموماً اسلام کی تمام معتبر اور مستند تاریخوں میں درج ہو۔ چنانچہ ہم اُسکو سب سے پہلے صواعق محرقہ کی اصلی عبارت سے ذیل میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا۔

وکفاہ شرفا ان ابن المدینی والطبرانی رویا عن جابر ابن عبد اللہ الانصاری انہ قال للامام الباقر وہو صغیر ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یسلّم علیک فقیل لہ وکیف ذٰلک قال کنت جالسا عندہ والحسین علیہ السّلام فی حجرہ وہو یقبلہ فقال یا جابر یولد للحسین مولود اسمہ علیؑ واذا کان یوم القیٰمۃ نادی مناد لیقم زین العابدین فیقوم علیؑ ابن الحسین ثم یولد لعلی ولد اسمہ محمّد فان ادرکتہ یا جابر فاقرءہ منّی السّلام۔

آپکے شرف مراتب کے لئے یہی کافی ہے جیسا کہ امام ابن مدینی اور امام طبرانی نے جابر ابن عبداللہ انصاری کی زبانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طفولیت کے متعلق یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن آپکی صغر سنی کے زمانہ میں جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کو حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السلام ملے جابرؓ نے کہا کہ مکہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپؐ اس وقت امام حسین علیہ السلام کو گود میں لئے ہوئے تھے اور آپکے رخسار کے بوسے لیتے تھے مجھ سے ارشاد فرمانے لگے کہ جابرؓ میرے حسینؑ کا ایک فرزند ہوگا جسکا نام علیؑ ہوگا اور بروز قیامت ایک منادی ندا کریگا کہ زین العابدین کہاں ہیں۔ تمام اہل محشر میں انکا یہی فرزند علی ابن الحسین علیہ السلام اٹھ کھڑا ہوگا۔ پھر ان سے ایک فرزند ہوگا جسکا نام محمدؐ ابن علیؑ ہوگا۔ ای جابرؓ تم اس سے ملنا تو میرا سلام اسکو پہنچا دینا۔ اس واقعہ کو شیخ الاسلام قسطنطنیہ امام قندوری سلیمان الحسینی اور خواجہ محمد پارسا نے اپنی اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا اس واقعہ کو ذیل کی عبارت میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا

مناقب و مآثر جناب محمد باقر علیہ السلام نہ چندان است کہ زبان قلم و بنان بیان بتقریر و تحریر آں وافی باشد میمون قداح روایت می کند از امام محمد جعفر صادق علیہ السلام و او از پدر خویش امام محمد باقر علیہ السلام نقل می فرماید کہ گفت روزے پیش جابرؓ ابن عبداللہ الانصاری در آمدم و او مکفوف البصر بود سلام کردم بجواب مبادرت نمودم و پرسیدم کہ تو کیستی گفتم محمدؐ ابن علیؑ ابن الحسین علیہ السلام گفت نزدیک آکے پیش او رفتم دست مرا بوسید و دور تر شدم گفت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترا سلام می رساند گفتم علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ایں صورت چگونہ بودہ یا جابرؓ بگو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا یاد کردہ گفت روزے در خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودم فرمود کہ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی ابن الحسین یھب اللہ لہ النور و الحکمۃ فاقرئہ منی السلام اے جابرؓ شاید کہ تو باقی مانی تا آں زمان کہ ملاقات کنی با یکے از اولاد من کہ اورا محمدؐ ابن علی ابن حسین علیہم السلام گویند خدا اورا نور و حکمت خود دہد وے را از من سلام برساں و بعضے ثقات اخبار روایت کردہ اند کہ جابرؓ ابن عبداللہ گفت کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با من فرمودند یوشک ان تبقی حتی تلقی ولدا لی من الحسینؑ یقال لہ محمد ھو علم الدین ابقرا فاذا القیتہ فاقرئہ منی السلام جابرؓ شاید کہ بمانی تا با فرزند من کہ از نسل حسینؑ باشد ملاقات کنی کہ اورا محمدؐ گویند علم دین بکشاید و چوں اورا ببینی از من سلامے برساں و احمد ابن محمد عیسیٰ روایت می کند کہ جابرؓ ابن عبداللہ الانصاری در مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می نشست عمامہ سیاہ بر سر بستہ و گاہے ندا می کرد کہ یا باقرؑ یا باقرؑ مردم می گفتند کہ جابر بیہودہ می گوید و اسمیکہ مسمیٰ ندارد بر زبان می راند و جابرؓ می گفت کہ بخدا کہ ایں کلام بیہودہ نیست چہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ با من می گفت کہ انک ستدرک رجلا منی اسمہ اسمی و شمائلہ شمائلی۔

یہی روایت بجنسہ علمائے اہلبیت رضوان اللہ علیہم نے بھی درج فرمائی۔ چنانچہ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ ذیل میں تحریر ہے۔

مناقب شہر آشوب میں ہے کہ جابرؓ ابن عبداللہ الانصاری جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت کبیر السن تھے۔ اکثر مسجد رسولؐ میں بیٹھکر کہا کرتے تھے یا باقرؑ یا باقرؑ العلم۔ اہل مدینہ یہ سنکر کہا کرتے تھے کہ جابرؓ مجنون ہو گئے ہیں ہذیان بکتے ہیں۔ جابر کہتے تھے کہ واللہ میں ہذیان نہیں بکتا بلکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اے جابرؓ تم ہمارے فرزندوں میں

ایک سے ملاقات کروگے جو نسل امام حسین علیہ السلام سے ہوگا۔ اُسکا نام میرا نام ہوگا اور اُسکی سیرت میری سیرت ہوگی وہ باقر علوم نبیین ہے یعنی پھاڑنیوالا اور ظاہر کرنیوالا علوم انبیائے مرسلین سلام اللہ علیٰ نبینا و آلہ وعلیہم اجمعین کا اذا القیتہ فاقرءہ منی السّلام جب تم سے اُس سے ملاقات ہو تو تم اُسکو میرا سلام کہنا۔ بس یہی باعث ہے جو میں اس طرح سے پکارتا ہوں۔

ایک روز ایک مقام پر امام محمد باقر علیہ السّلام جابرؓ کو مل گئے۔ جابرؓ نے کہا اے میرے صاحبزادے قریب آؤ جب وہ قریب آئے تو کہا پیچھے جاؤ۔ جب وہ پیچھے ہٹ گئے تو جابرؓ نے کہا واللہ یہی چال ڈھال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تھی۔ پھر پوچھا کہ اے صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے کہا میرا محمدؐ نام ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں علی ابن الحسین علیہ السّلام کا بیٹا ہوں۔ جابرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تم ہی باقرؑ ہو۔ آپنے کہا ہاں میں ہی باقر ہوں۔ جابرؓ نے یہ سنکر آپکے سر کا بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آپکو سلام کہا ہے۔

بعض علما کی معتبر تالیفات سے یہ بھی مستفید ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسین الملقب بہ سید الساجدین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ کہ اُنکے اور جابرؓ کے فیمابین واقع ہوا تھا بیان کیا۔ آپ نے اپنے سعادتمند فرزند کو تاکید کر دی کہ اب گھر سے زیادہ باہر نہ نکلا کرو کیونکہ تمہارے ان فضائل و مراتب کو دیکھکر بہت سے لوگ تم سے حسد کرکے تمہاری مضرت اور آزار رسانی کے باعث ہونگے۔

بہرحال ان واقعات سے امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل و مدائح تو ثابت ہی ہوتے ہیں مگر مناقب اور صواعق محرقہ کی روایتوں سے جنکے ایک راوی یہی جابرؓ اور دوسرے راوی جنبل ہیں جناب امام زین العابدین علیہ السّلام کی امامت اور اُنکی فضیلت و شرافت بھی ثابت ہوتی ہے۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان ذوات مقدسہ کے فضائل و مراتب کے اظہار کی غرض سے ان معتبر راویوں کو ان حضرات سے مشرف بشرف زیارت ہونیکی پوری بشارت بھی دیدی تھی چنانچہ پہلی روایت میں نعثل یہودی کو بتلا بھی دیا گیا کہ تو ہمارے فرزند امام چہارم حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام کے زمانہ تک زندہ رہیگا اور دنیا میں تیری آخر غذا دودھ کا شربت ہوگا چنانچہ نعثل یہودی جناب مخبر صادق علیہ السّلام کے فرمانیکے مطابق زمانہ امام زین العابدین علیہ السلام تک زندہ رہکر اور آخر وقت دودھ کا شربت پیکر دنیا سے چل بسا۔ اسی طرح جناب جابرؓ انصاری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے مشرف بہ زیارت ہونیکی بشارت پہنچائی گئی جیسا کہ ابھی ابھی پورے طور سے ناظرین کتاب کو معلوم ہوئی۔

جابرؓ انصاری اور امام محمد باقر علیہ السّلام کی ملاقات کا واقعہ ایسا مشہور اور متواتر بین الجمہور ہے کہ متقدمین سے لیکر متاخرین تک ہر طبقہ کے محدثین اور ہر زمانہ کے مورخین نے اس واقعہ کو اپنی اپنی تالیفات میں قلمبند کیا ہے۔

بعض علماء کی تصانیف سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے جابر انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ روزانہ معمول ہو گیا تھا کہ امام علیہ السّلام کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوتے تھے اور شرف زیارت سے مشرف ہوکر اپنے گھر واپس جاتے۔

اس عرصہ میں اس واقف علوم ربّانی اور اس کاشف رموز یزدانی نے اکثر ایسے حقائق کی تعلیم اُنکو پہنچائی جو سوائے نبی یا امام کے کسی دوسرے سے معلوم ہونا قطعی طور پر ناممکن تھا۔

مگر زمانہ کی ناقدری اور اہل زمانہ کی ناتوجہی اُن دنوں کچھ ایسی بڑھی ہوئی تھی جسنے بدقسمت اہل اسلام کے بہت بڑے حصہ کو ایسے

با کمال اور جامع بزرگوار کے فیوض تعلیم سے محروم رکھا اور اُنکی بدقسمتی کچھ ایسی ترقی کرگئی کہ وہ حضرت جابرؓ رضی اللہ عنہ کے اِس خلوص و عقیدت پر ہنسنے لگے اور اُن کو امام عالی مقام کی خدمت میں آنے جانے سے روکتے رہے۔ یہانتک تو نوبت پہنچ گئی کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام بواسطہ اپنے آبائے طاہرین کے کوئی روایت یا حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے تھے تو لوگ اُسے نہیں مانتے تھے اور جب آپ فرماتے تھے کہ جابرؓ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں روایت کی ہے تب اُسکو فوراً قبول کرلیتے تھے۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مگر استغفر اللہ ربی۔ اِس ناتوجہی اور بے التفاتی نے شان امام کی کوئی منقصت نہیں کی بلکہ نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ کے یہی بدقسمت اور محروم ازلی بادیۂ ضلالت میں ہمیشہ کے لئے سرگشتہ اور پریشان کے پریشان رہے اور ہدایت و رشادت کے حبل المتین اور صراط المستقیم اُنکے ہاتھ نہ آنے والی تھی وہ نہ آئی۔ نہ آئی۔

## امام محمدؐ باقر علیہ السّلام کی امامت کا زمانہ

امام زین العابدین علیہ السّلام نے ۹۵ھ ہجری میں انتقال کیا۔ یہ تو فریقین میں امر مسلم ہوچکا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منصب امامت پر فائز ہوئے جس کے ثبوت میں ہم کو کسی شہادت کے درج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم اپنے سلسلۂ بیان کے قائم رکھنے کی خاص ضرورت سے علامہ ابن حجر عسقلانی کی تحریر ذیل میں لکھ دیتے ہیں۔ وہو ہذا صواعق محرقہ میں بہ ذیل ذکر اولاد جناب امام زین العابدین علیہ السلام تحریر ہے وخلف احد عشر ذکرواربع اناث و وارثہ منھم علما وعبادۃ وزھدا ابوجعفر محمد الباقر علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام نے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں پیچھے چھوڑیں اُنکے علم و عبادت اور زہد کی رُو سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام آپکے وارث اصلی ہیں۔

بہرحال آپکی امامت کے زمانہ میں بھی وہی مشاغل تھے جو آپ کے والد بزرگوار کے مشاغل تھے۔ عبادت الٰہی اور اوراد و وظائف سے فراغت پاکر جس قدر وقت بچتا تھا وہ علوم دینیہ احکام شرعیہ کی تعلیم و تدریس میں صرف فرماتے تھے اور جن سعادتمندوں کو مبدء الٰہی سے ان نعمات الٰہی کے حاصل کرنیکی توفیقات عنایت ہوئی تھیں وہ حاضر خدمت ہوکر آپکی خدمت سے فیض حاصل کیا کرتے تھے اور ان علوم کی تعلیم سے مستفاد و مستفید ہوتے تھے۔ علمائے اہلبیتؑ کی کتب رجال میں ان مقدس بزرگواروں کی نام بنامی نہایت تفصیل سے علیحدہ علیحدہ مندرج ہیں۔ اِن ذوات مقدسین کے علاوہ بہت سے اہلسنت کے محدثین اور تابعین بھی آپکی خدمت میں حاضر رہکر آپ کے چشمۂ علوم سے سیراب اور فیضیاب ہوا کرتے تھے جن میں عطا ابن جریح ابو حنیفہ زہری اور امام اوزاعی کے نام خصوصیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سواد اعظم اہلسنت والجماعت کے مقتدر اور معتبر پیشوا کہلاتے ہیں جن کی اقتدا ایمان اور جنکی عقیدت عین اسلام تسلیم کی جاتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام کا کوئی تعلق سلطنت یا کاروبار ملکی کے ساتھ نہیں پایا جاتا جس طرح امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا سے معاودت فرمانیکے بعد امور ملکی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں فرمائی اُسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام نے اسکی طرف کسی قسم کی توجہ نہیں کی۔ اسمیں شک نہیں کہ سلاطین امویہ کو پورے عروج و اختیار کے زمانہ میں آپ نے بھی اپنا زمانہ پایا ہے اور اُنکی پوری قوت اور اختیار کے وقت میں آپ نے اپنی حیات کے ایام بھی گزرانے ہیں۔ مگر کبھی ان کی دنیاوی ہیبت و نمود داری اور سطوت و جہانداری

کی وجہ سے آپکی خاطر فیض مآثر پر کبھی کسی قسم کے خوف یا دہشت کا احساس نہیں ہوا اور نہایت اطمینان سے جو امور کہ آپکی ذات قدسی بابرکات سے مخصوص تعلق رکھتے تھے اُنکی تعلیم فرماتے تھے اور اُنکی اجرا اور قائم رکھنے میں سلطنت نے سخت مزاحمتوں سے کام کبھی نہیں لیا

## سلطنت کو امامؑ کی مشورت کی ضرورت

ہم کو اسلامی تاریخوں میں اُس زمانہ کا کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس سے امام محمد باقر علیہ السلام کی مداخلت کسی امور ملکی میں ثابت ہوتی ہو صرف ایک موقع پر عبد الملک یا ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں آپ کا ذکر پایا جاتا ہے جسکی اجمالی کیفیت یوں ہے کہ قیصر روم نے مخالفت اسلام یا غرور سلطنت کے باعث سے عبد الملک کو لکھ بھیجا تھا کہ اب جو سکہ ہمارے ملک میں ڈھالے جائینگے اُس میں مخالف اسلام کلمات منقوش کرائے جائینگے۔ اُس نے یہ دباؤ اس وجہ سے دکھلایا تھا کہ اُس وقت تک بلاد اسلامیہ میں ضرب دینار کا رواج قائم نہیں ہوا تھا اور رومی سکوں کا چلن جاری تھا۔ اہل اسلام مجبور رہو کر آخر کار انہی سکوں سے اپنا کام نکالتے تھے۔ عبد الملک نے یہ اعلان پڑھ کر ایک بہت بڑے شورے کی مجلس قائم کی جس میں تمامی اکابر و صنادید عرب جمع ہوئے۔ ان حاضرین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے۔ ضرب دینار کی تجویز منظور ہو کر جب اس امر کے تصفیہ اور تنقیح پر بات آلگی کہ اب اسلامی دینار کی کیا صورت ہونی چاہیئے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسلامی سکّہ کے ایک طرف لآ الٰہ الّا اللّٰہ اور دوسری جانب محمد رسول اللّٰہ تحریر ہونا چاہیے چنانچہ یہی امر تسلیم کیا گیا اور اُسی دن سے اسلامی سکّہ اجمالی نے رواج پایا۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور ہشام ابن عبد الملک کے زمان سلطنت میں پیش آیا جسمیں فرمانروائے عصر کو امام زمانہ اور حجت خدا کی استمداد و استعانت اور ارشاد و ہدایت کی سخت ضرورت واقع ہوئی۔ اُسکی تفصیل یہ ہے کہ ہشام کے زمانہ میں شام و عراق کے آنیوالے حجاج کو مکّہ کے راستہ میں ایک منزل پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا کرتا تھا۔ غریب حجاج اس منزل کی بے آبی اور اپنی اضطراب و بیتابی کا خیال کر کے منزل دو منزل پہلے سے اپنا سامان جمع کر لیا کرتے تھے کہ اُس منزل تک کفایت کر سکے مگر بعض اوقات یہ انتظامات بھی ناکافی ثابت ہو جاتے تھے اور بہت سے غریب حجاج پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس منزل پر جان بحق تسلیم ہو جاتے تھے۔ اس مصیبت کی شکایت اہل اسلام میں ہمیشہ بنی رہتی تھی۔ وہاں کی زمین بھی حجاز کی تمام زمینوں سے ایسی سنگلاخ تھی کہ وہاں زمین سے پانی نکالنا گویا آسمان سے پانی لانا تھا۔ آخر کار حجاج کی اس ناقابل برداشت مصیبت پر سلطنت نے توجہ کی اور وہاں ایک بہت بڑا کنواں کھودنے کا حکم دیا۔ ہشام نے اس کنوئیں کی تعمیر کا اہتمام خود اپنے ذمّہ لیا اور اپنی میر عمارت کو مزدوروں اور کام کرنیوالوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اُس مقام پر بھیجا۔ غرضکہ محکمۂ عمارت کا سلطانی اسٹاف اُس مقام پر پہنچکر اپنے کام میں مصروف ہوا۔ ہندوستان کی کچھ زمین تو تھی ہی نہیں کہ آج کام لگا اور کل تیار۔ وہ عرب کی زمین اور پھر عرب میں بھی کس حصّہ کی حجاز کی۔ دن دن بھر کی جانکاہ محنتوں میں ہاتھ دو ہاتھ زمین کا کھد جانا بھی غریب کام کرنیوالوں کی لئے بہت غنیمت تھا اس باعث سے ہمارے یہاں کے حسابوں دنوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام برسوں میں تمام ہوا خدا خدا کر کے کام کرنیوالے پانی کی سطح سے قریب پہنچے تو پھر اُس دُشواری سے سامنا ہوا جسکا دفعیہ انسانی قوتوں سے قطعی محال تھا۔ اُسکی صورت یہ ہوئی کہ جب یہ کام کرنیوالے کام کرتے ہوئے سطح آب کے قریب پہنچے تو یکایک اُسکی ایک جانب سے ایک سوراخ

ہوگیا اور ایک ایسی گرم اور جھلسا دینے والی ہوا پیدا ہوئی جس سے تمام کام کرنیوالوں کے بدن جلنے لگے اور شدّت حرارت سے قریب تھا کہ اُنکے بدن پر آبلے پڑجائیں۔ اُنکے دم رُکنے لگے اور بدن جلنے لگے۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ وہ جماعت کی جماعت دم کے دم میں بیہم ہوکر وہیں ٹھنڈی ہوگئی۔ اور اُن میں سے کوئی بھی جانبر نہو سکا۔ اوپر کے لوگ دیر تک اِن نیچے کام کرنیوالوں کا انتظار کرتے رہے۔ جب کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی تو تفحّص احوال کی غرض سے اُن میں سے اکثر کنوئیں کے اندر اُترے۔ اُنکی بھی وہی حالت ہوئی۔ غرضکہ جو اُترا وہ وہیں فنا ہوا اور جو گیا وہ وہیں رہا۔ اور پھر لوٹکر اُسکی آواز تک اوپر نہ آئی۔ جب تمام اسٹاف کے لوگ دو ثلث سے بھی زائد ضائع ہوچکے اور اُنکی ہلاکت کی کوئی وجہ نہ معلوم ہوسکی تو میر عمارت نے مجبور ہوکر اپنے کار متعلقہ سے ہاتھ اُٹھایا اور ہشام بن عبدالملک کے دربار میں حاضر ہوکر سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی تمام دربار میں سناٹا ہوگیا اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور حیثیت کے مطابق اسکے اسباب اور باعث ڈھونڈھنے لگا۔ بار دیگر قوی دل والے پُرہمّت صاحبان عقل وحکمت عرصہ تک اِس اسرار کی حقیقت دریافت کرنیکے مختلف ذریعے ڈھونڈتے رہے۔ بہت سے اجل رسیدہ آدمی بھی اُس میں کئی بار چھلائے گئے مگر اُنکے نتیجے بھی وہی آنکھوں کے سامنے پیش آئے جو اس سے پہلے کئی بار مشاہدہ ہوچکے تھے آخر کار یہ غور اور فکر کرنیوالی جماعت بھی تھک کر بیٹھ رہی۔ مگر چونکہ اسکی تعمیر میں سلطنت کا صرف کثیر ہوچکا تھا اور بہت سے لوگوں کی غریب جانیں اسکے پیچھے تلف ہوچکی تھیں اسکے علاوہ اُس مقام پر آب رسانی کی ضرورت بھی ایسی ہی لازمی اور ناگزیر تھی جسکی وجہ سے ہشام نے اپنے ارادہ کو چھوڑنا کسی طرح پسند نہیں کیا۔ حج کا زمانہ قریب تھا۔ دمشق سے مکہ آیا اور یہاں پہنچکر ایک بہت بڑی مجلس قایم کی اور ہر طبقہ کے لوگوں کو اُس میں جمع کیا۔ انہی لوگوں میں امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے۔ جب یہ مجلس تمام اکابر اور عمائد سے بھر گئی تو ہشام نے اُنکے سامنے صورت واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ کہہ سُنائی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے صورت واقعہ سُنکر فرمایا کہ جب یہ امر اِس حد خاص تک پہنچ چکا ہے تو وہ بیشک ایک ایسے سرّ خداوندی کے متعلق ہوگا جسکے جاننے اور پہچاننے سے فہم انسانی بالکل مجبور اور عاری ہے۔ آپکے کلام ہدایت انضمام سُنکر تمام حاضرین نے خاموشی اختیار کی مگر ہشام نے اصلی کیفیت معلوم کرنیکے لئے امام علیہ السلام سے بہت اصرار کیا تو آپنے اُس کے اصرار کے جواب میں ارشاد کیا کہ میں اُس مقام کو دیکھکر اُس کے حالات سے اطلاع دونگا۔

ہشام نے اسکو منظور کیا۔ آپنے وہ مقام ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ اہل احقاف کے رہنے کی جگہ ہے اور اہل احقاف وہ گروہ ہے جو امم سابقہ کے قدیم زمانہ میں معذّب بہ عذاب الٰہی ہوچکا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں اُنکی آبادی تھی۔ یہیں وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوکر تباہ وبرباد ہوچکے ہیں۔ امتداد ایام کی وجہ سے اُنکی اصلی زمین ہمارے زمانہ میں اتنی نیچی پڑ گئی۔ یہ تو معلوم ہے کہ تعدادِ ایام اُس قادر وتوانا کے کسی فعل میں کوئی تغیر نہیں پیدا کرسکتا اسلئے اگرچہ اہل احقاف کے واقعات کو ایک مدّت مدید گزر چکی مگر اس وقت تک اُنکے اُس عذاب کے جس میں وہ گرفتار تھے آثار ویسے ہی قایم اور باقی ہیں۔

یہ گرم اور جھلسا دینے والی ہوا جو اتنے لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہے وہ وہی ریح عقیم ہے جو خداوند تعالےٰ کی طرف سے اس قوم زبون افعال کے تباہ وبرباد کرنیکے لئے مسلّط ہوئی تھی جسکا ذکر تمہارے خدا نے تمہاری کتاب مقدّس میں بھی کیا ہے جسکو تم نے بھی ہزاروں بار پڑھا ہوگا اور آج تک اُسکی ماہیت سے واقف نہو سکے۔ اب میں نے اُسکی پوری ماہیت تم کو

بتلادی اور اُسکی پوری کیفیت تم کو دکھلادی۔ مناسب ہی کہ تعمیر چاہ کا کام اس مقام پر بند رکھا جاوے اور یہاں سے کچھ فاصلہ پہ ہٹ کر کنواں کھودا جاوے۔ وہاں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ آسانی سے پانی نکل آئیگا اور کنواں بنجائیگا چنانچہ ہشام ابن عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ وہ کنواں جسقدر کھودا گیا تھا بھروا دیا گیا اور بار دیگر اُس مقام پر جہاں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بتلایا تھا دوسرا کنواں کھدنا شروع ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کنواں تیار ہوگیا اور حجاج و دیگر مسافرین کی تمام تکلیفیں رفع ہوگئیں۔ دیکھو حیات القلوب جلد دوم ملا مجلسی علیہ الرحمہ بیان ریح عقیم و سورۂ احقاف۔

اسلامی دنیا میں عبدالملک۔ ولید اور ہشام کا زمانہ خاصکر تحقیقات کا زمانہ کہا جاتا ہی اور بہت بڑے محدثین مفسرین علماء اور فضلاء کی عظیم الشان صورتیں ان کے دربار کے مرقع میں دکھلائی جاتی ہیں مگر سخت تعجب کی بات او رہبت بڑی حیرت کا مقام ہی کہ باوجود اتنی وسیع استعداد اور جامعیت کے اُن میں سے کوئی متنفس بھی اہل احقاف کی واقعات اور ریح عقیم کی اخبار و آثار کو نہ بتلا سکا۔ نہیں کہ اُنہوں نے کلام الٰہی میں سورۂ احقاف کو نہ پڑھا ہو یا ریح عقیم کے لفظ سے وہ بالکل ناآشنا رہے ہوں مگر نہیں اُنہوں نے پڑھا مگر وہ ان دونوں الفاظ کی نسبت صرف اسی قدر سمجھے ہوئے تھے کہ احقاف ایک گروہ کا نام ہی اور ریح عقیم جلا دینے والی گرم ہوا کو کہتے ہیں اور بس اِس سے زیادہ نہ وہ سمجھے تھے اور نہ زیادہ سمجھنے کی اُنکو تکلیف دیگئی تھی۔ اب یہ قوم کیسی تھی۔ اسکے لوگ کیسے تھے۔ اُنکی رفتار و کردار کس طرح کی تھی۔ اُنکے رہنے کا اصلی مقام کہاں تھا۔ اُنکے وہ کونسے گناہ تھے جن کی پاداش میں اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ پھر اُس عذاب الٰہی کی کیا صورت تھی۔ یہ وہی اسرار خداوندی ہیں جنکا علم خاصان خدا کے مقدس گروہ تک محدود رکھا گیا ہی۔ یہ نہ کسی اخبار و آثار کے پڑھنے لکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور نہ دنیاوی ثروت و اقتدار کے دستیاب ہونے سے مل سکتا ہے بلکہ یہ وہ علوم ہیں جو دربار ایزدی سے اُنہی بزرگواروں کو تفویض ہوتے ہیں جو اُسکی طرف سے منصب جلیلہ رسالت و امامت پر فائز ہوتے ہیں واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

ہم اس سے قبل بھی اِن حضرات علیہم السلام کے حالات میں اکثر دکھلاتے آئے ہیں اور انشاءاللہ المستعان آئندہ اور کتابوں میں بھی برابر دکھلاتے آئینگے کہ فرمانروایان مُلکی کو اگرچہ ان ذوات ملکی صفات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ انکی کسی قسم کی رعایت اور مروت بھی ملحوظ نہیں تھی بلکہ تمام محاسن کے خلاف میں انکے ساتھ عداوت۔ مخالفت اور ایذارسانی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا تھا۔ انکے نام مٹانے۔ فضائل و مراتب کے گھٹانے اور اپنے نام بڑھانے اور اپنے عزو ثروت اور شان و شوکت دکھلانے میں جیسی جیسی جی توڑ کوششیں کیجاتی تھیں وہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر جب کبھی ایسے مشکل موقعے آجاتے تھے اور ایسی دشواریوں سے سامنا ہوجاتا تھا تو پھر سوائے ان حضرات کی استمداد و استعانت کے کسی طرح کام نہیں نکلتا تھا۔ ہشام یا ہشام کے درباری تو تابعین کے طبقہ میں شمار کیے جائینگے۔ ہم خیر القرون کے اعلےٰ زمانہ میں جسمیں صحابۂ کرام کی وصف اضافی سے ہر متنفس موصوف بتلایا جاتا ہے اور جنکو صحبت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیوض سے مستفاد و مستفید ٹھیرایا جاتا ہی دکھلا آئے ہیں کہ وہ حضرات بھی باوجودیکہ امت اسلام کے مقتدا و ممالک شرعیہ کے فرمانروا تسلیم کیے جاتے تھے۔ مگر تاہم ان مشکل اور دشوار وقتوں میں ہر طرف سے مجبور و مایوس ہوکر اُسی بزرگوار کی ہدایت و ارشاد کے محتاج ہوتے تھے جو خدا و رسول کی طرف سے علوم لدنیہ کا اصلی وارث اور احکام شرعیہ کا حقیقی عالم تھا اقضاکم علیاً جسکے حسن جامعیت کا آئینہ تھا اور

انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا جسکے عارض قابلیت کا غازہ۔ تب ہی تو حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں عام طور سے یہ حکم مشتہر کرادیا تھا کہ لا یفتین احد فی المسجد و علی حاضر کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہیں دے سکتا جس وقت علی علیہ السلام موجود ہوں۔ کما فی استیعاب امام عبد البرؒ مکی۔

اسکے علاوہ پچاسوں بار ان حاجت روائیوں اور عقدہ کشائیوں کو براۃ العین ملاحظہ فرما کر کہہ چکے ہیں لا ابقانی اللہ بعدک یا علی خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے یا علی علیہ السلام (علامہ خجندی) اور اسی طرح کہا ہے لولا علی لھلک عمر اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر مارے جاتے۔ ایسے ہی ارشاد کیا ہے اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن میں ہمیشہ اُس مشکل سے پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابو الحسن علیہ السلام نہوں۔ پھر یہ بھی کہا ہے یا ابن ابیطالب ما زلت کاشف کل مشبہ و موضح کل حکم اے پسر ابیطالب علیہ السلام تم ہمیشہ سے ہر شبہ کے کھولنے والے اور تمام احکام کے ظاہر کرنیوالے ہو۔ (کنز العمال) پھر یہ بھی دعا مانگی گئی ہے اللھم لا تنزل بی شدۃ الا ابو الحسن الی جنبی خدا مجھ پر کوئی بلا نازل نہ فرمائے اُس وقت کہ جس وقت ابو الحسن علیہ السلام میرے پہلو میں نہ ہوں۔ (ریاض النضرۃ)

یہ ایسے ہی دشوار وقت ہوتے تھے اور ایسی ہی قیامت کی مجبوریاں جو اُن حضرت کو ان ذوات مقدسہ کے اظہار مناقب و محامد پر مجبور کر دیتی تھیں اور الفضل ما شھدت بہ الاعداء کے حقیقی معنوں کو دنیا کی نگاہوں میں دکھلا دیتی تھیں اور سچ تو یوں ہے کہ ان امور کی کشود کار بھی سوائے ان خاصان خدا کے دوسروں سے قطعی محال تھی۔

بہرحال ان دونوں واقعات کے بعد اب ہم حسب الوعدہ جیسا اوپر لکھ آئے ہیں آپ کے اُن ارشاد و ہدایت کے واقعات درج کرتے ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ نے ہدایت عامہ کے لحاظ سے تمام اہل اسلام کو پہنچائے ہیں اور اُن علوم کے تعلیمی حالات قلمبند کرتے ہیں جو آپکی ذات مستغنی الصفات سے تمام خلائق کو پہنچی ہیں۔ تمام اسلامی مورخین محدثین علماء اور فضلاء کا قول ہے کہ جتنے علوم دنیا میں آپ سے ظاہر ہوئے وہ اہلبیت طاہرین (اولاد امام حسن و امام حسین علیہما السلام) سلام اللہ علیہم اجمعین میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ علم التفسیر علم الکلام۔ احکام شرع۔ حلال و حرام سب آپ سے رواج پائے۔ محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تیس ہزار حدیثیں یاد کیں۔ جابرؓ ابن عبد اللہ الانصاری جو صحابہ کرام کے بزرگترین بزرگواروں میں سے ہیں وہ برابر حضرت کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور حضرت سے استفادہ کیا کرتے تھے اور مسائل پوچھا کرتے تھے (لواعج الاحزان[1] صفحہ ۳۴۶)

اب ہم چند واقعات آپ کی مقدس تعلیم و تلقین کے متعلق ذیل میں لکھتے ہیں۔ وھو ھذا

**اول**۔ ایک مرتبہ عمر ابن عبید (رئیس فرقۂ معتزلہ) نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیہ اولم یر الذین کفروا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما یعنی آسمان و زمین پہلے دونوں بستہ تھے ہمنے اُنکو شگافتہ کیا۔ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا آسمان پہلے بند تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قطرہ آسمان سے زمین پر نہیں برستا تھا۔ اور زمین بستہ تھی اس سے مطلب یہ ہے کہ زمین پر کسی قسم کی گھاس نہیں جمتی تھی۔ جب خدائے سبحانہ و تعالےٰ نے حضرت آدم علےٰ نبینا و آلہ وسلم کی توبہ قبول فرمائی تو زمین کو حکم دیا۔ زمین شگافتہ ہوئی۔ نہریں جاری ہوئیں۔ درخت نکلے۔ پھل لگے۔ آسمان کو حکم فرمایا۔ ابر آیا اور اُس سے پانی برسنے لگا۔ بس یہی مراد رتق و فتق سے ہے۔

[1] ذکر مصائب کربلا میں مستند کتاب ہے جس میں شہدائے کربلا کے علاوہ چہاردہ معصومین کے میلاد و وفات کی مجلسیں بھی ہیں (اردو) مقبول پریس چتلی قبر دہلی سے مل سکتی ہے۔

**دوم** - ایک شخص نے ایک شیر خوار لڑکی سے عقد کیا اُسکی بڑی زوجہ نے اُسے دودھ پلا دیا ابن شبرمہ کے پاس جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو اُسنے کہا کہ اُس شخص پر وہ لڑکی صغیرہ حرام ہوگئی اسلئے کہ اُسکی نواسی ہوگئی اور دونوں زوجہ بھی حرام ہوگئیں اس لئے کہ وہ دونوں اُسکی ساس ہوگئیں جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپنے فرمایا کہ ابن شبرمہ نے غلطی کی اُسپر زوجہ صغیرہ حرام ہوئی اور وہ عورت جس نے اُسے دودھ پلایا اور آخر والی زوجہ اُسپر حرام نہ ہوئی کیونکہ اُسنے تو اپنے شوہر کی بیٹی کو دودھ پلایا ہے۔

**سوم** - اسی طرح طاؤس یمانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تمام انسانوں کے تیسرے حصہ لوگ کب ہلاک ہوئے۔ آپنے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ثلث انسان تو کبھی نہیں مرے بلکہ تمکو یوں پوچھنا چاہئے کہ ربع انسان کب مرے ہیں معلوم کرو کہ ربع انسان اُس روز مر گئے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اُس وقت چار آدمی تھے۔ آدمؑ۔ حواؑ۔ ہابیلؑ۔ قابیل۔ ہابیلؑ کے قتل ہونے سے ایک ربع کم ہوگیا۔ طاؤس نے پوچھا کہ انسان پھر کس کی نسل سے پیدا ہوئے۔ قاتل کی اولاد سے یا مقتول کی اولاد سے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ نہ قاتل کی اولاد سے نہ مقتول کی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند اور وصی جناب شیثؑ کی نسل سے سب لوگ پیدا ہوئے۔ پھر طاؤس نے پوچھا کہ وہ کون چیز ہے جو تھوڑی حلال ہے اور بہت حرام۔ ارشاد ہوا کہ وہ نہر طالوت ہے۔ اس نہر کا پانی زیادہ پینا حرام تھا اور ایک چلو پینا حلال تھا جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالے نے فرمایا ہے الا من اغترف غرفۃً بیدہٖ۔ پھر اُسنے پوچھا صلوٰۃ بغیر وضو کے کیونکر ہو سکتی ہے اور وہ روزہ کونسا ہے جس میں کھانا پینا جائز تھا اور وہ کیا چیز ہے جو کم ہوتی ہے زیادہ نہیں ہوتی اور وہ کونسی چیز ہے جو ایک مرتبہ اُڑی تھی اور پھر نہ کبھی قبل اُڑی اور نہ بعد۔ وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے سچی گواہی دی اور جھوٹی گواہی بھی دی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اُسکے سوالوں کا بالتفصیل جواب اس طرح دیا کہ صلوات بغیر وضو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما اور وہ روزہ جس میں کھانا پینا جائز تھا وہ صوم صمت تھا جو حضرت مریمؑ نے رکھا تھا۔ انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا اور جو چیز گھٹتی بڑھتی ہے وہ ماہتاب ہے اور جو بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی وہ سمندر ہے اور جو چیز گھٹتی ہے بڑھتی نہیں وہ عمر ہے اور جو چیز کہ ایک مرتبہ اُڑی وہ کوہ طور ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے واذ نتقنا الجبل فوقھم کانّہ ظلّۃ اور وہ لوگ جنھوں نے پہلے سچی گواہی دی پھر جھوٹی وہ منافقین ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہٗ واللہ یشھد ان المنافقین لکٰذبون۔

**چہارم** - اسی طرح ایک شخص شام کا رہنے والا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ خانہ کعبہ کس زمانہ سے ہے آپنے ارشاد فرمایا جب خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ملائکہ سے کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ یعنی میں روئے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرونگا تو ملائکہ نے بہت واویلا کی اور کہا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء یعنی تو روئے زمین پر ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کریگا جو اُس میں فساد کرے اور خونریزی کرے حالانکہ ہم لوگ تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں پھر خدا نے فرمایا انی اعلم مالا تعلمون جس بات کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے تب فرشتوں نے سمجھا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ جو خدا کے فعل پر اعتراض کیا۔ نادم ہوکر سب عرش الٰہی کے گرد گھومنے لگے اور پناہ مانگنے لگے اور اپنی اس لغزش سے توبہ کرتے تھے یہانتک کہ جب سات دور کئے تو خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے اُنکو عفو فرمایا اور حکم دیا کہ تم سب زمین پر جاؤ اور وہاں ایک گھر بناؤ کہ میرے بندوں میں سے جو گنہگار ہو وہ تمہاری طرح اسکا طواف کرے تو میں اُس سے اسی طرح راضی ہونگا جس طرح تم سے راضی ہوا پس وہ فرشتے آئے اور اُس

مکان کو بنا کیا۔ وہ مکان کعبہ ہے۔ پھر اُسنے پوچھا کہ حجرِ الاسود کب سے ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب خداوند عالم نے بنی آدم سے روز الست اقرار لیا تو قلم سے کہا کہ اِن کی اقرار کو اور جو قیامت تک ہونیوالا ہے لکھ۔ قلم نے لکھا تو اُس فرشتے کو خدا نے اُس پتھر میں امانت رکھا اِسی سے لوگ اُسی بوسہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں اللّٰھم امانتی ادیتھا و میثاقی تعاھدتہ لیشھدلی عندك بالوفاء خداوندا میں نے اپنی امانت کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جو تیرے ساتھ کیا تھا پورا کیا۔ پس یہ میرا گواہ وعدہ وفائی ہے نزدیک۔

**پنجم**۔ ایک شخص نے مرنے کے وقت وصیت کی کہ ایک ہزار درم میرے مال سے خانۂ کعبہ کے لئے نذر بھیجدینا۔ وصی یہ رقم لیکر مکہ میں آیا تو حیران ہوا کہ اِن روپیوں کو کیا کروں تو اُسکو لوگ ابن ابی شیبہ کے پاس لے آئے۔ اُس نے کہا کہ تم یہ روپیہ ہمیں دیدو تم بری ہو جاؤ گے۔ جب اُسنے اس امر کو امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ خانۂ کعبہ اِن روپیوں کا محتاج نہیں ہے بلکہ دیکھو اگر کوئی حج کو آیا ہو اور اُسکے پاس زادِ راہ نہ ہو یا سواری نہ ہو جسکی وجہ سے وہ گھر تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ ایسے لوگوں کو یہ روپیہ دیدو۔

## معجزات امام محمد باقر علیہ السّلام

اب ہم انہی واقعات کے ذیل میں آپکے چند معجزات بھی قلمبند کرتے ہیں۔ جو آپ کی ذات ملکوتی صفات سے ظاہر ہو کر اہل اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے باعث ہوں۔

**اول**۔ جابر ابن عبداللہ الانصاری سے منقول ہے کہ میں ایک دن آپکی خدمت میں آیا اور میں نے آپ سے کچھ مانگا۔ آپنے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اتنے میں ایک شاعر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ایک قصیدہ دلکش آپکی حضور میں پڑھوں۔ حضرت نے اجازت دی۔ جب وہ پڑھ چکا تو آپنے غلام سے فرمایا کہ حجرہ کے اندر سے روپیہ کا کیسہ اُٹھا لا۔ جب شاعر نے وہ کیسہ پُر از زر دیکھا تو عرض کی یا ابن رسول اللہ اگر اجازت ہو تو میں اپنا دوسرا قصیدہ بھی آپ کی منقبت میں پڑھوں آپنے فرمایا۔ ہاں پڑھ۔ چنانچہ اُسنے دوسرا قصیدہ پڑھا اور امام علیہ السلام نے اُتنا ہی روپیہ اور ویسا ہی کیسہ پھر اُسکو عطا فرمایا۔ اب تو اُسکی طمع اور بڑھی اور اُسنے عرض کی یا ابن علی مرتضےٰ اگر اذن ہو تو میں اپنا تیسرا قصیدہ بھی عرض کروں۔ ارشاد ہوا اچھا پڑھو۔ اُسنے وہ تیسرا قصیدہ بھی خدمتِ مبارک میں پڑھا۔ آپنے پھر اُسے اُتنا ہی روپیہ اور ویسا ہی سربمہر کیسہ عنایت فرمایا۔ اب تو یہ حال دیکھکر اُس کے حواس اُڑ گئے اور عرض کرنے لگا مولا اس مال کی کچھ حاجت اور ضرورت نہیں۔ میں نے جو کچھ خاندان والا کی مدح سرائی کی ہے وہ دنیا کی لالچ سے نہیں بلکہ قربت خدا اور نجات آخرت کے حصول کی غرض سے۔ مالِ دُنیا میری نگاہوں میں کچھ نہیں اور جو حق اطاعت آپکا منجانب اللہ میرے اوپر واجب و لازم ہے اُسکی ادا کاری کا مجھ کو ہرگز مقدور نہیں ہے اس لئے اُن حقوق مفروضہ کی ادا کاریوں کے عوض میں آپکی مدحت سرائی کو جہانتک ہو سکے میں غنیمت سمجھتا ہوں۔ اُسکی عقیدت و ارادت کے یہ کلام سُنکر آپ نے اُسکے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ جابر رضی اللہ عنہ جو یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے آگے بڑھے اور خدمت امام علیہ السلام میں عرض کرنے لگے کہ آپ تو ابھی ابھی فرماتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اتنی بڑی رقم کہاں سے آگئی جو اس شاعر کو عطا فرمائی گئی۔ ارشاد ہوا کہ حجرہ کے اندر جاؤ اور دیکھو کچھ نظر آتا ہے۔ جابر کا بیان ہے کہ ہم حسب الارشاد حجرہ میں گئے تو وہاں درہم و دینار کے کچھ نشان و آثار نہیں پائے وہاں سے لوٹکر خدمت ہمایوں میں میں نے عرض کی کہ حجرہ میں تو کسی قسم کا کوئی مال نظر نہیں آتا۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ تم لوگوں پر ظاہر ہے مگر اسرارِ باطن جو ہم پر بحکم خالق اکبر مکشوف ہیں وہ ہمیشہ پوشیدہ رہتے ہیں ہر ایک پر ظاہر نہیں کئے جاتے۔

**دوم**۔ صاحب روضۃ الصفا نہایت تفصیل کے ساتھ آپ کا یہ معجزہ قلمبند کرتے ہیں اُن کی اصلی عبارت یہ ہے۔
ابو البصیر مکفوف البصری گوید کہ روزے جناب امام محمد باقر علیہ السلام را گفتم کہ شما ذریت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہستید فرمود آرے۔ پرسیدم کہ حضرت رسول خدا صلعم وارث جملہ علوم انبیاء بود گفت آرے گفتم کہ شما جملہ علوم رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم را دراث گرفتہ اید فرمود کہ بعنایت حضرت ربانی میراث پدر خویش یافتہ ایم۔ گفتم برایں تقدیر شمارا قدرت ایں باشد کہ مردہ بدعائے شما زندہ شود و نابینا و ابرص از زحمت خویش شفا یابند و ہر چہ مردم بخورند یا ذخیرہ کنند خبر بدہند۔ گفت آرے۔ باذن حق سبحانہ و تعالےٰ بعد ازاں از من گفت کہ اے ابو بصیر پیش آ۔ چوں پیش رفتم دست مبارک بر چشم من نہاد و گفت یا کافی و بر روئے من فرو آورد۔ چشم من بینا شد چنانچہ کوہ و صحرا و ارض و سما را دیدم و باز دست بر روئے من مالید چشم من بحال اصلی رفت انگاہ فرمود اے ابو البصیر اگر خواہی چشم ترا باز بینا می سازم چنانکہ دیدی و حساب تو بر خدائے تعالےٰ باشد و اگر خواہی چشم تو نابینا باشد۔ بے حساب در بہشت درآئی گفتم می خواہم کہ نابینا باشم و بے حساب در بہشت درآیم۔ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۳ جلد ۳

**سوم**۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ لکھتے ہیں۔ عن زید ابن حازم قال کنت مع ابی جعفر علیہ السلام فمر بنا زید ابن علی علیہ السلام اخوہ فقال ابو جعفر علیہ السلام اما رایت ھذا لیخرجن بالکوفۃ و لیقتلن و لیطافن براسہ ثم کان کما قال زید ابن حازم سے منقول ہے کہ میں امام ابو جعفر محمد ابن علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ زید ابن علی علیہ السلام آپکے بھائی ہمارے پاس سے ہو کر گزرے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے انکو دیکھکر کہا کہ یہ کوفہ کی طرف جائینگے اور وہاں مارے جائینگے اور انکا سر شہر میں پھرایا جائیگا۔ پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

**چہارم**۔ ایک شخص جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میرا باپ فاسق و فاجر و ناصبی تھا وہ مرگیا اور اپنا مال کہیں چھپا گیا ہے۔ آپنے فرمایا تو چاہتا ہے کہ اُسے دیکھے اور اپنے مال کو اُس سے پوچھے اُسنے کہا کہ البتہ میں محتاج و فقیر ہوں حضرت نے ایک سفید کاغذ پر کچھ لکھا اور فرمایا کہ اس نوشتہ کو آج کی رات بقیعہ میں لیجانا جب درمیان بقیع پہنچنا تو پکارنا یا درجان۔ غرضکہ اُسنے ایسا ہی کیا۔ ایک شخص ظاہر ہوا۔ اُسنے اُسکو وہ خط دیدیا۔ جب اُسنے وہ خط پڑھا تو کہا اچھا تو اپنے باپ کو دیکھنا چاہتا ہے یہیں کھڑا رہ میں اُسے لے آتا ہوں۔ وہ گیا اور اُسکو لے آیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بالکل سیاہ ہے۔ بدن ہی سیاہ لباس پہنے ہے اور اُسکی گردن میں سیاہ ڈورا بندھا ہے۔ زبان اُسکی باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ ہانپ رہا ہے۔ مجھ سے کہا کہ یہی تیرا باپ ہے جہنم کی آگ۔ دھوئیں اور آب گرم کے پینے سے اسکی یہ حالت ہوگئی ہے اُس وقت میں نے اُس سے پوچھا۔ وہ کہنے لگا کہ اے فرزند میں اپنی زندگی میں بنی امیہ کو بہت دوست رکھتا تھا اور تو چونکہ اہلبیت علیہم السلام کو دوست رکھتا تھا اس وجہ سے میں تجھے دشمن رکھتا تھا۔ میں نے اسی لئے اپنا سب مال مدفون کر دیا اور تجھے نہ دیا۔ اب میں بہت نادم ہوں تو میرے باغ میں جا۔ زیتون کے درخت کے نیچے کھودنا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار دینار نکلیں گے۔ اُس میں سے پچاس ہزار تو امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دینا اور باقی تو لے لینا۔ یہ کہکر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ پس اُس شخص نے ایسا ہی کیا۔ جب امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ اے شخص جس نے ہماری محبت میں کمی کی اور حق ہمارا ضائع کیا وہ بعد مرنے کے ضرور نادم ہوا اگر وہ بصدق نیت نادم ہوا تو البتہ اُسکی ندامت اُسکو نفع پہنچائیگی اور اُسکے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

پنجم۔ صاحب لسان الواعظین آپکے معجزات میں لکھتے ہیں کہ جابر ابن جعفر جعفی از امام محمد باقر علیہ السلام پرسید کہ خدائی سبحانہ و تعالےٰ فرمودہ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض یعنی ایں چنیں می نمایم با براہیمؑ ملکوت آسمانہا و زمین را۔ آیا چگونہ بودے نمود۔ حضرت اشارہ بہ سقف خانہ فرمود۔ جابر می گوید سقف را متفرق دیدم نورے بنظر آمد کہ چشم خیرہ گردید۔ بعد ازاں فرمود بزمین بنگر نگریستم چوں بہ بالا نگاہ کردم سقف را بحال اول یافتم فرمود ایں ملکوت آسمانہا است پس دست مرا گرفت و پیراہنے بمن پوشانید و از خانہ بیرون شدیم فرمود دیدہ برہم بنہ۔ برہم نہادم بعد اندکے فرمود چشم بکشا۔ کشادم۔ فرمود ایں ظلمات است کہ سکندر دراں رفت از آنجا نیز قدمے پیش نہادہ گفت ایں آب حیات است و ہمچنیں پنج عالم را گردش نمودم۔ بانہ آنحضرت علیہ السلام فرمود کہ ایں ہم ملکوت زمین ہستند۔ باز با مر آنجناب علیہ السلام دیدہ برہم نہادم خود را در خانہ خود دیدم۔ پیراہن را بیرون آوردم گفتم فدایت شوم چہ قدر از روز گزشتہ باشد فرمودہ سہ ساعت۔ لسان الواعظین لکھنؤ۔

ملا جامی شواہد النبوت میں ذیل کے معجزات مندرج فرماتے ہیں۔

۱۔ ہشام ابن عبدالملک کا مکان تعمیر ہوتا تھا۔ آپنے فرمایا واللہ یہ مکان گرایا جائیگا اور اسکی بنیاد تک اُکھاڑ پھینکی جائیگی لوگوں کو تعجب ہوا لیکن جب ولید بادشاہ ہوا تو اُسنے اس مکان کو بیخ و بنیاد سے گروادیا۔

۲۔ فیض ابن مظہر بیان کرتا ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اس مسئلہ کو دریافت کرنے کی لئے گیا کہ رات کو سفر میں راحلہ پر چلتے ہوئے کس طرف کو نماز پڑھنی چاہیئے حالانکہ میں نے ہنوز زبان بھی نہیں ہلائی تھی کہ آپنے خود بخود ارشاد فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی علیٰ راحلتہ حیث توجہت بہ

۳۔ ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام سوار جاتے تھے۔ پہاڑ پر سے ایک بھیڑیا اُترا اور آپ سے طالب دعا ہوا۔

۴۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھ کو کمال اشتیاق قدمبوسی امام محمد باقر علیہ السلام کا ہوا اور میں مدینہ کو اسی غرض کی لئے روانہ ہوا اور جب میں پہنچا رات کا وقت تھا سردی اور بارش سے مجھ کو سخت تکلیف ہوئی جب میں دروازہ پر پہنچا تو متردد تھا کہ آواز دوں یا نہ دوں کہ خود آنحضرت نے جاریہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولدے کہ فلاں شخص آیا ہے اور اُسکو سردی سے اور بارش سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔

۵۔ ایک شخص نے بال سفید ہوجانے کی آپ سے شکایت کی آپ نے ہاتھ اپنا مس کردیا بال بالکل سیاہ ہوگئے۔

۶۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا حق المؤمن علی اللہ کہ رسوال کرنے پر آپنے جواب دیا کہ مومن کا حق خدا پر یہ ہے کہ اگر اس درخت سے (درخت کی طرف اشارہ کرکے) کہے کہ یہاں آ تو وہ چلا آئے۔ اشارہ کرتے ہی درخت حرکت میں آیا۔ اور اپنی جگہ سے چلا مگر حضرتؑ نے روکا اور وہ وہیں تھم گیا۔

بہرحال مُلا جامی نے بہت سے اعجاز شواہد النبوۃ میں جمع کئے ہیں۔ ہمنے صرف اپنے مدعائے تالیف کی لئے مختصراً انہی چند کی نقل کو کافی سمجھا۔

## امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشادات

اب ہم آپکے معجزات کی متعلق اُنہی واقعات کو کافی سمجھتے ہیں جو فریقین کی کتابوں سے بطور اختصار منتخب کئے گئے ہیں۔ اسلئے ہم اپنے آیندہ مضامین میں آپکے اُن ارشاد ہدایت بنیاد و نیز اُن اقوال صداقت اشتمال کو درج کرتے ہیں جو آپکی جامعیت فضل و کمال اور قابلیت کی حقیقی نمونے اور اصلی معیار ہیں جن کو دیکھکر اور جن کو سمجھ کر کچھ اہل اسلام ہی پر موقوف نہیں۔ غیر مذہب اور

دوسرے طریقے والے خود بخود بول اٹھیں گے کہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی معرفت بتلانیوالے احکام شرعیہ اور ارشادات دینیہ کو اسکی غایت درجہ تک سکھلانیوالے۔ رموز الٰہیہ کے سربستہ خزانوں کے کھولنے والے۔ فرمان رسالت پناہی کے اطراف عالم میں نافذ کرنیوالے۔ گم گشتگان اُمت کو صراط المستقیم ہدایت تک پہنچانیوالے یہی ہیں۔ یہی وہ ارشاد ہدایت بنیاد ہیں جنکی باعث سے آپکے باقر العلوم اور کاشف اسرار مکتوم ہونے کی پوری تصدیق اور توثیق ہوتی ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ سبط ابن جوزی وغیرہم نے اپنی اپنی معتبر اور مستند تالیفات میں بہزار فخر ومباہات تسلیم کیا ہے۔ آپ کے ان اقوال ہدایت ورشادت اشتمال کی متعلق ہمارے پاس اس وقت اتنا ذخیرہ پیش نظر ہے کہ اگر ہم اُنکو پوری تفصیل کے ساتھ اس مقام پر نقل کریں تو شاید ہم کو اپنی موجودہ تالیف سے ایک جداگانہ تالیف کی فوراً ضرورت ہوجائیگی اس لئے ہم انکی تفصیل سے قطع نظر کرکے اپنی ضرورت کے مطابق ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

## روح کی ماہیت

عن الباقر علیہ السلام انہ سئل کیف ھذا النفخ فقال ان الروح متحرک کالریح وانہ سمی روحا لانہ اشتق اسمہ من الریح وانما اخرجت علی لفظۃ الروح لان الروح مجانس للریح وانما اضافہ الی نفسہ لانہ اصطفاہ علی سائر الارواح کما اصطفی بیتا من البیوت فقال لرسول من الرسل خلیل و اشباہ ذالک مخلوق ومصنوع محدث مربوت مدبر وقال ان الارواح لا تمازج البدن ولا تداخلہ انما ھی کالکلل البدان محیط بہ۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روح کی ماہیت دریافت کی گئی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ روح مثل ہوا کے متحرک ہے۔ اسکو روح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ روح ریح سے مشتق ہے اور بوجہ ہم جنسیت کے اسکو روح کہتے ہیں اور یہ روح جو انسان کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے وہ تمام ریحوں سے پاکیزہ تر ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک گھر منجملہ اور گھروں کے پسند کرلیا جاتا ہے اسی وجہ سے خداوند تعالے نے فرمایا ہے کہ رسولوں میں سے ایک رسول کو میں نے خلیل کیا ہے اور اسکے ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ روح مخلوق ہے مصنوع ہے۔ حادث اور ایک جا سے دوسری جگہ منتقل ہوجانیوالی بھی ہے۔

**ایضاً**۔ پھر روح کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے الروح لا توصف بثقل ولا خفہ وھی جسم رقیق البس قالبا کثیفا فھی بمنزلۃ الریح فی الزق فاذا نفخت فیہ امتلاء الزق منھا فلا یزید فی وزن الزق ولوجھا ولا ینقصھا خروجھا وکذلک الروح لیس لھا ثقل ولا وزن والروح باقی بعد خروجہ عن قالبہ الی وقت ینفخ فی الصور فقد ذلک تبطل الاشیاء و تفنی فلا حس ولا محسوس۔

روح ایسی لطیف شے ہے کہ نہ اُس میں سنگینی کسی قسم کی محسوس ہوتی ہے اور نہ سُبکی اور وہ ایک باریک اور رقیق شے قالب کثیف میں پوشیدہ ہے جیسے مشک میں بو۔ مشک جتنی بو نہ دے اُسکی بو دینے کی کثرت سے اُسکے وزن میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ بو سے خالی ہوجاوے تو اُسکے وزن میں کوئی کمی نہیں آتی۔ روح جسم سے نکل جانیکے بعد بھی صور اسرافیل تک باقی ہے مگر ہاں اُسکے نکل جانے کے بعد اعضا کے کل احساس فنا ہوجاتے ہیں اور کوئی حس محسوس نہیں ہوتی۔

## جزا و سزا

انما یداق اللہ العباد فی الحساب یوم القیمۃ علی قدر ما اتاھم من العقول فی الدنیا۔ خدائے سبحانہ وتعالے ہر انسان

سے اُتنا ہی حساب قیامت کے دن لیگا جتنی عقل دنیا میں اُسے دی گئی ہوگی۔

## صفت علم

قال عالم ینتفع بعلمه افضل من سبعین الف عابد یعنی وہ عالم جس کے علم سے لوگ مستفید ہوں میرے نزدیک ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

## علماء کی صحبت

سمعت اباجعفر علیه السلام یقول لمجلس اجلسه الی من اثق به واوثق لی نفسی من عمل سنة یعنی اگر میں اُس عالم کی خدمت میں بیٹھوں جو مسائل دینیہ کا جاننے والا ہو اور میرا اعتقاد علیہ ہو تو میری یہ صحبت میرے ایک سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

## صفت علماء

رحم الله عبدا احی العلم قال فما احیاؤه قال ان یذاکر به اهل الدین واهل الورع۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا رحم کرے اُن بندوں پر جو احیائے علم کرتے ہیں۔ راوی نے پوچھا احیائے علم کسے کہتے ہیں فرمایا فکر آخرت اور خوف خدا کو احیائے علم کہتے ہیں۔

## تعلیم کی صفت

زکوٰۃ العلم ان تعلمه عباد الله۔ دوسروں کو تعلیم کرنا بھی زکوٰۃ علم ہے۔

## خودستائی کی مذمت

عن ابی جعفر علیه السلام قال علمتم فقولوا الله اعلم ان الرجل لینتزع لانه من القران یخر فیها ابعد ما بین السماء والارض امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کے متعلق جسقدر تم جانتے ہو اُتنا ہی بیان کرو اور جو نہیں جانتے اُسکو اپنے ہی تک رکھو کیونکہ خدائے تعالےٰ آسمان و زمین اور جو کچھ کہ اُسکے درمیان ہے سب کے فاصلوں کو جانتا ہے۔

**ایضاً** سألت ابو جعفر علیه السلام ما حق الله تعالیٰ علی العباد قال ان یقولوا ما یعلمون ویقفوا عند ما لا یعلمون۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں۔ ارشاد کیا گیا کہ ضرورت کے وقت جب اُس سے پوچھا جاوے تو جو وہ جانتا ہو بتلادے اور جو نہ جانتا ہو تو چُپ رہجاوے۔

## استعمال علم

سألت ابو جعفر علیه السلام یقول اذا سمعتم العلم فاستعملوه ولتتسع قلوبکم فان العلم اذا کثر فی قلب رجل لا یحتمله قدر الشیطان علیه فاذا خاصمکم الشیطان فاقبلوا علیه بما تعرفون فان کید الشیطان کان ضعیفا فقلت ما الذی تعرفه قال خاصموه بما ظهر لکم من قدرة الله عز وجل۔ جس وقت تم علم حاصل کرو اور مسائل علمیہ کو جانو تو بس اپنے علم کو عمل میں لاؤ اور چاہئے کہ اُسکی تحصیل کے لئے تمہارے دل وسیع اور تمہارے حوصلے فراخ ہوں کیونکہ ایسے شخص کے پاس جو صاحب حوصلہ نہیں ہوتا جب علم کی کثرت ہوجاتی ہے تو اُس پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے اور وہ خودستا ہوجاتا ہے پس اگر شیطان ایسی مخالفتوں کا اظہار کرے تو تم اُس سے جہاد کرو اور اُس چیز کے ساتھ جسے تم پہچانتے ہو اور اُسکی مدافعت کے لئے جسے کافی سمجھے ہو اور شیطان کا جواب اُن باتوں سے دو جسے تم جانتے ہو۔

# صفت تعلیم

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان الذی یعلم العلم منکم له اجر مثل اجر المتعلم وله الفضل وعلیه فتعلموا العلم من حمله العلم وعلموه اخوانکم کما علمکموه العلماء۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھانیوالے کا ثواب پڑھنے والے کی برابر ہے اور اُسکے لئے دونوں فضیلتیں موجود ہیں پڑھانے کی فضیلت بھی اور یاد رکھنے کی بھی۔ اور دوسرے پڑھانے کی فضیلتوں میں باہم (پڑھنے والا اور پڑھانیوالا) دونوں شریک ہیں پس جو لوگ کہ صاحبان علم ہیں اُن سے کسب علم کرو۔

**عالم ریاکار**۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال من طلب العلم لیباھی به العلماء او یماری به السفهاء او یصرف به وجوه الناس الیه فلیتبوأ مقعده من النار ان الریاسة لا یصلح الا لاهلها۔ امام محمد باقر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اس غرض سے تحصیل علم کرے کہ مجلس علماء میں اُن سے مضحکہ کرے یا محفل جہلا میں بحث کرے یا منصب فتوے اور قضا کو ذریعہ سے دنیا کی قلوب کو اپنا والہ وشیدا بنائے پس ایسے عالم کی جگہ دوزخ ہے اور اس کے لئے وہی شایاں ہے جو محاسن علم کی لئے سزاوار ہے۔

**تعلیم**۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال من علم باب هدی فله مثل اجر من عمل به ولا ینقص اولئک من اجورهم شیئا ومن علم باب ضلال کان علیه مثل اوزار من عمل به ولا ینقص اولئک من اوزارهم۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے جس کو راہ راست بتلائی اُس شخص کا ثواب اُس شخص کے برابر ہے جو راستی پر عمل کرتا ہے اور پھر اُسکے ثواب سے کچھ کم نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص کسی کو ٹیڑھی راہ بتلاتا ہے اُسکا گناہ اُس شخص کے برابر ہے جو ٹیڑھی راہ پر چلتا ہے اور پھر اُسکے گناہ کسی طرح کم نہیں ہوتے۔

## علم القرآن

عن ابی جعفر علیہ السلام لا تتخذوا من دون الله ولیجة فلا تکونوا مومنین فان کل سبب ونسب وقرابة ولیجة وبدعة وشبهة منقطع الا ما اثبته القرآن۔ حکم سائل کے وقت کوئی شے قرآن میں بغیر اذن خدا کے داخل نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تم دائرۂ ایمان سے باہر نکل جاؤگے کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام سبب اور حسب قرابت۔ دانائی اور ہوشیاری حکم خدا میں شریک چیزیں اور وہ تمام احکام جو بعد رسول صلعم داخل کئے گئے اور تمام متشابہات قرآن قیامت کے دن منقطع ہو جائینگے اور اُسکے کوئی کام نہیں آئینگے مگر صرف وہی امور جو قرآن سے ثابت ہونگے۔

**ایضاً** قال ابو جعفر علیہ السلام اذا حدثتکم بشیء فاسئلونی من کتاب الله ثم قال فی بعض حدیثه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نهی عن القیل والقال وفساد المال وکثرة السوال فقیل له یا بن رسول الله این هذا من کتاب الله قال ان الله عز وجل یقول لا خیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس وقال ولا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل الله لکم قیاما وقال لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم۔ یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صحبت میں ارشاد فرمایا کہ میں جب تم سے کسی چیز کے حرام وحلال کی نسبت حکم کروں تو تم مجھ سے دریافت کر لو کہ یہ قرآن میں کہاں ہے۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہو کہ تمام چیزیں قرآن میں ہیں۔ اثنائے گفتگو میں امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ اول زیادہ قیل وقال سے اور اُن بیہودہ ہرزہ درائیوں سے جو کسی شخص کے بارے میں کیجائے۔ عام اس سے کہ وہ وہاں موجود ہو یا نہ ہو۔ دوم تلف مال سے۔

اور تلف سے مراد خرچ ناجائز میں اپنا مال صرف کرنا ہے۔ سوم کثرت سوال۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بلا خیال عمل اُن امور کو پوچھنا جن پر عمل کرنیکی ضرورت یا خواہش نہو۔ جب امام محمد باقر علیہ السلام یہانتک فرما چکے تو سائل نے پوچھا کہ ان امور کا ذکر قرآن میں کہاں ہے اُسکے جواب میں آپنے فرمایا کہ کثرت قیل و قال کی نسبت خدائے عزّ اسمہ فرماتا ہے لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس۔ سورۂ نسآ۔ اور تلف مال کے بارے میں ارشاد کرتا ہے ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما اور کثرت سوال کی نسبت کہا گیا ہے لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم۔

## اہل علم کی تمیز

عن جابر رضؑ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال ما من احد الا و لہ شرۃ و فترۃ فمن کانت فترۃ الی سنۃ فقد اھتدی و من کانت فترۃ الی بدعۃ فقد غوی۔ جابر رضؑ سے مروی ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ہے جس کو دنیا کی خواہش یا غیر خواہش نہو۔ خواہش تو معلوم ہے مگر غیر خواہش اکثر حضور موت اور مرگ عزیزاں کے وقت خاص طور پر محسوس ہوتی ہے۔ تو اگر حصول دنیا سے یہ بے پروائی اُن احکام کے مطابق ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی قرآن کے مطابق بتائی ہے جو نہی عن الظن و امر بسوال اہل الذکر پر شامل ہے تو بلاشبہ ایسا شخص ضرور نجات پائیگا اور جو شخص خلاف حکم خدا و رسول ترک دنیا کریگا اور بدعات و مخترعات سے موافقت کریگا وہ البتہ ہمیشہ گمراہ رہیگا۔

## نہی عن المنکر

عن ابی جعفر علیہ السلام قال کلّ من تعدی السنۃ ردّ الی السنۃ۔ یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو خلاف حکم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام کرتا ہوا پاوے تو اُسکا فرض ہے کہ اُسے منع کرے۔

## معرفت ذات الٰہی

سألت ابا جعفر علیہ السلام عن التوحید فقلت اتوھم شیئا قال نعم۔ غیر معقول ولا محدود فما وقع وھمک علیہ من شیء فھو خلافہ ولا یشبھہ شیء ولا تدرکہ الاوھام وکیف تدرکہ الاوھام وھو خلاف ما یعقل وخلاف ما یتصور فی الاوھام انما یتوھم شیء غیر معقول ولا محدود۔ راوی کا بیان ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ آپ توحید جناب باری عزّ اسمہ کی نسبت کچھ خیال فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں اُسکی نسبت اُنہی امور کا خیال کرتا ہوں جو نہ عقل انسانی میں سما سکتے ہوں اور نہ کسی حد و دسے محدود ہو سکتے ہوں۔ پس جس چیز کی طرف تیرا دھیان بندھے تو خیال کرلے کہ تیرا خدا اُس سے خلاف ہے اور اُس چیز کے ایسا نہیں ہے جسکا دھیان تجھے بندھا ہوا ہے۔ تصور اُسکی ذات کو نہیں پاسکتا اور کسی کا تصور اُسکو کیونکر پا سکتا ہے کیونکہ ذات باری تعالےٰ اِس سے منزہ ہے کہ کسی کی فکر یا کسی کا تصور اُسکی ذات مستغنی الصفات کا احاطہ کرسکے۔

**ایضاً**۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال ان اللہ خلو من خلقہ وخلقہ خلو منہ کل ما وقع علیہ اسم شیء فھو مخلوق ما خلا اللہ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ اپنی مخلوقات سے خالی ہے یعنی خدائے تعالےٰ کے پاس مخلوق کی ایسا ذہن نہیں ہے کہ مخلوق اُس میں سما جائیں وہ محل عوارض بھی نہیں ہے اور مخلوقات بھی اُس سے خالی ہیں یعنی اُسکی ذات کو

کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا۔ وہ کسی شی میں حلول نہیں کرسکتا اور جو کچھ کہ امثال شی میں ہو اُسکا اطلاق خدا کی ذات پر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سب حادث ہیں اور اُسی کی مخلوق اور وہ غیر ذات اللہ ہیں۔

ایضاً۔ سأل نافع ابن الازرق اباجعفر علیہ السلام فقال اخبرنی عن اللہ متی کان فقال متی لم یکن حتی اخبرک متی کان سبحان من لم یزل ولا یزال فرداً۔ نافع ابن الازرق نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے بتلائیے کہ خدا کب سے ہے آپنے اُسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ کب نہ تھا کہ ہم تجھ کو اُسکی نسبت خبر دیں کہ وہ کب ہوا۔ میں اُس ذات مقدس کی تمام نقصان و قبائح سے تنزیہ کرتا ہوں اور تنزیہ کی لائق وہی ذات اقدس ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ وہ دیکھتا ہے۔ بوجھتا ہے اور ایسا جلیل المرتبہ کہ حاجتوں کے وقت اُسکی طرف روئے التجا لانا چاہیئے اور اُسکے لئے نہ کوئی بی بی ہے نہ اولاد۔ کیونکہ انکی وجہ سے اُسکی حقیقی عظمت میں نقص واقع ہوتا ہے۔

## معرفت الٰہی کے متعلق ایک سائل کے سوال کا جواب

عن ابو عبداللہ علیہ السلام قال جآء رجل الی ابی علیہ السلام فقال لہ اخبرنی عن ربک متی کان فقال ویلک انما یقال لشئ لم یکن متی کان ان ربی تبارک وتعالیٰ کان ولم یزل حیا بلا کیف ولم یکن لہ ولا کان لکونہ کیف ولا کان لہ این ولا کان فی شئ ولا کان علی شی ولا ابتدع لمکانہ قوی بعد ما کون الاشیاء ولا کان ضعیفا قبل ان یکون شیئا ولا کان مستوحشا قبل ان تبتدع شیئا ولا یشبہ شیئا مذکورا ولا کان خلوا من الملک قبل انشآئہ ولا یکون منہ خلو بعد ذھابہ لم یزل حیا بلا حیاۃ وملکا قادرا قبل ان ینشی شیئا وملکا جبارا بعد انشآئہ لکون فلیس لکونہ کیف ولا لہ حد ولا یعرف شی یشبہ ولا یھرم لطول البقآء ولا یصعق لشی بل لخوفہ تصعق الاشیآء کلہا کان حیا بلا حیوۃ حادثہ ولا کون موصوف ولا کیف محدود ولا این موصوف موقوف علیہ ولا مکان جاور شیئا بل حی یعرف و ملک لم یزل لہ القدرۃ والملک ان شآء ما شآء حین بمشیتہ ولا یحد ولا یفنی کان اوّل بلا کیف یکون اخر بلا این وکل شئ ھالک الا وجھہ وتلک ایھا السآئل ان ربی لا تغشاہ الاوھام ولا تنزل بہ الشبہات ولا یجار من شئ ولا یجاورہ شی ولا تنزل بہ الاحداث ولا یسئال عن شی ولا یندم علی شئ ولا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات والارض وما بینہما وما تحت الثری۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے میرے پدر عالی مقدار امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آکر پوچھا کہ خدا کب سے ہوا یعنی اُس نے کب سے درجۂ الوہیت حاصل کیا۔ آپنے ارشاد کیا افسوس ہے تجھ پر یہ تو اُسکے واسطے کہا جاتا ہے جو پہلے اس درجہ پر نہ پہنچا ہو اور اب پہنچا ہو حالانکہ ہمارا خدا ہمیشہ سے جلیل المرتبہ اور ہمیشہ سے بے چون وچرا ہے۔ اُسکی قوت اُسکی ذات میں خبر کے طور پر نہیں ہے کیونکہ ہر خبر کے واسطے ذہن کی ضرورت ہے اور ذہن حادث ہے۔ اُسکی قوت خلق کمال تک تدریجاً نہیں پہنچی۔ اُسکے وجود میں کوئی چون و چرا نہیں ہے یا اُسکا وجود کسی سبب سے حادث نہیں ہوا جسکے باعث سے اُسکی ذات پر کیسے ہوا اور کس وقت ہوا لازم آتا ہے اور اُسکے واسطے کہاں سے بھی نہیں کہا جاسکتا جسکی وجہ سے کوئی شے اُسکو احاطہ کرسکے اور احاطہ جسم کا کیا جاتا ہے۔ وہ کسی چیز کے اوپر بھی نہیں ہے جیسے کہ دنیا کے بادشاہ تخت شاہی پر بیٹھتے ہیں اور اُسنے عظیم المرتبت لوگوں کو اس واسطے نہیں پیدا کیا کہ اُنکے ذریعہ سے وہ اپنے لئے مرتبہ یعنی ربوبیت حاصل کرے۔ اُسکو مخلوق کے خلق کرنے سے کوئی قوت نہیں حاصل ہوئی اور نہ مخلوق کی پیدا کرنیکے بعد اُسمیں کوئی ضعف

محسوس ہوا اور نہ قبل خلقت مخلوق وہ اپنی تنہائی کی وجہ سے دل تنگ تھا۔ اُس کی بے مانند ذات یا اُسکی بزرگی مرتبہ اُسکی مخلوقات کی بزرگیوں اور صفات سے مشابہ نہیں ہوتی۔ اُسکی ربوبیت کی مثال دنیا کے بادشاہوں کی بادشاہی سے نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ ایسی مثالوں سے اُسکی ذات میں شرکت لازم آجاتی ہے اور یہ شرکت پھر اُس کے اُن تمام حکم اور رسُلوں میں بھی ہوگی جنہیں وہ بے اختلاف وبے دلیل جاری کرتا ہے وہ ایسا سلطان ہے کہ اُس کی سلطنت ربوبیت مخلوقات عظیم المرتبہ کے خلق کرنے سے پہلے بھی قایم تھی اور مشہور و معروف تھی۔ وہ بغیر احتیاج حیات کے ہمیشہ سے زندہ ہے۔ یعنی اُس کے وجود کو کیفیت کی ضرورت نہیں اُس کی ذات میں کوئی ایسی شے نہیں جسکی وجہ سے اُس کی ذات پر اسم جامد کا اطلاق ہو اور بغیر ہونے جگہ کی اُن چیزوں کے کہ جو اپنے شریک پر اسم جامد کا اطلاق ثابت کرسکیں اُن چیزوں کے ایسا اُس کا مقام بھی نہیں جو بغیر مقام کے نہ رہ سکتی ہوں۔ اُسکا مقام وہ مقام نہیں ہے جو کسی جسم کے واسطے تدبیر خالق سے بہم پہنچایا گیا ہو اور وہ ایسا زندہ ہے جو ہر چیز کا پہچاننے والا ہے وہ قبل خلقت مخلوقات بادشاہ قادر ہے اور وہ خلقت مخلوقات کے پہلے بھی باقی اور لازوال ہے یعنی کہ خلقت مخلوقات کے بعد اُسکی جنابیت منفک پارہ پارہ نہیں ہوئی۔ انہی صفات کے باعث اُسکی ذات کے لئے چون وچرا ممکن نہیں۔ یہ بھی نہیں معلوم کیا جاسکتا کہ وہ کہاں ہے کیونکہ اُس کے لئے کسی شریک کی تمیز نہیں کیجاسکتی اور نہ وہ کوئی جنس خاص بتلائی جاسکتی ہے اور نہ اُسکی مثال کسی ایسی سطح سے دی جاسکتی ہے جو اُسے احاطہ کرسکے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امتداد ایام کی وجہ سے اُسکی ذات میں کہولیت نہیں آتی جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی سے مضطرب یا مخوف نہیں ہوتا بلکہ اُسی کے مصائب دنیاوی اور عذاب اُخروی کے باعث تمام لوگ ترساں اور لرزاں ہیں۔ وہ زندہ ہے بلا حیات حادث کے اور موجود ہے بلا ذات معلومہ و مخصوصہ کے۔ اُس کے وجود ذات میں چون وچرا کی گنجائش نہیں اور وہ اپنے کسی شریک کی وجہ سے تمیز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ "کہاں ہے" اُسکے لئے کہا نہیں جاتا کیونکہ ایسا کہنے سے وہ چیز اُس کے لئے ضرور ہوجائیگی جہاں وہ رہتا ہے۔ اُس کے لئے کسی مکان کی بھی حاجت نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے اُسکی ذات کے لئے جسم کی ضرورت واجب ہوتی ہے اور پھر اُس جسم کے لئے تدبیر خلائق کی ضرورت لازم آتی ہے۔ وہ زندہ ہے۔ ہر شے کو پہچانتا ہے اور ایسا بادشاہ ہے کہ اُسکی قدرت اور سلطنت قدیم ہے۔ بادشاہی بے رعیت اور ملک کے ممکن نہیں ہے مگر وہ دنیا کے سلاطین کے ایسا نہیں ہے جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا۔ اُس نے جس وقت اپنی تجویز سے اور اپنے ارادہ سے جو چاہا بنا لیا۔ نہ اپنے اس ارادے میں وہ کلام کا محتاج ہوا اور نہ حرکت عضو کا۔ کوئی اُسکو اُس کے ارادہ سے وقت خلقت یا بعد خلقت عالم منع نہیں کرسکتا۔ اور نہ اُس کے کسی فعل میں کوئی نقص داخل ہوسکتا ہے۔ اس طرح کہ کچھ کام اُس کا ہو اور کچھ نہ ہو جیسا کہ سلاطین کے افعال سے اکثر ظاہر ہوتا ہے اور امتداد ایام کی وجہ سے اُس میں ضعف اور پیری کا اثر مطلق محسوس نہیں ہوتا۔ پس اُسکی بادشاہی دنیا کی بادشاہی کے ساتھ قیاس نہیں کرنی چاہئے کیونکہ رعیت اور سلطنت بادشاہان دنیا کی محض خواہش اور تمنا سے اکثر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ وہ اپنی تمنائے دلی پر محض اپنی خواہش سے فائز ہوسکتے ہیں اور وہ سب کے سب طول بقا کی وجہ سے ضعیف ہوجاتے ہیں وہ فرد واحد قدیم ہے جس کے لئے چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ وہ فنائے دنیا کے بعد بھی باقی ہے بتحقیق کہ تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں سوائے اُسکی ذات کے۔ دنیا کے تمام احکام اُسی کی طرف سے ہیں۔ بزرگ ہے وہ پیدا کرنیوالا زمین و آسمان کا اور اے سائل ہمارے

خدا سے کبھی غلطی ظہور پذیر نہیں ہوتی اور اُسے کسی امر میں شک نہیں ہوتا اور اپنے کسی امر میں متفکر یا حیران نہیں ہوتا یعنی وہ کسی امر میں اُس کے نہیں جاننے کی وجہ سے پس و پیش نہیں کرتا کہ کیا کیا جاوے۔ وہ کسی بلا سے پناہ نہیں دیا جاتا۔ وہ کسی بلا یا کسی عارضہ سے عاجز نہیں ہوتا۔ اُس سے کسی امر میں کوئی فروگذاشت نہیں ہوتی اور اُسکو کوئی حوادث مثل بیماری اور آزار وغیرہ کے لاحق نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے کسی بات کے لئے جوابدہ ٹھیرایا نہیں جاسکتا۔ اُسپر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ اور وہ اپنے کسی حال میں پشیمان نہیں ہوتا۔ انتظام خلائق کی وجہ سے اُسکو ماندگی نہیں ہوتی اور نہ کبھی نیند محسوس ہوتی ہے پس جو کچھ کہ زمین و آسمان اور اُنکے درمیان ہے وہ سب اُسی کی ملک ہے۔ والسلام

## خدا کی ذات میں بحث نہ کرو

قال ابوجعفر علیہ السلام تکلموا فی کل شی ولا تکلموا فی ذات اللہ۔ خلقت میں تمام چیزوں کی گفتگو کرو مگر ذات باری تعالیٰ میں گفتگو نہ کرو

**ایضاً**۔ قال ابوجعفر علیہ السلام تکلموا فی خلق اللہ ولا تکلموا فی اللہ لان الکلام فی اللہ لا یزداد صاحبہ الا تحیرا۔ خلقت مخلوق میں گفتگو کیا کرو۔ ذات باری تعالیٰ عزاسمہ کے بارے میں نہ گفتگو کیا کرو کیونکہ ذات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنے سے گفتگو کرنیوالے کو سوائے اسکے کہ اُسکی حیرت اور زیادہ ہو کچھ حاصل نہیں ہوتا یعنی اسرار ذات الٰہی تک پہنچنا انسان سے ممکن نہیں ہے

**ایضاً**۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال ایاکم والتفکر فی اللہ اذا اردتم ان تنظروا فی عظمتہ فانظروا الی عظیم خلقہ۔ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ تم اپنے کو اور اپنی فکر کو معرفت الٰہی کے دریافت کے وقت بچائے رکھو جس وقت کہ تم چاہو کہ اُسکی عظمت پر غور کرو تو تم کو چاہئے کہ اُسکی اعظم خلائق پر غور کرو۔

**ایضاً**۔ سألت ابی جعفر علیہ السلام عن شی من الصفۃ فرفع یدہ الی السماء ثم قال تعالی الجبار تعالیٰ من تعاطی ماثم ھلک۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا صفت باری تعالیٰ کی نسبت۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور ارشاد کیا کہ وہ تمام عیوب و نقص سے پاک ہے اور فاعل بعنوان کن فیکون ہے اور اپنی قوت سے رات دن کا کرنے والا ہے پس جس نے اُسکی نسبت کوئی گفتگو کی وہ جہنمی ہوا۔

**ایضاً**۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعتہ یقول کان اللہ ولا شی غیرہ ولم یزل عالما بما یکون فعلمہ بہ قبل کونہ کعلمہ بہ بعد کونہ۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت سے تھا جب کچھ نہ تھا۔ اور وہ ہمیشہ سے ہے جب کوئی چیز بھی نہیں تھی وہ اُسی وقت سے سب چیزوں کا جاننے والا تھا۔ جو کچھ کہ ہونے والا ہے۔ اس سبب سے اُسکا علم اُن چیزوں کی نسبت جو ہونے والی ہیں ایسا ہی ہے جیسا کہ اُسکے ہوجانے کے بعد ہوتا ہے۔

## صفات ذات باری تعالےٰ

عن ابوجعفر علیہ السلام انہ قال فی صفاتہ القدیم انہ واحد صمد احدی المعنی لیس بمعانی کثیرۃ مختلفۃ قال قلت جعلت فداک یزعم قوم من اھل العراق انہ یسمع بغیر الذی یبصرہ بغیر الذی یسمع قال فقال کذبوا والحدوا وشبھوا تعالی اللہ عن ذلک انہ سمیع بصیر یسمع بما یبصر و یبصر بما یسمع رواہ محمد ابن مسلم۔ محمد ابن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے صفات باری تعالےٰ کی نسبت پوچھا تو آپ نے

ارشاد فرمایا کہ وہ یگانہ ہی اور حاجتوں اور مشکلوں کے وقت معتمد علیہ ہی۔ وہ واحد المعنی ہی۔ اُسکے لئے معانی کثیرہ اور مختلفہ نہیں ہے۔ نہ بالذات نہ بالاعتبار۔ اتنا سنکر میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں بعض اہل عراق کا یہ دعوےٰ ہے کہ خدا سنتا ہی اُس آلہ سے جو اُسکی ذات میں ہی اور دیکھتا ہی اُس آلہ سے جو سننے کے آلہ سے متغیر ہی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں اور تحقیق اسماء صفت الٰہی سے وہ باہر ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دی ہی اور اُنہوں نے معرفت اسماء صفات الٰہیہ کے وقت اُسکی ذات کو مخلوقات کی طرح قیاس کیا ہے یعنی اُسکی ذات کو ایسا تصوّر کیا ہی جسپر اسم جامد محض کا اطلاق کیا جاسکے مثل جسم وغیرہ کے حالانکہ اُسکی ذات اقدس ایسی تشبیہات سے پاک و منزہ ہی حقیقت یہ ہی کہ وہ شنوا اور بینا ہے۔ وہ سنتا ہی جیسا کہ وہ دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے جیسا کہ وہ سُنتا ہے یعنی بجائے آلہ اُسکا نفس ذات فاعل ہے۔

## عمر ابن عبید۔ رئیس معتزلہ کے ایک سوال کا جواب

کنت فی مجلس ابی جعفر علیہ السلام اذ ادخل عمر ابن عبید قال لہ جعلت فداک قول اللہ تعالیٰ ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوی ماذلک الغضب فقال ابو جعفر علیہ السلام ھو العقاب یا عمرو اللہ من زعم ان اللہ قد زال من شی الی شی فقد وصفہ صفۃ مخلوق وان اللہ عزوجل لا تستفزہ شی فیغیرہ۔ عمر ابن عبید۔ جو اس زمانہ میں رئیس معتزلہ تھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ پر قربان ہوں اللہ تعالےٰ وتبارک قرآن مجید میں فرماتا ہی کہ میرا غضب اُن پر نازل ہوا۔ پڑے ہلاکت میں۔ وہ غضب کیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر اُس کا غضب اُسکا عذاب ہی۔ اُس کیفیت کے مانند نہیں جو آدمی کو ہوا کرتی ہی۔ اے عمر جن لوگوں نے خدائے تعالےٰ کی نسبت یہ گمان کیا ہی کہ وہ ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں داخل ہوتا ہے پس اُن لوگوں نے خدائے سبحانہ وتعالےٰ کو اُسی طرح بیان کیا ہے جس طرح مخلوق کا بیان کیا جاتا ہے۔ پس خدائے عزّوجل کی ذات تغیر پذیر نہیں ہوتی۔

**ایضاً**۔ سئالت ابو جعفر علیہ السلام عما یروون ان اللہ خلق آدم علی صورتہ فقال ھی صورۃ محدثہ مخلوقہ اصطفاہ اللہ واختارہ علی سائر الصور المختلفہ فاضافھا الی نفسی کما اضاف الکعبۃ الی نفسہ والروح الی نفسہ فقال بیتی ونفخت فیہ من روحی۔ یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیجاتی ہی کہ آپنے فرمایا کہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے اپنی صورت پر آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا اس سے کیا مراد ہے۔ آپنے اُسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ صورت محدثہ اور مخلوقہ ہے جو عدم سے پیدا کی گئی ہے۔ خداوند عالم نے اُسکو برگزیدہ کیا اور دوسرے صور مختلفہ پر اُسکو ترجیح دی ہی اور اُسکو اپنی طرف نسبت دی ہی جیسا کہ خانۂ کعبہ کو اپنا گھر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اُس میں اپنی روح پھونکدی۔ دیکھو سورۂ بقر سورۂ ص۔

## اجل محتوم و اجل موقوف

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سألتہ عن قول اللہ عزوجل قضی اجلا واجل مسمّی عندہ قال ھما اجلان اجل محتوم واجل موقوف۔ راوی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اجل مسمّی واجل سے کیا مراد ہی۔ آپنے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اجل دو ہیں۔ ایک بعض خلائق کو مشخص اور معلوم ہوتی ہی بروز شب قدر دوسری جو کسی کو سوائے خدا کے معلوم نہیں

**خدا کے امور** ۔سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول من الامور امور موقوفہ عند اللہ یقدم منہا ما یشآء ویوخر منہا ما یشاء ۔جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے نزدیک دو قسم کے امور محفوظ ہیں اور ان میں جس کے ساتھ وہ چاہتا ہے تقدیم کرتا ہے اور جسکے ساتھ چاہتا ہے تاخیر کرتا ہے۔

**خیر و شر** ۔سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول ان فی بعض ما انزل اللہ من کتبہ انی انا اللہ لا الہ الا انا خلقت الخیر وخلقت الشر فطوبی لمن اجریت علی یدہ الخیر وویل لمن اجریت علی یدیہ الشر وویل لمن یقول کیف ذا وکیف ذا ۔امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتب بعضے انبیائے مرسلین میں حق سبحانہ وتعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمام عبادات مشہورہ کا مستحق ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا عبادت کا مستحق نہیں ۔میں نے ہر خیر کو پیدا کیا اور میں نے ہی شر کو پیدا کیا پس خوشحال اس شخص کا جسکے ہاتھ سے میں نے خیر کو جاری کیا اور وائے ہو ایسے شخص پر جس کے ہاتھ سے شر جاری ہو۔

## ذکر انبیاء علےٰ نبینا وآلہ وعلیہم السلام

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعتہ یقول ان اللہ اتخذ ابراہیم علیہ السلام عبداً قبل ان یتخذہ نبیاً وان اللہ اتخذہ نبیاً قبل ان یتخذہ رسولاً وان اللہ اتخذہ رسولاً قبل ان یتخذہ خلیلاً وان اللہ اتخذہ خلیلاً قبل ان یتخذہ اماماً فلما جمع لہ ھذہ الاشیآء وقبض یدہ قال لہ ابراہیم انی جاعلک للناس اماماً فمن عظمتہا فی عین ابراہیم قال یارب ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین ۔جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب باری عزاسمہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قبل اسکے کہ پیغمبری عطا کرے پہلے بندۂ صالح فرمایا اور قبل اسکے کہ درجۂ رسالت عطا فرمائے انکو پیغمبر کیا اور قبل اسکے کہ آپ کو درجۂ خلت عنایت فرمایا گیا ہو آپکو درجۂ رسالت تفویض فرمایا اور قبل اسکے کہ درجۂ امامت عنایت ہو آپکو اپنا خلیل گردانا یعنی یہ تمامی شرائط جناب ابراہیم علےٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی ایک درجۂ امامت کے لئے جمع فرمادئے اور ان تمام علوم کی کامل تعلیم آپکو سمجھادی اس لئے کہ آپ کو تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ان خدمات میں کوئی لغزش واقع نہ ہو اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمکو جملہ خلائق پر امام گردانا پس ان چیزوں کی وقعتوں پر نظر کرکے جناب ابراہیمؑ نے پروردگار عالم کی جناب میں عرض کی کہ یہ درجۂ امامت ہماری اولاد کو بھی شامل ہونیوالا ہے یا نہیں ۔درگاہ الٰہی سے خطاب آیا کہ ان کے ساتھ نہیں جو گروہ ظالمین میں شمار ہونیوالے ہیں۔

## رسول اور امام کی تفریق

سألت اباجعفر علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل وکان رسولاً نبیاً وما الرسول وما النبی قال النبی الذی یری فی منامہ ویسمع الصوت ولا یعاین الملک والرسول الذی یسمع الصوت ویری فی المنام ویعاین الملک قلت الامام ما منزلتہ قال یسمع الصوت ولا یری ولا یعاین الملک ۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وکان نبیاً کے معنی پوچھے گئے کہ رسول کیا ہے اور نبی کیا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور بیداری میں ظاہری طور پر فرشتہ کو نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو بیداری میں آواز فرشتہ

کو سنتا ہے اور خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں بھی ظاہری طور پر فرشتہ کو دیکھتا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ امام کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ امام وہ ہے جو حالتِ بیداری میں آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور فرشتہ کو خواب میں دیکھتا ہے نہ بیداری میں۔

**ایضاً** ۔ سألت ابا جعفر علیه السّلام عن الرّسول والنبی والمحدث قال الرّسول الّذی یاتیه جبرئیل قبلاً فیراه ویکلمه فهذا الرسول واما النبی فهو الذی یری فی منامه نحو رویا ابراهیم ونحو ما کان رای رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من اسباب النبوّة قبل الوحی حتی اتاه جبرئیل من عند الله بالرسالة وکان محمد صلی الله علیه واله وسلم حین جمع له النبوة وجاءت الرسالة من عند الله یجیئه بها جبرئیل ویکلمه بها قبلاً ومن الانبیاء من جمع له النبوة ویری فی منامه ویاتیه الروح ویکلمه ویحدثه من غیر ان یکون یری فی الیقظة واما المحدث فهو الذی یحدث فیسمع ولا یعاین ولا یری فی منامه۔ راوی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول، نبی اور محدث کسے کہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی وہ ہے جو جبرئیل کو خواب میں دیکھے جیسا کہ واقعات خواب جناب ابراہیم علیہ السلام اور اسی طرح ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی سے قبل تمام اسباب نبوت خواب میں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ جناب جبرئیل نے خدا کی طرف سے تشریف لاکر آپ کو درجۂ نبوت پر فائز فرمایا اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمامی اسباب نبوت جمع تھے کہ اُن میں سے ایک رویائے صادقہ بھی ہے اور رسندگان خدا تک اُسکے احکام بھی پہنچانے کے لئے آتے تھے۔ اوّل جناب جبرئیل علیہ السلام پیغام خدا کی طرف سے آپ کے پاس لائے تھے اور آپ سے ظاہر طور پر اپنی اصلی صورت میں ہم کلام ہوتے تھے اور انبیا وہ لوگ ہیں جن کے لئے اسباب نبوت جمع ہیں لیکن اُنکے لئے یہ مراتب حاصل ہیں کہ وہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ظاہر طور پر ہمکلام ہوں۔ دوم خواب میں بھی جبرئیل کو دیکھتے تھے جیسا کہ قبل رسالت دیکھا کرتے تھے۔ اب محدث وہ لوگ ہیں جن سے ملائکہ باتیں کرتے ہیں اور وہ آواز فرشتہ کو سنتے ہیں لیکن وہ لوگ خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔

## معرفت امام

عن ابی جعفر علیه السلام قال قال والله ما ترك ارضنا منذ قبض الله آدم علیه السّلام الا وفیها امام یهتدی به الی الله وهو حجة عباده ولا یبقی الارض بغیر امام حجة الله علی عباده۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی جزو زمین کو جناب آدم علےٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی وفات سے ایسی حالت میں نہیں رکھا ہے کہ جس میں اُسکی جانب سے کوئی خلیفہ نہو کہ اُسکی طرف سے احکام الٰہی جاری ہوتے رہیں کیونکہ احکام الٰہی میں اختلاف وانحراف جائز نہیں اور وہی حجّت خدا ہے اس لئے کہ خلائق شرک نہ اختیار کرے اور ایک ساعت کے لئے بھی نظام عالم بغیر خلیفۂ الٰہی کے جو جملہ خلائق پر حجّت خدا ہوتا ہے خالی نہیں رہتا۔

## امّت بے امام کی مثال

قال محمد ابن مسلم قال سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول کل من دان الله عزّوجلّ بعبادة یجهد فیها نفسه ولا امام له من الله فسعیه غیر مقبول وهو ضال متحیّر والله شانی لاعماله ومثل کمثل شاة ضلّت عن راعیها وقطیعها فهجمت ذاهبة وجائیة یومها فلمّا جنها اللیل بصرت بقطیع الغنم اعیها فحنت

الیہا واغترت بہا فیانت مغہا فی مربضہا فلمّا ان ساق الراعی قطیعۃ انکرت راعیتہا وقطیعہا فہجمت
متحیرۃ تطلب راعیہا وقطیعہا فبصرت بغنم مع راعیہا فحنت الیہا واغترت بہا فصاح الراعی الحقی براعیک
وقطیعک فانت تایہۃ متحیرۃ عن راعیک وقطیعک فہجمت وغیرہ متحیرۃ تایہۃ لاراعی لہا یرشدہا
الی مرعاہا او یردہا فبینما ھی کذلک اذا اغتنم الذئب ضیعتہا فاکلہا وکذلک یا محمدؐ من اصبح ملاتایہ
وان مات علی ھذہ الحالۃ مات میتۃ کفر و نفاق واعلم یا محمدؐ ان ائمّۃ الجور واتباعھم المعزولون عن
دین اللہ قد ضلّوا واضلّوا فاعمالھم التی یعملونہا کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف لایقدرون ممّا
کسبوا علیٰ ذٰلک ھو الضلال البعید - محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کہ خدا کی
عبادت کرنے میں اتنی محنت کرے کہ اپنے نفس کو تکلیف پہنچائے اور اپنے امام کو نہ پہنچانتا ہو تو ازروئے خدا ؤرسولؐ و محکمات قرآن
اُس پر تعین ہوا ہو تو ایسے شخص کی کوششیں مقبول درگاہ الٰہی نہیں ہوتیں - اور وہ اپنے اعمال میں گمراہ اور حیران ہے -
کیونکہ نہ وہ مسائل فقہیہ جانتا ہے اور نہ اصول فقہ کو سمجھتا ہے - اور ان مسائل میں پیروی ظن کرتا ہے - پس جسقدر کہ وہ ایسے
اعمال زیادہ کرتا ہے اتنا ہی زیادہ عذاب آخرت کا مستحق ہوتا ہے - اُسکی مثال اُس گوسفند کے ایسی ہے جو گم گشتہ راہ اور
اپنے گلّہ اور چرواہے سے چھٹ گئی ہو اور آیندہ اپنی راہ اختیار کرنے میں مضطرب الحال ہو - دن بھر تو اُسکو یونہی گزرے
رات ہو اور تمام بھیڑوں کے گلّوں پر تاریکی کا پردہ پڑجائے تو وہ ایک دوسرے گلّہ سے جا ملے اور رات بھر اُسی گلّہ کی رہنے
کی جگہ میں بسر کرے پھر جس وقت صبح ہو اور اُس گلّہ کا چرواہا اپنی بھیڑوں کو اُٹھائے اور ہکاوے پس اُس وقت اُس
گم کردہ راہ گوسفند کو یہ گلّہ اپنے گلّہ سے بیگانہ نظر آئے پس اُس وقت اسکا اضطراب پھر ویسے کا ویسا ہی ہوجائے اور پھر اُسی
وقت سے یہ اپنے گلّہ اور گلّہ بان کی تلاش میں مضطرب الحال ہوجائے - پھر وہاں سے چلکر کسی دوسرے گلّہ میں ملجائے - پس
اُسکو لینے گلّہ میں ملتا ہوا دیکھکر اُس گلّہ کا گلّہ بان چلائے کہ یہ گلّہ تیرا نہیں ہے تو جا اور اپنے گلّہ اور گلّہ بان سے مل جا -
کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو راہ بھولی ہوئی ہے اور اپنے گلّہ اور گلّہ بان سے چھوٹی ہوئی ہے - پس جیسا کہ گوسفندوں کا قاعدہ
ہے کہ وہ گلّہ بان کی آواز سے اُسکے مدّعا کو بخوبی مفہوم کرلیتی ہیں یہ گوسفند بھی اُسکی رجز کو بخوبی سمجھ کر مجبوراً اُس گلّہ سے علیحدہ
ہوکر باہر چلی جاتی ہے اور اِدھر اُدھر تمام حیران و پریشان و مضطرب الحال اور سرگردان پھرتی ہے - نہ اُسکا کوئی گلّہ بان ہوتا
ہے نہ نگہبان ہوتا ہے جو اُسے چراگاہ کی طرف رہنمائی کرے - یا کم سے کم چراگاہ کا اُسکو ٹھیک راستہ ہی بتلا دیوے یا اُسکو چرا پھرا کر
اُسکی قیام گاہ کی جگہ پر لاکر باندھ دے - پس اسی حالت میں بھیڑیا اُسے تنہا رہنے کو غنیمت سمجھ کر اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور
اُسکو کھا جاتا ہے - اے محمد ابن مسلم - امّت اسلامیہ کا بھی ایسا ہی حال ہے - اُنکے پاس کوئی امام یا پیشوا نہیں ہے جو خدا کی
طرف سے ازروئے نصوص قرآنی اُن کا محافظ اور نگران مقرر ہوا اور وہ اپنے تمام احکام میں عدالت کے ساتھ کام کرتا ہو -
نہ اجرائے احکام میں افراط کرتا ہو نہ تفریط - جسکے لئے ایسا امام نہیں ہے وہ گروہ ہمیشہ گمراہ اور سرگردان ہے - جو شخص ایسی
حالت میں مرجائے تو اُسکی موت حالت کفر و نفاق میں ہوگی - اور یہ بھی جان لو اے محمد ابن مسلم کہ ائمہ جور اور اُنکے تمام متابعین
وہی لوگ ہیں جو دین خدا سے معزول ہوگئے ہیں کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں اور عوام الناس کے گمراہ کنندہ ہیں - اُنکے اعمال ایسے ہی

ہیں جنپر یہ آیۂ کریمہ صادق آتی ہے۔ انکے اعمال اُس خاکستر کے ایسے ہیں جس پر سخت دنوں میں بادتند چلی ہو اور جو کچھ کہ اُنہوں نے کیا ہو اُس پر اُن کا کوئی بس نہ چلتا ہو اور یہی گمراہی بعید ہے۔

## دنیا کی ضرورت کی مثالوں میں امام کی ضرورت

عن ابی حمزة قال قال ابو جعفر علیہ السلام یا ابا حمزة یخرج احدکم فراسخ فیطلب لنفسه دلیلا وانت بطرق السماء اجهل منك بطرق الارض فاطلب لنفسك دلیلا۔ ابوحمزہ سے مروی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کہیں اور کسی فاصلہ تک جانا چاہتا ہے تو اپنی ضرورت سفر کے لئے ایک ایسے دلیل یا راہ نما کو اپنے ساتھ لیتا ہے جو اُس راستہ سے پوری واقفیت رکھتا ہو مگر تم تو زمین سے آسمان تک کا سفر کرنیوالے ہو اور راستوں سے بھی بالکل ناواقف ہو اس لئے تمہارا فرض ہے کہ اس سفر میں اپنے واسطے راہنما یا امام اختیار کرو کہ وہ تمہارے لئے اس راہ کو درست اور ہموار کرے۔

**ایضاً**۔ سمعت ابا جعفر علیہ السلام فی قول اللہ تبارک وتعالیٰ او من کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس فقال میتا لا یعرف شیئا ونورا یمشی به فی الناس اماما یاتم به کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها قال الذی لا یعرف الامام۔ سائل نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ وافی ہدایہ کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میتاً سے مراد وہ شخص ہے جو مشکل کے وقتوں میں کسی چیز کو نہیں پہچانتا ہے اور نوراً یمشی بہ فی الناس سے امام زمانہ مراد ہے کہ مشکل امور میں اُسکی اقتدا کریں اور ظن وقیاس کی پیروی نہ کریں اور جو ایسا کرتا ہے وہ شبہوں میں گرفتار ہے اور کسی وقت اُن سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یعنی جو شخص کہ اپنے امام کو نہیں پہچانتا ہے وہ ہمیشہ مشکل امور میں قیاس سے اجتہاد کرتا ہے اور وہ ہمیشہ شبہات کے پردوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔

## ائمۂ طاہرین واہلبیت معصومینؑ کے ذاتی مناقب ومراتب

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نحن مثانی التی اعطاها الله نبینا محمد اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن وجه الله نتقلب فی الارض بین اظهرکم ونحن عین الله فی خلقه ویده المبسوطة بالرحمة علی عباده لا عرفنا من عرفنا وجهلنا من جهلنا وامام المتقین۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہلبیت طاہرین مدلول مثانی جو خدائے سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا۔ اور ہم لوگ اُسکی ربوبیت کی راہوں کی تصدیق ہیں جو دنیا میں تمہارے ساتھ چلتے پھرتے ہیں اپنے صدق وکذب کی سہولت امتحان کی غرض سے نہیں بلکہ جو کچھ کہ اُسکی ربوبیت کی دلیل ہے وہی وجود امامت پر بھی دلیل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله۔ مشرق ومغرب سب خدا ہی کا عالم ہے۔ پس تم جس طرف منہ کروگے وہ خدا کی راہ ہی کی طرف دلالت کریگا۔ اسی طرح تمام روئے زمین امام کے زیر حکم ہے کیونکہ وہ تمام اہل زمین پر اس وجہ سے حجت خدا ہے کہ خدا کے لوگ خلاف وپیروی ظن نہ کریں کہ وہ عین انکار ربوبیت رب المشارق والمغارب ہے اور ہم بندگان خدا پر خدا کی چشم رحمت اور دست کشادہ ہیں یعنی ہم خدا کی چشم رحمت اور دست الطاف ہیں۔ ان معنوں میں کہ اگر ہم میں سے کوئی روئے زمین پر نہ رہے تو تمام اہل زمین فنا ہو جائیں۔ اُسی نے ہم کو پہچانا ہے جس نے ہمارے مراتب کی قدر کی ہے۔ اور جسنے ہمارے مراتب کی قدر نہیں کی اُسنے امامت متقیان

کی قدر اور شناخت نہیں کی۔ مطلب یہ ہے کہ فاسقوں کے انکار سے ہم کو کوئی خوف نہیں ہے

**ایضاً** کنت عند ابی جعفر علیہ السّلام فانہ یقول ابتداء منہ من غیر ان اسألہ نحن حجّۃ اللہ ونحن باب اللہ ونحن لسان اللہ ونحن وجہ اللہ ونحن عین اللہ فی خلقہ ونحن ولاۃ امر اللہ فی عبادہ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے بغیر کسی کے پوچھے خود بیان فرمایا کہ ہم اہلبیت طاہرین و ائمۂ معصومین علیہم السلام حجت خدا ہیں۔ ہم دروازۂ راہ خدا ہیں۔ ہم زبان خدا ہیں۔ ہم راہِ خدا ہیں ہم چشم خدا ہیں خلائق خدا کے لئے اور ہم متولیان حکم خدا ہیں خلائق کے لئے یعنی آمر احکام قرآن مجید۔

**ایضاً** عن ابی جعفر علیہ السلام قال سألتہ عن قول اللہ عزّ وجلّ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون قال ان اللہ اعظم واعزّ واجلّ وامنع عن ان یظلم ولکنّا خلطنا بنفسہ فجعل ظلمنا ظلمہ ولا یتنا ولایتہ حیث یقول انّما ولیّکم اللہ ورسولہ والّذین اٰمنوا یعنی الائمّۃ منّا ثم قال فی موضع اخر وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون ثم ذکر مثلہ۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سورۂ بقر کی اس آیت کے معنی میں خدا پر ظلم کئے جانے سے کیا مراد ہے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند سبحانہ وتعالےٰ اس سے زیادہ عزیز۔ بزرگ تر اور ممتنع تر ہے کہ کسی حال میں وہ مظلوم ہو یعنی اُس پر ظلم کیا جاسکے۔ عام اس سے کہ کسی نے ایسا وہم کیا ہو اُسکا دفع کر دینا ضروری ہے۔ مطلب یہ ہو کہ جناب باری عزّ اسمہ نے اس آیہ میں اپنے نفس کے ساتھ ہم لوگوں (ائمۂ معصومین علیہم السلام) کو مراد لیا ہے اس طرح کہ اُسنے اپنے ظلم کو ہمارے ظلم کے ساتھ نسبت دی ہے اور اپنی محبت کو ہماری محبت قرار دیا ہے جیسا کہ انّما ولیّکم اللہ سے ثابت ہے۔ مراد اس سے ہم اہلبیتؑ ہیں۔

**ایضاً**۔ سمعت اباجعفر علیہ السّلام یقول لعلم علمان نعلم عند اللہ مخزون لم یطلع علیہ احد من خلقہ وعلم علمہ ملٰئکتہ ورسلہ فانہ سیکون لا یکذب نفسہ ولا ملٰئکتہ ولا رسولہ وعلم عندہ مخزون یقدم منہ مایشاء

امام محمد باقرؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ حوادث آیندہ پر خدائے سبحانہ کے دو قسم کے علم ہیں ایک محفوظ ہے جسکی اطلاع مخلوقات سے کسی کو نہیں ہے مثل ظہور قایم علیہ السلام۔ دوسری قسم علم وہ ہے جسکی تعلیم ملائکہ اور انبیائے مرسلین سلام اللہ علیہم اجمعین کو پہنچائی گئی تھی۔ پس ملائکہ جو کچھ انبیاء سے کہتے ہیں وہ سب درست ہے۔ وہ انبیاء سے جھوٹ نہیں کہتے اور وہ علم جو خدا سبحانہ وتعالےٰ کے نزدیک محفوظ ہے۔ ایسا ہے کہ اس سے وہ جس امر کو چاہتا ہے تقدیم کو پہنچاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تاخیر تک پہنچاتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے اُس سے ثابت کرتا ہے۔

**ایضاً** عن ابی جعفر علیہ السّلام قال لو ان الامام رفع من الارض ساعۃ لماجت باھلہا کما یموج البحر باھلہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایک ساعت کے لئے بھی امام زمانہ روئے زمین سے اُٹھا لیا جاوے تو نظام عالم میں ایسا اضطراب پڑ جائے جیسا کہ دریا اور اہل دریا میں حالت تموّج کے وقت سخت انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

**ایضاً** قال ابو جعفر علیہ السّلام یقول انّما یعرف اللّٰہ عزّوجلّ ویعبدہ من عرف اللّٰہ وعرف امامہ منّا اھل البیت ومن لا یعرف اللّٰہ عزّوجلّ ویعرف الامام منا اھل البیت فانّما یعرف ویعبد غیر اللّٰہ ھٰکذا واللّٰہ ضلالاً۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالےٰ کو اسماو صفات کے اعتبار سے پہچانا ہے وہ اُسکی عبادت کرتا ہے یعنی اللہ کو حقیقت میں وہی پہچانتا ہے اور وہی اُس کی عبادت کرتا ہے جو ذات الٰہی کو اُس کے اسماء وصفات واقعی کے ساتھ سمجھتا ہے اور ہم اہلبیت کو پہچانتا ہے یعنی شناخت امامت شناخت ربوبیت رب العالمین کے ساتھ لازم وملزوم ہے اور جس کسی نے ہم اہلبیت میں سے اپنے امام کو پہچانا اور خدائے تعالےٰ کو نہ پہچانا اُس نے غیر ذات خدا کو پہچانا اور اُسی کی عبادت کی اور وہ قسم خدا کی گمراہ رہے۔

**ایضاً** قال ابو جعفر علیہ السّلام نحن خزان علم اللّٰہ ونحن تراجمۃ وحی اللّٰہ ونحن الحجۃ اللّٰہ البالغۃ من دون السّمآء والارض۔

فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہم خزانہ دار ہیں علم خدا کے اور ترجمہ کرنے والے ہیں اُسکی وحی کے اور اُسکی حجت کامل ہیں اُن تمام چیزوں پر جو آسمان وزمین میں ہیں۔

**ایضاً** قال ابو جعفر علیہ السلام انا الخزان اللّٰہ فی سمآئہ وارضہ لا علی ذھب ولا علی فضۃ الّا علی علمہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم خدائے تعالےٰ کے خزانہ دار ہیں آسمان وزمین میں سونے چاندی پر نہیں بلکہ اُسکے علم پر۔

## ابو خالد کابلی کے سوال کا جواب

عن ابی خالد الکابلی قال سئالت ابو جعفر علیہ السّلام عن قول اللّٰہ عزّوجل فاٰمنوا باللّٰہ ورسولہ والنّور الّذی انزلنا قال یا ابا خالد النور واللّٰہ الائمۃ من اٰل محمّد صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم واللّٰہ نور اللّٰہ الّذی انزل وھم واللّٰہ نور اللّٰہ فی السّمٰوٰت وفی الارض۔

ابو خالد کابلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ نورانی ہدایہ کی نسبت پوچھا تو جواب میں ارشاد ہوا کہ قسم بخدا نور سے مراد ہم ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور قسم خدا کی وہی نور خدا ہیں جو اُسکی طرف سے فرو دکئے گئے ہیں اور وہی نور خدا ہیں زمین وآسمان میں جیساکہ سورۂ نور میں خدائے تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے اللّٰہ نور السّمٰوٰت والارض و فی مثل نورہٖ۔

## آیہ یوم ندعوا کلّ اُناس بامامھم کی تفسیر

عن ابی جعفر علیہ السّلام قال قال لما نزلت ھٰذہ الایۃ یوم ندعوا کلّ اناس بامامھم قال المسلمون یا رسول اللّٰہ الست امام الناس کلھم اجمعین قال فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلّم انا رسول اللّٰہ الی الناس اجمعین ولکن سیکون بعدی ائمۃ علی الناس من اللّٰہ من اھلبیتی یقومون فی الناس فیکذّبون ویظلمھم ائمۃ الکفر والضّلالۃ واشیاعھم فمن والاھم واتبعھم وصدقھم فھو منی ومعی وسیلقانی الّا ومن ظلمھم وکذبھم فلیس منّی ولا معی وانا منہ بریٔ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آیۂ نورانی ہدایہ نازل ہوا تو مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ واٰلہ

وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں تمام لوگوں کے لئے تا بقیامت رسول ہوں جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ لیکن میری اولاد میں سے امام ہونگے جو میری طرح خدا کی طرف سے معین ہونگے لیکن زمانہ کے گمراہ لوگ اُن کو دروغگو سمجھیں گے اور اُن پر اور اُنکے تابعین پر ظلم و سختی کرینگے۔ پس وہی لوگ مجھ سے ہیں اور وہی میرے ساتھ ہیں اور وہی ہمارے ساتھ بروز قیامت بہشت یا صراط کے مقام پر ہونگے۔ اور جن لوگوں نے اُن پر اور اُن کے متبعین پر ظلم و سختی کی پس وہ لوگ مجھ سے نہیں ہیں اور نہ وہ میرے ساتھ ہیں اور میں اُن سے جدا ہوں۔

## حضرت زید ابن علی ابن الحسین علیہما السلام کو موعظت

ان زید ابن علیؑ بن الحسینؑ دخل علی ابی جعفر محمد بن علی علیہما السّلام ومعہ کتب من اهل الکوفة یدعونہ فیها الی انفسهم ویخبرونه باجتماعهم ویامرونه بالخروج فقال له ابو جعفر علیه السّلام هذه الکتب ابتداءٌ منهم او جواب ما کتبت به الیهم ودعوتهم الیه فقال بل ابتداء من عرفتهم بحقنا وبقرابتنا من رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم ولما یجدون فی کتاب الله عزّ وجلّ من وجوب مودّتنا وفرض طاعتنا ولما نحن فیه من الضیق والضنک والبلاء فقال له ابو جعفر علیه السّلام ان الطاعة مفروضة من الله عزّ وجلّ وسنة امضاها فی الاولین وکذٰلک یجریها فی الاٰخرین والطاعة لواحد منا والمودة للجمیع وامر الله یجری لاولیائه بحکم موصول وقضاء مفصول وحتم مقضی وقدر مقدور واجل مسمّی لوقت معلوم فلا یستخفنک الذین لا یوقنون انهم لن یغنوا عنک من الله شیئاً فلا تعجل فان الله لا یعجل بعجلة العباد ولا تسبقن الله فتعجزک البلیة فتصرعک۔ فغضب زید عند ذٰلک ثم قال لیس الامام منا من جلس فی بیته وارخی ستره وثبط عن الجهاد ولکنّ الامام من منع حوزته وجاهد فی سبیل الله حق جهاده ودفع عن رعیته وذب عن حریمه فقال ابو جعفر علیه السلام هل تعرف یا اخی من نفسک شیئاً مما نسبتها الیه فتجیء علیه بشاهد من کتاب الله او حجة من رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم او تضرب به مثلاً فان الله عزّ وجلّ احل حلالاً وحرم حراماً وفرض فرائض وضرب امثالاً وسن سنناً ولم یجعل الامام القائم بامره فی شبهة فیما فرض له من الطاعة ان یسبقه بامر قبل محله او یجاهد فیه قبل حلوله وقد قال الله عزّ وجلّ فی الصید ولا تقتلوا الصید وانتم حرم افقتل الصید اعظم ام قتل النفس التی حرم الله وجعل لکل شیء محلاً وقال عزّ وجلّ واذا حللتم فاصطادوا وقال عزّ وجلّ لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام فجعل الشهور عدّة معلومة فجعل منها اربعة حرماً وقال فسیحوا فی الارض اربعة اشهر واعلموا انکم غیر معجزی الله ثم قال الله تبارک وتعالیٰ فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم فجعل لذٰلک محلاً وقال لا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله فجعل لکل شیء محلاً ولکل اجل کتاباً فان کنت علی بیّنة من ربک ویقین من امرک وتبیان من شانک فشانک والا فلا ترومن امراً انت منه فی شک وشبهة ولا تتعاط زوال ملک لم ینقض اکله ولم ینقطع مداه ولم یبلغ الکتاب اجله فلو قد بلغ مداه وانقطع اکله وبلغ الکتاب اجله لانقطع الفصل وتتابع النظام ولاعقب الله فی التابع والمتبوع الذل والصغار اعوذ بالله من امام ضل عن وقته

فکان لیس فیه اعلم من المتبوع اترید یا اخی ان تحیی ملۃ قوم قد کفروا بایات اللہ وعصوا رسولہ واتبعوا اھواءھم بغیر ھدی من اللہ وادعوا الخلافۃ بلا برھان من اللہ ولا عھد من رسولہ اعیذک باللہ یا اخی ان تکون غدا المصلوب بالکناسۃ ثم ارفضت عیناہ وسالت دموعہ ثم قال اللہ بیننا وبین من ھتک سترنا وجحدنا حقنا وافشی سرنا ونسبنا الی غیر جدنا وقال فینا ما لم نقلہ فی انفسنا۔

زید ابن علی ابن الحسین علیہما السلام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے پاس اہل کوفہ کے خط تھے۔ جن میں اہل کوفہ نے زید کو بلایا اور اطلاع دی تھی کہ لشکر یہاں جمع ہیں اور فرمائش کی تھی کہ آپ بنی امیہ پر خروج کریں جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے مضامین خطوط کو ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ ان خطوط کے مضامین سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ہمارے اُن حقوق اور اطاعت حاصل کرنے کی کوششوں میں نئی ایجادیں کی ہیں۔ جن کو وہ کتاب خدائے عزّوجل میں واجب الادا پاتے ہیں اور ہماری تنگی سختی اور بلا کی حالتوں پر موثر ہوئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تمامی خلائق کے لئے خدا کی طرف سے امام زمانہ کی اطاعت فرض کی گئی ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جو امتہائے سابق میں جاری تھا اس امّت میں بھی جاری رکھا گیا ہے مگر یہ اطاعت اُس شخص کے لئے ہے جو رسول ہو یا وصی رسول ہو۔ نہ ہر شخص کے لئے۔ اس امت میں یہ اطاعت ایک فرد واحد اور مخصوصہ کی فرض ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت میں قریب ہو اور اُس پر ذوی القربےٰ کا صحیح اطلاق ہوتا ہو مگر دوستی تمام قرابتمندان رسول کی تمام خلائق پر لازم ہے۔ پس حکم خدا اپنے اولیاء (ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین) کے لئے تسلط ظالمین کے زمانہ میں صبر و تقیہ کے واسطے نافذ ہو چکا ہے (یعنی تمام ائمہ امام حسین علیہ السلام کے بعد سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام گیارھویں امام تک صبر و تقیہ پر مامور ہیں اور اُن میں سے کوئی مستثنےٰ نہیں ہے) یہ حکم خدا کا حکم موصول ہے اور ایسا ناطق ہے جسکی قطع و فصل نہیں ہوسکتی اور جس الزام اور تدبیر کے ساتھ جس مدّت یا جس وقت تک یہ انتظام کر چکا گیا ہے جسکا علم باری تعالےٰ سبحانہ کو ہے۔ پھر اُس میں رجوع نہیں ہوسکتی۔ اے زید کہیں یہ جماعت تمہیں بُنک عقل (بیوقوف) نہ بنائے۔ جو ربوبیت رب العالمین پر کامل یقین ہی نہیں رکھتی۔ یعنی وہ خدا کو صاحب کل اختیار اور ہر چیز کا مالک تو نہیں جانتی ہے مگر تمام امور اپنی خود رائی اور طلب دنیا کی غرض سے کرتی ہے۔ سمجھ لو کہ یہ لوگ تم سے اُس عذاب الٰہی کو دور نہیں کرسکتے جو قیامت میں تمہیں پیش آئیوالا ہے۔ یعنی اس الزام کا خدا کے سامنے تمہارے پاس کیا جواب ہے کہ بغیر استحقاق امامت کے تم نے خروج کیا۔ پس تم کو لازم ہے کہ قبل ازوقت کام نہ کرو۔ کیونکہ خدائے سبحانہ و تعالےٰ کبھی پیش ازوقت کوئی کام نہیں کرتا۔ اور کسی چیز کی تعجیل میں خدا کے حکم پر سبقت نہ کرو۔ نہیں تو سختی تمہیں عاجز کر دیگی اور آخر میں تم کو گرا دیگی۔ امام علیہ السلام کے یہ کلام ہدایت التیام سُنکر زید کو سخت طیش آیا اور ان معنوں میں کہ اُن کا ایما یہ تھا کہ تم امام نہیں ہو بلکہ ہم امام ہیں اسلئے کہ خروج بالسیف بھی منجملہ شروط امامت کے ایک شرط خاص ہے کہ وہ مجھ میں ہے اور کہنے لگے کہ ہم اہلبیت میں وہ شخص امام نہیں ہے جو اپنے گھر میں پردے چھوڑ کر بیٹھا رہے اور جہاد سے کراہت کرے اور ترک جہاد کا حکم کرے۔ ہاں ہم اہلبیت میں سے وہ شخص امام ہے کہ اپنے ملک کی ضرورت کی حفاظت کرے اور راہ خدا میں ایسا جہاد کرے جو جہاد کرنے کا حق ہے اور رعیت سے ضرر کو دفع کرے اور اپنی ذاتی مضرتوں کی حفاظت عمل میں لاوے۔ یہ سُنکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اے بھائی۔ تم اپنے علم واعتقاد کی روسے اپنی ذات میں اُن صفات کو پاتے ہو جو خواص امام میں داخل ہیں جنکی وجہ سے تم اپنی ذات کو امامت کے لایق سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو اپنی اُن صفات کا ثبوت نصوص الٰہی یا حدیث رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روسے دو۔ یا اپنی صفات کی مثال کسی امت سابقہ میں دکھلادو کہ ان صفات کا آدمی بھی کسی زمانہ میں امام ہوا ہے یعنی ایسا شخص جو احکام الٰہی سے جاہل ہو اور اجتہاد کرے۔ یا اتنا ہی ثابت کرو کہ جس نے خروج بالسیف نہیں کیا وہ امام نہیں ہوسکتا۔ یا یہ کہ پہلے امام نہیں تھا لیکن خروج بالسیف کرنے سے وہ امام ہوگیا۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہمارے اور تمہارے والد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام امام نہیں تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی قبل نزولِ حکمِ جہاد امام امت نہیں تھے۔ کیونکہ وہ بھی غار میں بخوف دشمنان پوشیدہ ہوئے تھے اور اسکو یوں سمجھ لو کہ امام تو تمام روئے زمین کا ہوتا ہے پھر کیا وجہ کہ تمام رسولوں نے جہاد نہیں کیا۔ بھائی ایسی مثالیں انبیاء و اوصیائے سابقین میں بےشمار موجود ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے جنس حلال کو حلال اور جنسِ حرام کو حرام کیا ہے اور چند امور کو فرض گردانا ہے اور ائمۂ حق اور ائمۂ باطل کی مثالیں دکھلادی ہیں اور اُس نے امام حق کو جسے امر امامت کیلئے قائم کیا ہے غیروں کے تشابہ اور مشابہت سے بالکل محفوظ رکھا ہے (یعنی ایسے امام کی مثال کبھی اُن لوگوں کے ساتھ نہیں دیجاسکتی جو اختلاف اور پیروی ظن کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ امام مجتہد نہیں ہوسکتا) تاکہ وہ خدا کے کاموں اور خدا کی راہوں میں قبل اسکے کہ اُسے اختیار اجتہاد حاصل ہو اُسپر سبقت حاصل کرے۔ اب دیکھو کہ سورۂ مائدہ میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اب تم ہی کہو کہ جانوروں کی جان افضل ہے کہ انسان کی جسکو خدا نے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ فرماکر محترم فرمایا ہے۔ خدا نے تمام چیزوں کے لئے ایک جگہ اور ایک موقع قرار دیا ہے چنانچہ اُسی سورۂ مائدہ میں یہ حکم دیتا ہے کہ جب احرام سے باہر آؤ تو شکار کرو اور پھر اُسی سورۂ مائدہ میں یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ۔ ایمان لانے والے لوگو شعائر اللہ کی ترک حرمت نہ کرو کہ جن کی حرمت کرنے کا تمکو حکم دیا گیا ہے۔ یعنی خدا نے بارہ مہینے پیدا کئے لیکن اُن میں سے صرف چار مہینوں کی حرمت کا حکم دیا ہے جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ اور پھر سورۂ توبہ میں فرماتا ہے کہ چار مہینوں میں اے مشرکین خوب سیر کرلو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ تم خدا کے عاجز کرنیوالے ہو یعنی یہ امور ضرورت وقتی کے اعتبار سے متعلق بہ حکمت الٰہی ہیں۔ نہ امام زمانہ کے عجز کی وجہ سے۔ پھر اُسی سورۂ توبہ میں فرماتا ہے۔ پس جبکہ ماہ ہائے حرام گزر جائیں تو اے ایمان والو قتل کرو مشرکین کو جہاں کہیں پاؤ۔ پس اے بھائی اسی طرح جہاد کے لئے بھی ایک موقع اور محل ضروری ہے۔ اسی طرح صیغۂ نکاح تمسک کے لئے جیسا کہ سورۂ بقر میں خدا نے فرمایا ہے کہ جبتک عورت عدۂ وفات کی اندر ہے جب تک کہ وہ عدت سے باہر نہ آوے اُس سے نکاح نہ کرو۔ پس ایسے ہی خداوند عالم نے ہر چیز کے واسطے ایک وقت خاص مقرر کیا ہے پس اگر تمہارے پاس بھی کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے موجود ہے اُن کاموں کے لئے جو تمہیں درپیش ہیں تو تم ہرگز اپنے ارادوں سے جدا نہ ہو جیسا کہ امام حسین علیہ السّلام جہاد کے لئے اور اور ائمۂ ضلالت کی بطلان میں ہدایت فرمانے کے لئے مامور ہوچکے اور قتل کرڈالے گئے۔ اور اگر کوئی ایسی دلیل تمہارے پاس موجود نہیں ہے تو اُس کام کا ارادہ نہ کرو جس میں تمہیں خود شبہہ اور شک ہو اور اُن بادشاہوں کو اُن کی بادشاہیوں سے برطرف کرنیکی کوشش

تدکرہ کہ اُنکا حصّہ دولتِ دنیا میں ابھی پورا نہیں ہوا ہے اور اُنکی مدّت سلطنت ابھی تمام نہیں ہوئی ہے۔ پس جس وقت اُنکی مدّت تمام ہوجائیگی اور وہ وقت آجائیگا تو اُنکے باقیماندہ اعقاب بُریدہ ہوجائیں گے اور اُنکی سلسلہ وار رونق تمام ہوجائیگی۔ اور آخر کار اُنکی ماتحت اور قرابتدار قوم میں اُنکا کام تمام کردینگی اور اُنہی کے ہاتھوں وہ ذلیل اور پست ہوجائینگے۔ پس اے بھائی میں اپنی خدا سے اُس امام سے پناہ مانگتا ہوں جو اپنے فرائض کو آپ نہ جانتا ہو اور اپنی رعیت سے اُسکی نسبت سوال کرتا ہو تو ایسی حالت میں اُمّت اپنے امام سے دانا تر ثابت ہوتی ہے۔ کیا اے بھائی تم نے قصد کرلیا ہے اُن طریقوں کی تجدید کرنیکا جو سراسر خدا کی آیات محکمات کے خلاف ہیں اور تمنے اُنکا طریقہ اختیار کرنا چاہا ہے جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اختلاف کیا ہے اور اپنی خود رائی اور اجتہادی کی بغیر نصِّ خدا کے خواہش کی ہے۔ اور جن لوگوں نے خلافت جنابِ رسول صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بغیر کسی دلیل کے دعوے کیا ہے۔ پس میں تمکو اے بھائی۔ خدا کو درمیان دیکر نصیحت کرتا ہوں۔ اتنا فرماکر امام محمد باقر علیہ السلام چُپ ہوگئے اور آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ چونکہ زید کے معاملات جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوئے بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد میں ہوئے اِس لئے آپ کو اُنکے حالات پر افسوس آیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خدائے سبحانہ و تعالےٰ ہمارے اور اُس جماعت کے درمیان حاکم اور فیصلہ کنندہ ہے جنھوں نے ہمارے حقوق کا انکار کیا ہے اور ہمارے رازوں کو فاش کیا ہے اور ہماری نسبت اُن امور کو مشہور کردیا ہے جنکا خیال بھی کبھی ہمارے نفوس میں نہیں آتا یعنی اُن لوگوں کی حرکات سے عموماً سب لوگوں کا ہماری طرف شبہہ ہوتا ہے کہ ہماری نیت خروج کرنے کی ہے حالانکہ ہمارے دل میں کبھی اسکا ارادہ نہیں ہے۔

کہاں ہیں مرزا حیرت اور اُنکے معتقدین۔ جو عیاذاً باللہ۔ ائمہ اثنا عشریہ بغاوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ تعصب اور نفسانیت کے راستوں کو تھوڑی دیر کی خاطر قدسی آثر میں کہیں اِن باتوں کا نشان بھی پایا جاتا ہے۔ بلکہ اسکے برعکس ان لوگوں کو جو ان حرکتوں پر اقدام کرتے تھے اُنکو حتے المقدور پوری فہمائش کے ساتھ ہر قسم کی دینی اور دنیاوی مضرت دکھلاکر منع کیا جاتا تھا اور روکا جاتا تھا۔ ایسے امتناعی حکم کے مقابلہ میں اُنہی کی طرف ان امور کا الزام لگانا مرزا حیرت کا خاص اُلٹا فلسفہ ہے۔ اگرچہ گندہ لگر اپنا وبندہ کا معاملہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے من گھڑت اصول کی ترویج حصول دُنیا کے لالچ۔ اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت و عداوت یہ سب کچھ کرا رہی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون و بئس ما یشترون۔

## روضۃ الصفا اور امام محمد باقر علیہ السلام کے اقوال

فرمود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بخدا سوگند کہ ما خازنان خدائیم در آسمان و زمین نہ بزر و نقرہ بلکہ بر علم او خازنیم کہ علم حق ما میدانیم۔

ایضاً۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمود کہ مردم بجہت آن کینہ و عداوت با ما میورزند کہ ما اہلبیت رحمتیم و شجرۂ نبوت و معدن حکمت و جائے فرشتگان و محل فرود آمدن وحی۔

ایضاً۔ بلائے مردم بر ما عظیم است و از خلائق در سخت بلیتیم اگر ایشان را می خوانیم اجابت نمی کنند و اگر ترک ایشان می گیریم از غیر ما راہ بجائے نمی برند۔

اپنے قیاس پر اعتبار کرنیوالے اور اپنے اجتہاد ظنی کی تقلید کرنیوالے حضرت امام علیہ السلام کے اس کلام صداقت التیام
کی عظمت اور جلالت کو عبرت اور غیرت کی آنکھوں سے دیکھیں اور سمجھیں کہ قول امام ایسا ہوتا ہے اور شان امام یہ ہوتی ہے۔
باوجودیکہ زمانہ کا زمانہ آپکی عقیدت۔ ارادت اور متابعت سے بالکل علٰحدہ اور رو گردان ہے اور اپنی کسی امر میں آپکی متابعت
اور تقلید کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا مگر امام علیہ السلام ہیں کہ اُنکی اتنی بے التفاتی اور ناتوجہی اور اپنی بے قدری اور کس مپرسی
کی موجودہ حالتوں میں بھی جب وہ کسی مشکل سے مشکل دقتوں میں چاروں طرف سے مایوس ہو کر آپکے ارشاد اور ہدایت کے
محتاج ہوتے ہیں تو آپ اُنکی ہدایت اور ہر طرح کی استمداد و اعانت پر آمادہ اور مستعد ہو جاتے ہیں جیسا کہ آپکے اس فقرہ سے
کہ اگر ترک ایشاں می گیریم راہ بجائے نمی برند۔ پورے طور پہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس حجۃ اللہ کو اعزان بیدردوں پر رحم آہی جاتا
ہے۔ کیوں نہو خاصان خدا اور برگزیدان بارگاہ رب العلا کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا مقتضا ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔
اور یہ عام انسانی عادات اور فطرت سے قطعی محال ہے۔

**ایضاً**۔ ما خازنان علم خداوندیم۔ ما والیان امر حقیتیم و حدائے سبحانہ اسلام را بما میا فریدہ کہ علم خدا کسے را دوانیست الآمارا۔
**ایضاً**۔ فرمود کہ سخن ما دشوار باشد۔ مردم آنرا آسان فہم نکنند و احتمال آن نکنند مگر فرشتۂ مقرب یا نبی مرسل یا بندۂ کہ باری تعالیٰ
دل اورا امتحان کردہ باشد برائے ایمان۔ و اخلاص دانستہ باشد۔

**صاحب روضۃ الصفا** آپکے یہ کلام صداقت التیام نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ شرح کمالات و مناقب امام محمد باقر علیہ السلام
را مجلدے علٰحدہ باید و ایں مختصر احتمال آں نہ کند۔

**صاحب لسان الواعظین** آپکے وعظ و ارشاد کے متعلق یہ دلچسپ واقعہ اپنی معتبر کتاب میں درج فرماتے ہیں۔
ابی مریم نصاری کہ نام او عبد الغفار است میگوید کہ رسیدیم بخدمت امام محمد باقر علیہ السلام جمعے را از اصحاب او بخدمتش دیدم۔
در عرض کلام صحبت در اسلام آمد۔ من عرض کردم کہ کدام اسلام بہتر است حضرتؑ فرمود من سلم المؤمنون لسانہ ہر کہ
از دست و زبان او مومنین سالم باشند گفتم کدام خُلق بہتر است گفت صبر و واگزاشت گفتم کدام مومن کامل تر است۔ فرمود
کہ خُلقش بہتر باشد۔ گفتم چہ جہادے بہتر است۔ فرمود کہ ہر کہ اسپش را پے کنند و خونش را بریزند۔ گفتم کدام نماز بہتر است۔ فرمود آنکہ
قنوتش اطول است گفتم کدام صدقہ بہتر است۔ فرمود دوری از محرمات الٰہی۔ گفتم چہ می فرمائی در رفتن نزد سلاطین فرمود
نیک نمی بینم برائے تو۔ گفتم شاید بشام می روم و بہ نزد ابراہیم ابن ولید حاضر گردم۔ فرمود اے عبد الغفار رفتن نزد سلاطین
شخصے را بسوئے سہ چیز مائل می کند۔ محبت دنیا۔ فراموشی مرگ و قلت رضا بمقسوم خدا۔ گفتم اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم من عیال دارم و از رفتن آنجا ناچارم چہ برائے من نفع دارد۔ فرمود ترا بترک دنیا امر نمی کنم۔ بترک معاصی امر
می کنم پس دست مبارکش را بوسیدم و گفتم علم صحیح را نمی یابم مگر نزد شما۔

## یزید کناسی کے ایک سوال کا جواب

عن یزید الکناسی قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام کان عیسی ابن مریم علی نبیّنا و آلہ و علیہ السلام حین
تکلّم فی المہد حجۃ اللہ علی اہل زمانہ فقال یومئذ کان نبیّا حجۃ اللہ غیر مرسل اما تسمع لقولہ حین

قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔

مروی ہی یزید کناسی سی کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب عیسٰی ابن مریم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کیا اسی وقت سے اپنی اہل زمانہ کی لئی حجت خدا تھے جسوقت سے کہ وہ اپنے گہوارہ میں بولنے لگے تھے۔ آپنے اسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ جس دن سی درجۂ نبوت پر فائز ہوئے اسی دن سے حجۃ اللہ علی الخلائق معین ہوئے جیسا کہ خود آنجناب نے فرمایا کہ میں تو ایک بندۂ خدا ہوں۔ خدا نے مجھے اپنی کتاب عنایت فرمائی اور مجھ کو اپنا نبی گردانا۔ اور مجھ کو نماز و زکوٰۃ کی ادا کاری کی لئی وصیت فرمائی ہی

**فصل الخطاب میں** خواجہ محمد پارسا آپکے سلسلۂ ذکر میں تحریر فرماتے ہیں امام بارع مجمع جلالہ وکمالہ۔ آپ امام محدثین تھے یعنی آپ مجمع فضل و کمال تھے۔ آپ کے کلام صداقت التفام کی ذیل میں لکھتے ہیں ومن قولہ سلاح اللیام قبح الکلام **ایضاً**۔ یا بنی ایاک والکسل والضجر فانہما مفتاح کل شر

ہم نے اتنے متعدد اقوال فریقین کے معتبر ماخذوں سے بقدر ضرورت منتخب کرکے اپنی اس بحث میں جمع کر دئے ہیں جن کو پڑھکر اور سمجھ کر ہر شخص کامل طور سے سمجھ سکتا ہی اور یقین کر سکتا ہے کہ یہ حضرات باوجود اتنے مصائب اور مظالم اٹھانیکے بھی اپنے اُن فرائض کو جو منجانب اللہ خاص طور پر تفویض فرمائے گئے تھے کس خوبی اور کس احتیاط سے ادا فرماتے تھے اور اپنے ان فرائض کی اجرا اور ادا کاریوں کی مقابلہ میں وہ اپنی مخالف سلطنت کے دباؤ اور سطوت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے تھے اگرچہ زمانہ اور زمانہ والے اپنی شامت اور نکبت کی وجہ سی اُنکے ایسے نادر اور عدیم المثال وعظ اور پند و نصائح پر کوئی التفات اور توجہ نہیں فرماتے تھے مگر تاہم یہ اُنکی ناقدریوں اور بے التفاتیوں کو ملاحظہ فرماکر بھی بے دل نہیں ہوتے تھے۔ دین خدا کے پھیلانے اُسکے ارکان واحکام صحیحہ کے بتلانے اور سمجھانے میں اپنی ہمتیں نہیں ہارتے تھے اور نہایت اطمینان سی اپنی فرائض کو انجام دیتے تھے جو خدائے سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سی اُنکے سپرد کیا گیا تھا۔

ہم نے اس بحث میں خاصکر انہی مسائل کا ذکر کیا ہی جو اسلام میں بہت ہی مفید اور ضروری خیال کئی جاتی ہیں کیونکہ معرفت ذات الٰہی۔ توحید۔ تنزیہ۔ رسالت۔ امامت وغیرہ وغیرہ اسلام کے خاص مسائل ہیں جو سابق شریعتوں میں اپنی حدود تک نہ سمجھے جانے کی وجہ سی نامکمل رہ گئی تھی انکو کمال تک پہنچانا اسلام کا مخصوص حصہ تھا۔ اب چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان مسائل کی صحیح بتلانیوالوں کی طرف سی دنیا اور اہل دنیا کے کچھ رُخ ہی نہیں بلکہ قلوب بھی بدل گئے تھے اور طلب دولت اور حصول ثروت کی غیر متحمل خواہشوں میں ان مسائل کی تحقیق اور ان علوم کی تکمیل و تحصیل کی خیالوں کو ایکدم اپنے دماغوں سے نسیاً منسیاً کر چکے تھے اس وجہ سی امام زمانہ اور حجۃ اللہ عصر کا فرض تھا کہ وہ دین الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کی ان مٹتے ہوئی آثار کو زندہ اور تازہ کریں۔ اور صرف اسی غرض سی امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی زمانۂ امامت میں اپنی ان ارشاد و موعظت کی ذریعہ سی ان مسائل کی تعلیم امت نبویہ کو پہنچا دی اور اپنی فرائض منصبی کو وما علینا الا البلاغ کی آخر حدود تک پہنچا دیا۔

اس میں شک نہیں کہ ان ضروریات دینی کی آثار اہل دنیا کی قلوب سی مٹتے جاتی تھے اور انکی جگہ پر ظنیات اور قیاسات کی اثر پیدا ہو جاتی تھے اس لئی ان اعتقادات کی روک تھام آپکے لئی ضرور تھی۔ آپکی یہ تعلیم و ارشاد کچھ آپکے متابعین اور مخلصین کے دائرہ ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ فرقۂ مخالفین کے متقدمین محدثین نے بھی جو تابعین کے معزز اور مقتدر القاب سے آج تک

یاد کیے جاتے ہیں۔ آپکے فیضان علوم سے برابر مستفیض ہوئے ہیں اُن میں سب سے پہلے تو امام اعظم ابو حنیفہ۔ نعمان ابن ثابت کوفی ہیں جو طریقہ حنفیہ کے مقتدا اور پیشوا ہیں اور اہل اسلام میں سب سے زیادہ لوگ انہی کی تقلید کرتے ہیں۔ امام صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا وہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت سے جیسا کہ عام طور سے تمام اسلامی تاریخوں میں انکی تحصیل علوم کے متعلق پایا جاتا ہے چنانچہ مولوی شبلی صاحب نعمانی سابق پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ بھی اس امر کا اعتراف سیرۃ النعمان اور المامون میں نہایت فخر و مباہات کے ساتھ کرتے ہیں۔ فمن شاء فلیرجع الیہ۔

علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامۃ میں قاضی ابو یوسف کی اسناد سے امام ابو حنیفہ کے ایک سوال کے جواب کو لکھتے ہیں۔ اُنکی اصلی عبارت یہ ہے۔

قال ابو یوسف قلت لابی حنیفۃ لقیت محمد ابن علی علیہ السلام قال نعم سألتہ یوما اراد اللہ المعاصی فقال افیعصی اللہ قہرا قال ابو حنیفۃ فما رائت جوابا افخم (تذکرۃ خواص الامۃ)

ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا کہ آپ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہاں میں نے اُن سے ایک بار پوچھا آیا خدا معاصی کا ارادہ کرسکتا ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کام کہ آدمی معاصی سے کرتا ہے وہی کام خدا بالعوض اُس معاصی کے قہر سے کرسکتا ہے۔ ابو حنیفہ کہنے لگے کہ میں نے آج تک کوئی جواب اس جواب سے بڑھکر شاندار نہیں دیکھا ہے۔

**صاحب کتاب ارجح المطالب** صاحب ارشاد کا یہ قول نقل کرتے ہیں لم یظہر عن احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والسیر والفنون والادب ما ظہر عن ابی جعفر محمد الباقر علیہ و آبائہ السلام۔

صاحب ارشاد کا قول ہے کہ جس قدر علم دین۔ سنن۔ علم القرآن۔ سیر اور فنون۔ ادب وغیرہ جناب ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئے ہیں وہ کسی سے بھی نہیں۔

علامہ سبط ابن جوزی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ذکر میں تحریر کرتے ہیں قال عطاء ابن واصل ما رائت العلماء عند احد اصغر منہم کعند ابی جعفر لقد رائت الحکم عندہ کان مغلوبا۔

عطاء ابن واصل کہتے ہیں کہ میں نے علماء کو از روئے علم کے کسی کے پاس اس قدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کے روبرو سمجھتے تھے میں نے حکم کو انکے سامنے مغلوب پایا ہے۔

**طبقات** میں امام ذہبی اُن لوگوں کی تفصیل میں جن لوگوں نے آپ سے اخذ علوم کیا ہے لکھتے ہیں وعنہ ابنہ جعفر الصادق علیہ السلام وعطاء ابن جریج وابو حنیفۃ والاوزاعی والزہری۔

ان لوگوں میں امام زہری اور ابو حنیفہ مخصوص وہ حضرات ہیں جنکی ذات پر سواد اعظم اہلسنت کی علم الحدیث وعلم الفقہ کا دارومدار منحصر ہے۔ امام زہری تو وہ ہیں جو علم الحدیث کے اوّل مدوِّن اور علم الفقہ کے متعلق جو امام اعظم کا مرتبہ ہے وہ میرے لکھنے کا محتاج نہیں سب کو معلوم ہے۔

افسوس آپکے اس اعلائے کلمۃ الحق اور اعلان صدق مطلق کو رفتہ رفتہ سلطنت نے اپنی قدیم اور مخالفانہ پالیسی کے خلاف سمجھا۔ اپنی ترقی اور استحکام سلطنت کے لئے مضر سمجھ کر آپکے آبائے طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی طرح آپکے وجود ذیجود سے جو خلوص اور ارادت کی آنکھوں میں عین نعمات الٰہی و برکات لامتناہی تھی دنیا کو خالی اور محروم کر دینے کی بہت فکریں عمل میں لائی جانے لگیں۔

آپ کے سبب وفات کی ابتدائی حالات میں ملا مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک سال ہشام ابن عبدالملک حج کی غرض سے مکہ میں آیا۔ اُس سال میں بھی اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ حج کو گیا تھا میں نے اُسی روز اُس مجمع عام میں بیان کیا۔

## مکہ معظمہ میں بروز حج امام جعفر صادق علیہ السلام کا خطبہ

میں اُس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براستی وصدق مبعوث برسالت کیا اور اپنا نبی بنایا اور ہمکو بہ سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرامی بنایا پس ہم برگزیدگان خلق اور پسندیدگان خدا ہیں اور روئے زمین پر خلیفۃ اللہ ہیں۔ پس وہ شخص سعادتمند ہے جو ہماری متابعت کرے اور جو شخص ہم سے مخالفت کرے یا دشمنی کرے وہ شخص شقی اور بدبخت ہے۔ ہشام کے بھائی نے یہ خبر ہشام کو پہنچائی مگر ہشام نے اس وقت اس امر میں کسی قسم کی تحریک کو مصلحت نہ سمجھا اور ہم سے کچھ بھی معترض نہ ہوا۔

## امام محمد باقر علیہ السلام کی دار السلطنت دمشق میں طلبی۔ آپ کا تشریف لیجانا

اس واقعہ کے بعد جب ہشام ابن عبدالملک اپنی تختگاہ شہر دمشق میں پہنچا تو اُس نے عامل مدینہ کو لکھ بھیجا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو مع اُنکے صاحبزادے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمارے پاس بھیجدو۔ اُسنے حکم کی تعمیل کی اور ان حضرات کو ہشام کے پاس بھیجدیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم دمشق میں پہنچے تو تین روز تک ہشام نے ہمکو اپنے دربار میں حاضر ہونیکی اجازت نہیں دی۔ چوتھے دن ہمکو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔ جب ہم اُسکے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی تخت شاہی پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی تمام لشکر کو اپنے یمین و یسار مسلح اور مکمل کرکے صف بستہ کھڑا کیا تھا اور وسط مکان دربار میں ایک تودہ تیر اندازی کا تیار کرایا تھا اور روسائے سلطنت اُس کے سامنے شرطیہ تیر لگاتے تھے۔

## امام علیہ السلام سے تیر اندازی کی فرمائش

میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں اُن سے پیچھے تھا۔ اتنے میں ہشام نے میرے پدر عالیمقدار سے کہا کہ آپ بھی ان لوگوں کے ہمراہ تیر لگائیں۔ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں اور اب مجھ سے تیر اندازی نہیں کیجاتی ہے۔ اگر مجھے اس وقت اس سے معاف رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ہشام نے کہا قسم اُس خدا کی جس نے مجھے اپنے دین اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے ممتاز فرمایا میں آپکو معاف نہ کرونگا۔ یہ کہکر مشائخ بنی امیہ میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی تیر و کمان انکو دیدو۔ اُس وقت اُس سے تیر و کمان لیکر ایک تیر چلہ کمان میں رکھا اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا وہ تیر وسط نشانہ پر لگا۔ پھر دوسرا تیر پہلے تیر کے مقابلہ پر اُس کے پیکان پر مارا۔ الغرض نو تیر یکے بعد دیگرے لگائے

کہ ہر تیر پہلے تیر کے پیکان پر پڑا اور اُسکو دو ٹکڑے کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ واقعۂ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد سے لیکر جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی چہل سالہ مدت چونکہ نہایت خاموشی اور سکوت کی حالت میں گزری اور آج تک اس طبقۂ کرام میں وہی خاموشی اور سکوت موجود تھا مگر ان غلط فہمیوں کا کیا علاج اور ان شبہوں کی کیا دوا ہو سکتی ہو کہ وعظ وارشاد کی خدمات بھی امرِ خلافت او سلطنت کے استحکام اور استحفاظ کے لئے صرف اس بنا پر مضر اور مخل سمجھی گئیں کہ ان وعظ و ارشاد کے ذریعے سے عموماً آدمیوں کا رجوع ان حضرات کی طرف ثابت ہوگا اور اُنکے قلوب کا میلان انکی جانب قائم ہو جائیگا جو ایک وقت اجتماع کثیر کی صورت پکڑ کر ان حضرات کو خروج کرنے اور فوج کشی پر آمادہ ہونیکی جرأت دلائیگا۔ اس بنا پر ہشام نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی روک تھام کی اور آپکے نظر بند کرنے کی فکر کی مدینہ سے شام بُلا بھیجا۔

اب دیکھو دنیا کے خود غرض اور مردان خدا کے کاموں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ہشام کی طلبی پر ذرا بھی پس وپیش نہ فرمایا اور بے خوف وخطر اُسکے دربار میں جا پہنچے۔ اگرچہ اُس خدا ناشناس نے اپنی اظہار سطوت اور آپکی منقصت کے خیال سے آپکو تین روز تک اپنے دربار میں نہیں بُلایا اور چوتھے دن بُلایا بھی تو ایک محض معمولی طور پر اور خصوصاً ایسے وقت میں جب وہ اپنے ایک معمولی لہو ولعب میں مشغول تھا مگر اس منقصت یا کسر شان کی غرض سے بالعوض اسکے کہ آپ سے ارشاد و ہدایات اور احکام دینیات کی نسبت سوال کرے امام علیہ السلام کو بھی اُسی شغل میں مصروف ہونیکی فرمائش کی جس میں وہ اور اُسکے حاضرین دربار پہلے سے مصروف تھے۔ ہشام امامؑ کی معرفت سے بالکل ناواقف تھا۔ اُسکے دماغ میں اتنی صلاحیت کہاں جو امام اور اُسکے کمال ذاتی وصفاتی کو معلوم کر سکے اُسکو تو حاضرین دربار کے سامنے آپکی منقصت بہر طور مرکوز خاطر تھی۔ عام اس سے کہ وہ کسی امر میں ہو۔ اُسنے سمجھ لیا تھا کہ امام بیچارے گھر کے بیٹھنے والے۔ تعلیم وارشاد کے آدمی۔ وہ کجا اور فن سپہ گری کجا۔ وہ کجا اور فن تیر اندازی کجا۔ مگر اُسکو کیا معلوم حجۃ اللہ زمانہ جو منجانب اللہ منصوص ہوتا ہے وہ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے علوم میں عوام الناس سے زیادہ دستگاہ رکھتا ہے۔ اور عام قوائے انسانی سے اُسکو دس حصے تمام قوتیں زیادہ عطا کیجاتی ہیں۔

بہر حال اتنا لکھکر ہم اپنے پہلے سلسلۂ بیان کو آگے بڑھاتے ہیں کہ جب ہشام نے فن تیر اندازی میں آپکا یہ کمال ملاحظہ کیا تو اُسکے ہوش وحواس اُڑ گئے اور بے اختیار ہوکر آپ سے کہنے لگا کہ اے ابو جعفرؑ تمنے کیا خوب تیر نشانہ پر لگائے ہیں۔ اس فن میں تم ماہر ترین عرب وعجم ہو یہ کیوں کہتے تھے کہ میں بوجہ ضعف کے اب قادر نہیں ہوں بعد اسکے وہ سخت نادم اور پشیمان ہوا۔ اور دیر تک سر جھکائے خموش بیٹھا رہا اور آپ اُسکے سامنے اُسی طرح کھڑے رہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جب ہمارے قیام کو زیادہ طول ہو گیا تو ہمارے والد نامدار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو بھی سخت طیش آیا اور آپ کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے تو اُس وقت آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آثار غضب آپ کی جبین سے ظاہر ہوتے تھے۔ ہشام نے آپکی اس کیفیت کو آپکے چہرہ سے مشاہدہ کر کے آپکو اپنے قریب بُلایا اور اپنی داہنی جانب آپکو اپنے تخت پر بٹھلایا۔ اور پھر مجھ کو (امام جعفر صادق علیہ السلام) بُلا کر بائیں طرف

تحفہ پیش کی دی اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ زیبا ہے کہ قبیلہ قریش ہمیشہ عرب و عجم پر فخر کریں کہ آپکے ایسا مرد بزرگ اُن میں موجود ہے۔ مجھے آپ آگاہ کریں کہ یہ فن تیر اندازی آپ کو کس نے تعلیم کیا ہے۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ صفت تمام اہل مدینہ میں شائع ہے اور میں نے بچپن میں چند روز یہ شغل کیا تھا جب سے آج تک پھر اتفاق نہیں ہوا۔ مگر اسوقت تمنے جب بہت اصرار کیا تو میں نے آج کمان اپنے ہاتھ میں اُٹھائی۔ ہشام کہنے لگا کہ ایسا تیر انداز میں نے آج تک نہیں دیکھا آیا آپکے یہ صاحبزادے بھی اس فن میں مثل آپکے ہیں۔

## امامت کے متعلق ہشام کے سوالوں کا جواب

امام محمد باقر علیہ السلام نے اُس کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہم اہلبیت رسالت کے علم و کمال اور اتمام نعمت کو خداوند عالم نے آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا عطا فرمایا ہے اور ہم میں سے ایک دوسرے سے میراث پاتا ہے اور دنیا ہرگز ہم سے خالی نہیں رہتی کہ ہم میں سے ایک کامل اُس میں نہ رہتا ہو۔ اور ہر امر میں سب لوگ اُس سے نیچے اور قاصر رہتے ہیں۔

جب آپ کا یہ کلام ہدایت انضمام سُنا تو ہشام کا رنگ سرخ ہو گیا اور نہایت غضبناک ہوا اور اُسکی داہنی آنکھ کج ہو گئی اور یہ اُس کے فرط غضب کی خاص علامت تھی۔ پھر ایک ساعت تک سر جھکائے رہا۔ اور خموش رہا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا اور کہنے لگا آیا ہمارا اور آپ کا نسب ایک نہیں ہے اور کیا ہم تم دونوں عبد مناف کے فرزند نہیں ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ مگر حق سبحانہ وتعالےٰ نے ہم کو اپنے اسرار مکنون سے مطلع اور حاملین علم سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ مرتبہ کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا آیا ایسا امر نہیں ہے کہ خدا نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شجرۂ عبد مناف سے تمام خلق کی طرف سفید و سیاہ پر مبعوث فرمایا پس یہ میراث آپ کے لئے مخصوص کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلائق پر مبعوث ہوئے ہیں اور خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے وللہ میراث السمٰوٰت والارض۔ پھر کس سبب سے میراث علم آپکے لئے مخصوص ہوئی۔ باوجودیکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ پیغمبروں سے نہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں خدائے سبحانہ وتعالےٰ نے اُس جگہ مخصوص فرمایا ہے جس جگہ اپنے رسول صلعم پر وحی نازل کی اور فرمایا لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ۔ اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ مخصوص گردانا تمکو اپنی علم سے اور اسی سبب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اپنی اُن اسرار سے مخصوص کیا کہ تمامی صحابہ سے وہ اسرار پوشیدہ رکھے گئے اور جب یہ آیہ نازل ہوا کہ وتعیہا اذن واعیہ یعنی یاد رکھتے ہیں اُسے گوشہائے ضبط کنندہ و نگاہدارندہ اُس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اُن اسرار کا گوش شنوا خدا تم کو دے اور اسی وجہ سے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام فرماتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار باب مجھے علم کے سکھلائے کہ اُسکے ہر باب سے ہزار باب اور کھلے۔ پس جسطرح تم لوگ اپنے بھید کو اپنے خاص لوگوں سے کہتے ہو اور غیروں سے چھپاتے ہو اُسی طرح ہمارے

نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے بھیدوں کو حضرت علی ابن ابیطالب سے کھولا اور غیروں کو اسکے لائق نہ جانا اسی طرح جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے اپنے اہلبیت میں سے کسی خاص شخص کو اپنا محرم راز قرار دیا اور آپسے اُسی کو یہ علوم و اسرار میراثاً میں پہنچے۔

ہشام نے اتنا سنکر کہا کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام تو اس کا دعوےٰ رکھتے تھے کہ وہ علم غیب جانتے ہیں حالانکہ خداوند عالم نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک نہیں کیا پس وہ کیسے یہ دعوےٰ کرتے تھے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر صلےٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل کیا اور جو کچھ کہ گزر چکا یا قیامت تک گزریگا اُس میں درج ہے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے وانزلنا علیک کتابا تبیانا لکل شی وھدای و موعظة للمتقین اور پھر ارشاد فرماتا ہے وکل شی احصیناہ فی امام مبین اور اس کے علاوہ خدا نے اپنے رسول صلعم پر وحی نازل فرمائی کہ جس غیب اور اسرار پر تمہیں ہم نے مطلع کیا اُس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کرو اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بعد اُن کے وہ قرآن کو جمع کریں اور متکفل غسل وکفن وحنوط آنحضرت صلعم ہوں اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حرام ہے تم پر اور میری ازواج پر کہ نظر کریں میری شرمگاہ پر بجز میرے اور میرے بھائی علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے کیونکہ علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو کچھ کہ میرے پاس ہے وہ اُسی کا مال ہے اور علی علیہ السلام پر لازم ہے کہ جو کچھ کہ مجھ پر ہے اور وہ میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدوں کا پورا کرنیوالا ہے پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ علی علیہ السلام میرے بعد کافروں سے تنزیل قرآن پر مقاتلہ کرینگے اور کسی صحابی کو بجز علیؑ کے قرآن کی تاویل جائز نہیں تھی اور اسی جہت سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حکم قضا میں در آثار بین مردم علی علیہ السلام ہیں۔ یعنی چاہیئے کہ وہی قاضی تم سب کے ہوں اور عمر ابن خطاب نے چندبار کہا تھا کہ علی علیہ السلام نہوتے تو عمر مارا جاتا۔ پس عمر نے گواہی علم آنحضرت کی دی اور کچھ لوگ منکر ہیں۔

یہ تقریر سنکر ہشام نے پھر اپنا سر جھکا لیا اور دیر تک سکوت اختیار کیا آخر اُسنے سر ندامت اُٹھا کر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ آپکی جو حاجت ہو وہ بیان کیجئے آپنے اُسکے جواب میں ارشاد کیا کہ میرے اہل وعیال میرے یہاں چلے آنے سے نہایت متوحش اور خوفناک ہیں۔ چاہتا ہوں کہ اگر مجھے گھر واپس جانیکی رخصت دیجائے۔ ہشام نے کہا کہ بہت اچھا۔ آج ہی آپ تشریف لیجائیں۔ یہ کہکر اُسی حضرت سے معانقہ کیا اور ہم سب اُسی وقت رخصت ہوکر اپنی فرودگاہ کو واپس آئے (جلاء العیون صفحہ ۲۵۱-۲۵۰)

ہم برابر دکھلاتے آئے ہیں کہ خاصان خدا اور برگزیدگان حضرت رب العلاء کو اعلاء کلمة الحق و اظہار صدق مطلق کی ضرورت کے وقت نہ کسی سلطان کی ثروت و اقتدار کا خوف ہوتا ہے اور نہ کسی کے جبر و اختیار کا۔ وہ خاصان خدا اور مجاہدان فی سبیل اللہ وکفی بربک ھادیا ونصیرا کی سچی بشارتوں پر یقین کامل رکھکر اپنی حجت وبراہین کو علے روس الاشہاد ارشاد فرما ہیں جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہشام کے شاہی تزک و احتشام اور اُسکے سلطانی سامان و انتظام نے امام علیہ السلام کی خاطر اقدس متاثر پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ اُسنے جو جو سوال کئے آپ نے اُسکے ایسے دنداں شکن اور

مسلت جواب دئے کہ پھر اُس کو زیادہ اصرار کی گنجائش نہیں رہی اور سوائے خموش رہجانے اور آپکو وہاں سے رخصت
دینے کے اور کچھ بن نہیں پڑا جیسا کہ اوپر سلسلۂ بیان سے کما حقہٗ ظاہر ہوا۔

## دمشق سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی واپسی۔ راہب کے سوالوں کا جواب اور اُسکا مشرف باسلام ہونا

جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی مراجعت کے حالات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ شام سے رخصت ہو کر شہر سے باہر نکلے تو ایک میدان میں بہت بڑا آدمیوں کا مجمع نظر آیا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رہبانوں اور قسیسوں کی جماعت اپنے عالم نصرانی کی زیارت کے لئے جمع ہوئی ہے جو سال میں ایک مرتبہ اس مقام خاص پر آکر اُن کو موعظت اور ہدایت کیا کرتا ہے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے روئے مبارک کو ردا سے اس وجہ سے چھپا لیا تھا کہ آپکو کوئی نہ پہچانے اور نصرانیوں کی جماعت کے ساتھ اُس کوہ پر چڑھ گئے جہاں اُس عالم نصرانی کا مقام تھا اور اُن کے مجمع میں بیٹھ گئے۔ جب تمام خلقت جمع ہو گئی تو وہ عالم نصرانی اسطرح باہر لایا گیا کہ بوجہ ضعف پیری اور نقاہت اعضاء کے اُسکو ہاتھوں ہاتھ تھامے تھے۔ اُس کے سن کے اعتبار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حواریون عیسےٰ علےٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے دیکھنے والوں میں تھا اور کبرسنی کی وجہ سے اُسکی بھویں اُسکی آنکھوں پر لٹک رہی تھیں۔ لوگوں نے اس حال سے اُسکو مجلس میں بٹھلایا جہاں اُسکے لئے ایک مسند پر تکلف بچھی ہوئی تھی۔ جب وہ عالم نصرانی بیٹھا اور اُس نے نظر اُس مجمع پر چاروں طرف دوڑائی یکایک اُسکی نگاہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام پر گئی۔ فوراً وہ آپ سے پوچھنے لگا کہ آپ ہم لوگوں میں سے ہیں یا امت مرحومہ کے لوگوں میں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امت مرحومہ محمدیہؐ سے ہوں (صلےٰ نبینا وآلہ وسلم) پھر اُس نے پوچھا کہ آپ جاہلین امت سے ہیں یا عالمین امت سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جاہلوں سے نہیں ہوں۔ یہ سُنکر اُس کو تردد ہوا پھر اُس نے پوچھا کہ میں سوال کروں یا آپ خود سوال کرینگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ تو ہی سوال کر۔
اُس نے کہا کہ ہم کو ایسے وقت کا نام بتلائیے جو نہ دن میں شامل ہو اور نہ رات میں داخل۔ آپنے اُسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ وقت بین الطلوعین ہے اور وہ وقت اوقات بہشت سے ہے اور وہ ایسا وقت ہے جس وقت بیماروں کو ہوش آجاتا ہے اور تمام درد ساکن ہو جاتے ہیں اور جس کو رات بھر نیند نہ آئی ہو اُسوقت نیند آجاتی ہے۔
نصرانی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر نصرانی نے کہا کہ تم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اہل بہشت نہ پاخانہ پھرتے ہیں اور نہ پیشاب کرتے ہیں۔ آیا اُن لوگوں کی نظیر دنیا میں بھی ہے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں دنیا میں اُن لوگوں کی نظیر اُن بچوں کی سی ہے جو اپنی ماؤں کے شکم میں رہتے ہیں کیونکہ جو کچھ وہ ماں کے شکم میں کھاتے ہیں اُسکا فضلہ جدا نہیں کرتے اور جو کچھ پیتے ہیں اُسکا پیشاب نہیں ہوتا۔
اب تو وہ نصرانی سخت پشیمان اور پریشان ہوا اور متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ تو کہتے تھے کہ ہم علمائے امت میں ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ میں جاہلین امت سے نہیں ہوں۔

اُس عالم نصرانی نے پوچھا کہ اچھا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشت کے میوے کھانے سے کم نہیں ہوتے آیا اس کی نظیر آپ دنیا کی کسی چیز میں دکھا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کی مثال چراغ کی ہے کہ اگر اُس سے سو ہزار چراغ بھی جلا لیئے جاویں تب بھی اُس چراغ کے نور میں کوئی کمی نہیں آئیگی۔

نصرانی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اُس نے پوچھا آپ ہمیں اُن دو بھائیوں کے احوال سے تو خبر دیجئے جو دنیا میں توأم پیدا ہوئے اور ساتھ ہی فوت ہوئے۔ مگر ایک کی عمر ۵۰ برس کی ہوئی اور دوسرے کی ڈیڑھ سو برس۔ آپ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ عزیزا اور عزیر پیغمبر صلے اللہ علے نبینا وآلہ وعلیہما السلام تھے۔ یہ دونوں بزرگوار دنیا میں ایک روز پیدا ہوئے اور ایک ساتھ ایک ہی دن رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے تیس برس تک یہ دونوں حضرات حی القائم رہے بعد تیس برس کے خداوند تبارک وتعالےٰ نے عزیرؑ کو مار ڈالا اور سو برس کے بعد پھر زندہ فرمایا۔ اور وہ حضرت پھر اپنے برادر مقدس کے ساتھ بیس برس تک زندہ رہے اور پھر ایک ہی روز انتقال فرمایا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے یہ کلام صداقت التیام سُنکر اُس عالم نصرانی کے تو ہوش وحواس اُڑ گئے اور وہ زمین پر گر پڑا حضرت نے وہاں سے مراجعت فرمائی۔ اتنے میں اُسکو ہوش آیا تو وہ آپ کے پیچھے چلا اور آپکے قریب جاکر پوچھنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے۔ آپنے فرمایا محمدؑ۔ اُس نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں اُن کا نواسا ہوں۔ اُس نے کہا کہ آپ کی مادر گرامی کا کیا نام ہے۔ آپ نے جواب دیا فاطمہ علیہا السلام۔ اُس نے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا علیؑ علیہ السلام۔ نصرانی نے کہا کہ آپ ایلیا کے صاحبزادے ہیں جن کو زبان عربی میں علیؑ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اُس نے پوچھا کہ آپ شبرؑ ہیں یا شبیرؑ۔ آپ نے فرمایا کہ میں شبیر کا بیٹا ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ عالم نصرانی امام علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہشام کی بار دگر بدعنوانیاں

اس واقعہ کے پورے حالات مشاہدہ کرنے کے بعد تمام اہل شام پر آپ کے ارشاد وہدایت کا ایک عجیب اثر پیدا ہوا اور اس کی مفصل کیفیت ہشام کو معلوم ہوئی تو اُس کو سخت تردد پیش ہوا اور اُس نے آپ کو پھر واپس بلالیا اور ظاہری خاطر ومدارات کے حیلوں سے آپ کو نظر بند کرنا چاہا۔ مگر اس نظر بندی کی حالت میں بھی خلائق کا رجوع آپ کی طرف مشاہدہ کرکے آپ کو مدینۂ طیبہ زاد اللہ شرفا کی طرف فوراً رخصت کردیا مگر تاہم بمصداق اینکہ

نیش عقرب نہ از پئے کین است　　مقتضائے طبیعتش این است

وہ آپ کے تبحر علمی اور کمالات کو دیکھکر اپنے ظاہری اور خود نما آثار کے قائم رہنے کی وجہ سے بہت متردد ہوا اور اُسی وقت سے آپ کی ہلاکت کی فکریں کرنے لگا جو عنقریب بیان ہونگی۔

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور اہل مداین

ہشام سے ان حضرات عالی درجات کی مراجعت کے وقت ہشام نے اپنی مخالفت اور نفسانیت کی وجہ سے تمام بیرونجات میں اپنے احکام علے الاعلان جاری کرادئے کہ ان لوگوں (امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام) کو نہ کوئی شخص اپنے گھر مہمان رکھے اور نہ انکے ہاتھ کوئی سودا بیچے کیونکہ یہ لوگ اولاد ابوتراب سے دو ساحر ہیں۔ ایک کا نام محمدؑ ابن علیؑ ہے اور دوسرے کا نام جعفرؑ ابن محمدؑ ہے۔ (معاذ اللہ)

مہمان کشی اور دعوت میں عداوت تو بنی امیہ کے لازمۂ فطرت میں داخل ہے۔ جن لوگوں نے تاریخی دنیا کی سیریں کی ہیں اور ان واقعات پر عبور کامل رکھتے ہیں اُنکو معلوم ہے کہ بنی امیہ اور ہاشم کی عداوت بھی حجاج کی دعوت ہی سے شروع ہوئی ہے اور جسکی انجام دہی میں۔ بنی امیہ کو ہاشم مرحوم کے مقابلہ میں پوری زک اور ہزیمت اُٹھانی ہوئی (دیکھو تاریخ طبری جلد ...)
بہرحال اتنا لکھکر ہم اپنے قدیم سلسلۂ بیان پر آجاتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب شہر دمشق سے نکل کر شہر مدائن میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ہم سے ایک بار قطعی تنفر ظاہر کیا اُن کی نفرت اور کج خلقی اور بد سلوکی کی یہ حالت تھی کہ جس دروازے پر ہم پہنچتے تھے وہ گھر والا ہم کو دیکھکر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیتا تھا۔ اور کھانا پینا دینا کیسا اور مہمانی و ضیافت کیسی ہم کو کوئی چیز قسم آذوقہ سے بقیمت دینے پر بھی راضی نہیں ہوتے تھے غرض ہم لوگ اُس شہر کے اِس سرے سے لیکر اُس سرے تک ہو آئے مگر کسی شخص نے ہمارے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا۔ کسی نے کوئی چیز نہ ہمارے ہاتھ بیچی اور نہ ہم کو اپنی طرف سے دی۔ یہانتک کہ ہم کو اپنے گھر میں اُترنے بھی نہیں دیا۔ ہمارے ہمراہی خادموں اور ملازموں نے اُن سے بہت منت و لجاجت کی اور اُنکو بہت سمجھایا کہ ہمکو وہ رات کی رات اپنے کسی مکان میں رہنے دیں اور کھانے پینے کی چیزیں ہم سے قیمت لیکر دیں۔ مگر تاہم وہ ذرا بھی شنوا نہ ہوئے۔ بلکہ اس منت و سماجت کے عوض میں جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام پر (معاذ اللہ) لعنت کرنے لگے۔

اُن لوگوں کی یہ شقاوت دیکھکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہشام کے آدمیوں نے تم سے جیسا کہا ہے ہم ویسے ہی ہیں اور حقیقت میں ہم لوگ ساحر ہیں جیسا کہ تم لوگوں سے کہا گیا ہے۔ تاہم تمہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تمہارے مذہب اسلام میں تو اہلِ ذمہ اور اہلِ جزیہ سے بھی لین دین کے معاملات جائز ہیں۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ تم لوگ تو اہلِ ذمہ سے بھی زیادہ بڑے ہو کیونکہ وہ لوگ تو جزیہ ادا کرتے ہیں اور تم لوگ تو کچھ بھی نہیں دیتے۔ اُن لوگوں کا یہ جواب سُنکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو غصہ آیا۔ آپ نے اُنکو تو کچھ جواب نہ دیا۔ وہاں سے آگے بڑھے اور اُس پہاڑ پر چڑھ گئے جو اُن کے شہر کی طرف واقع تھا اور ایک بار اپنے گوش مبارک میں اُنگلیاں دیکر یہ آیۂ وافی ہدایہ جو حضرت شعیب علے نبینا و آلہ و علیہ السلام کے ذکر میں نازل ہے بقیت اللہ خیر الکم ان کنتم مومنین بہ آواز بلند تلاوت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے گروہ مردم ہم لوگ وہی بقیۃ اللہ خدا ہیں زمین پر۔

آپ کی اس آواز کو تمام اہلِ شہر نے سُنا اور اُن پر کچھ مصیبتناک کیفیت طاری ہوئی کہ تمام اہل شہر اپنے اپنے

گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ اُس وقت اُن لوگوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے جمال مبارک کی طرف نظر کی تو اور خوف کا عالم اُن پر طاری ہوا۔ اُن لوگوں میں ایک ضعیف العمر شخص تھا اُس نے تمام اہل شہر کو آواز دیکر اپنی طرف مخاطب کیا اور با آواز بلند چلا کر کہا کہ لوگو۔ قہر خدا سے ڈرو۔ یہ شخص اسی پہاڑ پر اُسی مقام پر کھڑا ہے جس مقام پر جناب شعیب علی نبینا و آلہ و علیہ السلام ایک بار چلے کھڑے ہو چکے تھے۔ اور اُنہوں نے ایکبار ایسے ہی اہل شہر کو نفرین کی تھی اور وہ سب کے سب معذب بعذاب الٰہی ہوئے تھے۔ پس اے لوگو اگر ہم لوگ اپنے ان مہمانوں کے واسطے اپنے گھروں کے دروازے نہ کھولینگے تو عذاب خدا میں ضرور گرفتار ہونگے۔ جب اُس بوڑھے آدمی کی تقریر اہل شہر نے سُنی تو وہ حد سے زیادہ ڈر گئے اور سبھوں نے اپنے اپنے گھروں کے دروازے کھولدئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب دروازۂ شہر کھُل گیا تو ہم لوگ داخل شہر ہوئے اور وہاں سے کوچ کرکے منزلیں طے کرتے ہوئے پھر مدینہ لوٹ آئے۔

## زید ابن حسن ابن حسن علیہ السلام کی مخالفت

کسی کا پردۂ عزت جنوں کتاں نہ کرے  خدا برہنہ کرے ننگ خانداں نہ کرے

دنیا بہت بُری شے ہے ہشام تو غیر تھا اسلئے اُنکے فضائل اور کمال علمی کو اپنی آنکھوں نہ دیکھ سکا۔ قیامت ہوئی کہ خود غرضی۔ طمع دنیاوی اور نفسانیت نے گھر والوں میں بھی ان حضرات کی غلفت پیدا کر دی اور آپکے قدیم دشمن (سلاطین بنی امیہ) جو ہمیشہ ان حضرات کے استیصال اور نام مٹانے کی فکروں میں لگے رہتے تھے یہ خبر پاکر اپنے ارادوں میں اور قوی ہو گئے۔ اور اُنکو اچھی طرح اپنی سازش اور قابو میں لاکر اُنہی کے ذریعہ سے جو اُن کے دلی مقصود تھے اُسکی تعمیل پر آخرکار قادر ہو گیا۔

اگر تحقیق سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ مخالفت بھی کوئی نہیں تھی بمنصب امامت کو بھی خواہ مخواہ دنیا کی نمو داری اور ثروت حاصل کرنیکا ذریعہ سمجھ لیا تھا۔ اور ہر شخص اہلبیت ہونیکے ساتھ منصب امامت کا بھی دعویدار ہوتا تھا۔ اور افسوس۔ دنیا ایسی پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ آگے کی کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ عام اس سے کہ امام ہونیکی قابلیت امام ہونیکی حیثیت اور امام ہونیکی صلاحیت اُن میں ہو یا نہو مگر وہ امامت کا دعوے ضرور کرینگے حقیقت میں خود غرضی اور نفسانیت نے اُن کی طبیعتوں کو جادۂ اعتدال سے علیحدہ کر دیا تھا۔ وہ نہ امام کو پہچانتے تھے اور نہ صفات امام کو جانتے تھے۔ ع بندگی باید پیمبر زادگی درکار نیست۔

## زید ابن الحسن اور اوقاف علی علیہ السلام

کتاب کافی کی شرح صافی میں لکھا ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے ۹۹ھ ہجری یا ۱۰۰ھ ہجری میں عامل مدینہ کو جسکا نام ابی حزم تھا لکھ بھیجا کہ عمر۔ عثمان اور حضرت علی علیہ السلام کے موقوفات کی فہرست کرکے بھیجدو۔ ابن حزم نے اور فردیں تیار کرلیں۔ موقوفات علی علیہ السلام کی تیاری کے وقت اُسنے زید ابن حسن کو جو اُس وقت باعتبار سن کے

تمامی بنی ہاشم میں بزرگ تھے بلایا اور اُن سے فہرست مطلوبہ طلب کی۔ اُنہوں نے اُس کے جواب میں کہا کہ میرے پاس کیا ہے جو کچھ ہے وہ علی علیہ السلام کے بعد حسن علیہ السلام اور حسن علیہ السلام کے بعد حسین علیہ السلام کو اور حسین علیہ السلام کے بعد علی ابن الحسین علیہما السلام کو اور علی بن الحسین علیہما السلام کے بعد باقر علیہ السلام محمد ابن علی علیہما السلام کو ملا ہے۔ یہ سنکر ابی حزم نے اُنکو تو رخصت کیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے فہرست طلب کی۔ آپ نے دیدی۔

زید کی چھیڑ چھاڑ اُسی وقت سے شروع ہوئی۔ کیونکہ ابی حزم سے زید کی یہ اطلاع خطایۃً نہیں تھی بلکہ استغاثۃً۔ جیسا کہ صافی میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے راوی حدیث کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب اولاد امام حسن علیہ السلام خود اس ترتیب کو جو اوپر لکھی گئی جانتی تھی تو پھر دعوے کیسا۔ تو آپنے ارشاد فرمایا نعم کما یعرفون ان ھٰذا اللیل ولکنہم یحملہا الحسد ولو طلبوا الحق بالحق لکان خیر الھم ولکنّہم یطلبون الدنیا۔ ہاں وہ جانتے ہیں اور اس طرح جانتے ہیں کہ جیسے رات کو کہیں کہ رات ہے۔ لیکن اُنکو حسد اپنی جگہ سے اُبھارتا ہے۔ وہ حق کے ذریعہ سے طلب دنیا کریں تو اُن کے لئے کہیں بہتر ہو مگر وہ تو دنیا کو باطل کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔

زید ابن حسن کی کارروائی یہیں تک پہنچکر تمام نہیں ہو گئی۔ اس وقت تو صرف استغاثہ کی صورت میں ایک خفیف سی تحریک کر کے رہ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہشام کے زمانہ سلطنت میں اُنہوں نے کھُل کر قاضی مدینہ کے پاس ان اوقاف خاندانی کی نسبت اپنا پورا دعوے پیش کر دیا۔

## زید ابن حسنؑ اور زید ابن علیؑ کا محاکمہ

چنانچہ علامہ قطب راوندی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی لکھتے ہیں کہ زید ابن حسن علیہ السلام نے میرے پدر بزرگوار سے اوقاف رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت مخاصمہ کیا۔ زید کہتے تھے کہ امام حسن علیہ السلام چونکہ اولاد اکبر ہیں اس لئے اُنکا فرزند اولے تر ہے فرزند امام حسین علیہ السلام سے۔ ایک روز زید ابن حسن میرے چچا (زید ابن علی ابن حسین علیہما السلام) کو قاضی مدینہ کے پاس لے گئے۔ اثنائے خصومت میں میرے چچا سے کہنے لگے اے پسر کنیز سندی۔ میرے چچا نے یہ سُنکر کہا تُف ہے ایسی خصومت پر اور اُف ہے ایسی عداوت سے جسمیں نام مادران لیا جاوے۔ اب میں جبتک زندہ ہوں تم سے کبھی بات نہ کرونگا۔ یہ کہکر چچا میرے پدر عالیمقدار کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے اے بھائی میں نے قسم کھائی ہے کہ اب میں زید سے بات نہ کرونگا۔ اب آپ ہی پر مجھے اعتماد ہے۔ اگر آپ اُس سے معترض نہو جئے گا تو میرا حق ضائع ہو جائیگا۔ جب زید ابن حسنؑ کو اسکی خبر لگی کہ اب محمد باقر علیہ السلام بالنفس النفیس مجھ سے معترض ہونگے تو وہ خوش ہوا۔ اور اُنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب میں اسی مخاصمت کی وجہ سے اُنکو تمام لوگوں کی نگاہوں میں بیقدر کر دونگا۔

## زید ابن حسنؑ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے محاکمہ

یہ خیال کر کے زید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چلئے ہم آپ قاضی شہر کے پاس چلیں۔

جب آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے زید کو کھڑا کر کے نصیحت کرنی شروع فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس دعوے ناحق سے باز آؤ اور دوستان خدا سے بے سبب مخاصمہ نہ کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہیں معجزہ دکھلا دیں۔ اچھا لو تمہارے ہاتھ میں ایک چھری ہے جسے تم مجھ سے پوشیدہ کئے ہو اور وہ میرے استحقاق پر گواہی دیگی۔ چنانچہ اُس چھری نے گواہی دی۔ پھر آپ نے اُس پتھر سے شہادت دلوائی جس پر آپ اور زید کھڑے ہوئے تھے۔ پھر ایک درخت سے بھی ایسی ہی گواہی دلوائی۔

زید ان متواتر اعجاز کو دیکھکر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ حالت دیکھکر امام محمد باقر علیہ السلام نے اُنکو زمین سے اُٹھایا مگر بُرا ہو اس موذی نفس کا جسنے اتنے معجزات کے مشاہدہ کرنے پر بھی زید کے قلب پر کوئی اثر نہ ہونے دیا۔ بلکہ برعکس اسکے آتش حسد و نفسانیت اور مشتعل ہو گئی۔

## زید ابن حسنؑ کا شام جانا اور ہشام سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے خلاف میں سازش کرنا

اس واقعہ کے بعد زید ابن حسن اُسی دن مدینہ سے اُٹھے اور ہشام کے پاس شام میں پہنچ گئے۔ اور پہنچتے ہی ہشام سے کہنے لگے کہ میں اس وقت ایک ایسے جادوگر کے پاس سے آرہا ہوں کہ اُس کا زندہ چھوڑنا تمہارے لئے کبھی حلال نہیں ہو سکتا۔ پھر ساری روداد کہہ سنائی۔ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ۔

دنیا کی دولت چاہے وہ مقدار میں کتنی ہی کیوں نہو مگر اُس کی طمع ایسی بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ انسان سے جو نہ کرائے وہ تھوڑا ہے۔ افسوس زید کے گھر میں زمانہ کے خانہ برانداز وں نے چھوڑا ہی کیا تھا جسکا شمار املاک و اقطاع دنیا وی میں کیا جاتا۔ دو چار زمین کے ٹکڑے باقی رہ گئے تھے جو موقوفات میں داخل تھے۔ اور اُن پر بھی چاروں طرف سے مخالفوں کے دندان آز تیز تھے۔

اس میں شک نہیں کہ ان موقوفات کا انتظام امام وقت سے تعلق رکھتا تھا مگر وہ حضرات خدا کی عدالت مجسم تھے اُسکے محاصل کو کبھی اپنی ذاتی مصارف میں نہیں اُٹھا سکتے تھے بلکہ اپنے متعلقین و متوسلین اور سائر بنی ہاشم کی خبر گیری اور پرورش اُسی سے ہوتی تھی جیسا کہ آیندہ اور اماموں کے حالات سے مفصل طور پر معلوم ہو جائیگا۔

مگر یہاں تو زید ابن حسنؑ کا نفس مطلب دوسرا تھا۔ وہ تو یہ کہتے تھے کہ امام حسن علیہ السلام کی اولاد ہم ہیں اسلئے ہمکو امر خلافت کے ساتھ تمام موقوفات کا بھی ولی بالتصرف ہونا چاہئے نہ کہ اولاد امام حسین علیہ السلام۔ مگر افسوس دروغگو را حافظہ نباشد۔ ابھی ابھی حاکم مدینہ ابی حزم کے پاس عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں خود ہی بیان کر چکے ہیں کہ یہ تمامی امور امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام کے سپرد ہوئے جب یہ امر اُنہی بزرگواروں میں خود تصفیہ پا چکا تو پھر اب تیسری پشت میں اس نزاع کے پیدا کرنیکا ان کو کون حق باقی ہے۔

بہر حال آمدم بر سر مطلب۔ غرضکہ زید سے جہاں تک ہو سکا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ہشام کے خوب خوب کان بھرے۔ ہشام تو ایسے وقتوں کی تاک میں تھا اُس کو یہ موقع خوب ہاتھ لگ گیا۔

## امام علیہ السلام کی طلبی میں عامل مدینہ کے نام خط اور اُس کا جواب

اُس نے زید کی خوب ہمت افزائی کی اور ان کے کہنے کے مطابق عامل مدینہ کو لکھ بھیجا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو گرفتار کر کے مدینہ بھیجدو۔ ہشام کا یہ فرمان جب عامل مدینہ کے نام مدینہ میں پہنچا تو ہشام نے ایک دن خلوت میں زید سے پوچھا کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو بلا بھیجا ہے اگر وہ آ گئے اور میں نے تم کو اُن کے قتل کا حکم دیا تو تم اُنکو قتل کر دیگے زید نے کہا ہاں میں اُن کو قتل کرونگا۔

اِس واقعہ سے زید کی نفسانیت اور ہشام کی نیت پورے طور سے معلوم ہو گئی۔ زید کی آمادگی دیکھکر ہشام نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو بلا کر انہی کے ہاتھوں سے قتل کرائیں۔ ہم علیحدہ ہو جائیں۔ گھر کا خون گھر ہی کے سر جائے۔ خیریت ہو گئی کہ ہشام کا یہ ارادہ ظاہری طور پر پورا نہ ہو سکا ورنہ زید کی موجودہ نفسانیت اور مخاصمت سے اس امر عظیم کا ارتکاب اس وقت مقام استعجاب نہیں تھا۔

اتنا لکھکر پھر اپنے قدیم سلسلۂ بیان پر آجاتے ہیں۔ جب ہشام کا یہ فرمان عامل مدینہ کے نام پہنچا تو وہ ہشام کی اس تحریر کو پڑھکر سخت متعجب ہوا۔ اُسنے ہشام کے نام فوراً اس مضمون میں جواب لکھا۔

خط کا جواب۔ اے ہشام میں اس وقت جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ ازروئے مخالفت و نافرمانی نہیں ہے بلکہ محض نصیحت و خیرخواہی سے لکھا ہے۔ جن کو ذلت رسانی کا حکم آپ نے دیا ہے اور جنکو آپ نے طلب کیا ہے وہ ایسے بزرگ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس۔ زہد و ورع اور عبادت میں اُن کا مقابل نہیں ہو سکتا جب وہ جناب محراب عبادت میں صدائے تلاوت و قرأت بلند کرتے ہیں اُس وقت وحشیان و مرغان ہوا اُن کی آواز حزیں سنکر آتے ہیں۔ اُنکی تلاوت مثل داؤد علیٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام کے ہے جبکہ وہ زبور پڑھتے تھے اور وہ جناب داناترین مردم اور بہت نرم دل اور تضرع و زاری و عبادت میں سعی کنندہ ترین مردم ہیں۔ دولت خلیفہ کے لئے میں کسی طرح مناسب نہیں جانتا کہ ایسے جلیل القدر اور عظیم المرتبہ بزرگ سے معترض ہوکے اُسکی ایذا رسانی کیجائے اسلئے کہ مجھے خوف ہے کہ دولت و عمر خلیفہ کو مبادا کوئی گزند پہنچے کیونکہ حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو کبھی متغیر نہیں کرتا جبتک کہ وہ اپنے حالات کو اُسکے شکر نعمت سے خود متغیر نہیں کر لیتے۔

عامل مدینہ کا یہ خط جب ہشام کے پاس پہنچا تو اُسکو خوف ضرور پیدا ہوا اور وہ آپ کے علانیہ قتل کرنے سے باز تو رہا مگر درپردہ اپنی کوششیں عمل میں لاتا رہا جیسا کہ آیندہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔

## امام محمد باقر علیہ السلام سے اسلحہ رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواستگاری

المختصر جب عامل مدینہ کا خط ہشام کے پاس پہنچا تو اُس نے مضمون نامہ کو پسند کیا اور عامل مدینہ سے خوش ہوا کہ اُسنے اِس امر شنیع پر اُسکی ہدایت کی وجہ سے مبادرت نہیں کی بلکہ وہ سمجھ گیا کہ اُس نے حقیقت میں میری خیرخواہی کی۔ جب اُس خط کو زید کو سُنایا تو زید نے کہا کہ عامل مدینہ کو اُسنے (یعنی امام محمد باقر علیہ السلام نے) روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔

اب اس سے بڑھکر زید کی نکبت اور نفسانیت کیا ہوگی کہ عامل مدینہ جسکو اس مقدس خانوادے سے کوئی علاقہ اور سروکار نہیں تھا وہ تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل ومناقب کا ہشام کے ایسے مخالف کے مقابلہ میں خود اپنی زبان سے کھُل کھُل کر یوں اعتراف کرے اور یہ ہیں کہ باوجود اتنی قرابت کے ایسی مشاجرت اور مخاصمت دکھلا رہے ہیں کہ اُنکے کمال وفضیلت کا اعتراف اور اظہار تو کجا۔ معاذاللہ۔ اُن کو ساحر اور شعبدہ باز کہتے ہیں۔ مگر استغفراللہ۔ اِن تہمت وافترا سے شان امام میں کوئی منقصت لازم نہیں آتی اور چاند پر خاک ڈالنے سے خاک نہیں پہونچتی بہرحال۔ اب ہشام کی چالیں ملاحظہ ہوں۔ عامل کا خط پڑھکر پھر زید سے ہشام نے پوچھا کہ آیا کوئی بہانہ دوسرا اظہار ذہن میں ایسا آتا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں۔ اُن کے پاس شمشیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جمیع اسلحہ وزرہ وانگشتر وعصا ودیگر اشیاء از قبیل متروکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا ایندم موجود ہیں کسی کو بھیجکر یہ سب چیزیں اُنکے پاس سے منگا بھیجو۔ اگر وہ نہ بھیجیں اُس وقت اُن کے قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے تم محفوظ رہ سکتے ہو۔

ہشام تو خود ان تدبیروں میں مستغرق تھا اُس نے زید کی تجویز سے اتفاق کیا۔ عامل مدینہ کے نام پر خط لکھا گیا کہ ایک لاکھ درم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں لیجاکر اور اسلحہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے لیکر ہمارے پاس بھیجدو۔ عامل مدینہ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام کا یہ خط دکھایا۔ آپ نے وہ تحریر ملاحظہ فرماکر تھوڑی دیر تک سکوت کیا۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ ہمکو چند روز کی مہلت دو۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اتنے دنوں میں ہشام کی فرمائش کی پوری تعمیل کردینگے۔ عامل مدینہ نے اسے منظور کرلیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے وعدہ کے مطابق یہ تمام چیزیں مہیا فرماکر بلکہ اُن چیزوں کی علاوہ چند اور چیزیں اپنی طرف سے ملاکر عامل مدینہ کے حوالے کردیں۔ اور اُس نے بحفاظت تمام ان چیزوں کو مدینہ سے تختگاہ دمشق میں بھیجدیا۔

جب یہ چیزیں دمشق میں پہنچیں تو اُن کو دیکھکر ہشام بہت خوش ہوا۔ مگر جب زید کو بُلاکر دکھلائی گئیں تو انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے تمہیں دھوکا دیا۔ ان میں سے کوئی شے متاع رسول علیہ السلام سے نہیں ہے۔ یہ سُنکر ہشام نے پھر امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھ بھیجا کہ ہمارا فرستادہ مال تو آپ نے لے لیا مگر جو کچھ کہ میں نے طلب کیا تھا وہ نہ دیا۔ حضرتؑ نے اُس کو جواب میں لکھ بھیجا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تمہارے لکھنے کے مطابق میں نے تمہارے پاس بھیجدیا۔ اب تمکو اختیار ہے چاہے اُسپر اعتبار کرو یا نہ کرو۔

ظاہرا تو ہشام نے امام محمد باقر علیہ السلام کی تحریر کی تصدیق کی اور تمام اہل شام کو بُلاکر بفخریہ وہ تمام اشیاء دکھلادیں اور کہا کہ یہ سب امتعۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میرے لئے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے بھیجی ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہشام کی یہ تدبیر بھی کارگر نہوئی تو اُسنے اب ایک دوسرا رستہ اختیار کیا اور وہ یہ تھا کہ حسب ظاہر تو امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی موافقت ظاہر کی اور زید سے مخالفت۔ اور زید سے یہاں یہ ٹھیرائی کہ میں ایک زین

میں زہر قاتل تعبیہ کرکے تمہارے ہمراہ کرتا ہوں۔ تم اُسکو میری طرف سے امام علیہ السلام کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرنا۔ اُسکے استعمال سے وہ سم قاتل ضرور ایک نہ ایک دن اُنکی ہلاکت کا باعث ہوگا اور آخر میں وہی نتیجہ دکھلائیگا جو ہمارا تمہارا مقصود ہے۔

## زید کی سفارش میں امام محمد باقر علیہ السلام کے نام ہشام کا خط

ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہشام نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ میں آپ کے ابن عم (زید ابن حسن ع) کو آپ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ آپ انکو ادب تعلیم کریں اور وہ آپکی خدمت میں رہیں اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو ہدیہ کے طور پر بھیجتا ہوں کہ آپ اس پر سوار ہوا کریں۔

ہشام کا زید کی تربیت اور تنبیہ کے لئے لکھنا اُسکی اُن خفیہ تجویزوں پر پوری روشنی ڈالتا ہے جو اُس نے قتل امام کے متعلق پہلے سے سوچ رکھی تھیں کیونکہ اس وقت وہ چالیس اتقیا رکھے ہوئے تھا وہ اُس کے دوست بنکر دشمن کا کام کرنے پر بالکل صادق آتی ہیں۔

حقیقت امر یہ ہے کہ نہ زید ہی کو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے کمال ذاتی کی خبر تھی اور نہ ہشام کو۔ وہ دونوں اپنے قیاس کے نزدیک امام کی صفات کو اپنے ذاتی اوصاف کے اندازہ پر خیال کرتے اور سمجھتے تھے کہ ہم جن ترکیبوں سے اپنی عملی کارروائیوں کو پوشیدہ کر رہے ہیں وہ ایسی کامل اور مستحکم ہیں جنکی بو تک امام علیہ السلام کو معلوم نہ ہوگی۔ مگر زید کے مدینہ پہنچتے ہی اُنکو معلوم ہوگیا کہ ہماری ان تمام مخفی کارروائیوں کا حال ہم سے پہلے امام محمد باقر علیہ السلام کو معلوم ہوچکا ہے۔ جیسا کہ آئندہ مضامین سے ظاہر ہوتا ہے۔

بہر حال۔ جب زید ابن حسن داخل مدینہ ہوئے تو وہ خط اور زین امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپنے وہ خط لیکر پڑھا اور زید کو مخاطب فرما کر کہا کہ افسوس ہے تم پر۔ جس امر کے ارتکاب کا تم نے ارادہ کیا ہے وہ کسقدر عظیم ہے۔ اور وہ کیسا امر شنیع ہے۔ جو تمہاری وجہ اور تمہارے ہاتھ سے ہونیوالا ہے۔ تمہارے گمان میں یہ ہے کہ میں اُس سے واقف نہیں ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ زین جسکو ہشام نے تمہارے ہاتھ بھیجا ہے کس درخت کی لکڑی کا بنا ہے اور اس میں کیا کیا چیز پنہاں کیگئی ہے۔ لیکن افسوس میری موت یوں ہی مقدر ہوئی ہے اور میرے لئے یوں ہی لکھا گیا ہے کہ اسی ترکیب سے میری شہادت واقع ہو۔

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات

بہر حال وہ زین رکھوا لیا گیا۔ زید چلے گئے۔ آپ اُس زین پر سوار ہوئے۔ اُس میں اس قیامت کا زہر تعبیہ کیا ہوا تھا کہ فوراً تمام بدن میں سرایت کر گیا۔ جب پھر کے آئے تو اُسی سم قاتل کی تاثیر سے سارا جسم مبارک ورم کر گیا اور آثار موت ظاہر ہوگئے

یہ ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات سراپا آیات کے سچے اور صحیح حالات جن کو دیکھکر اور پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آپکے شہید کرنیکے لئے ہشام نے کن کن ترکیبوں سے کام لیا ہے اور کس کس طرح سے اپنی مخالفانہ تدبیروں کو چھپانا چاہا ہے۔ مگر کسی معمولی شخص کا خون ہو تو چھپ جائے۔ ایسے برگزیدۂ بارگاہ الٰہی کا خون اور وصی رسالت پناہی صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کا قتل کہیں چھپتا ہے۔ بفرض محال اگر دنیا سے چھپ بھی گیا تو خاصکر اُس سے تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ زید کے آتے ہی اور زین سم آلود کے ملاحظہ فرماتے ہی جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے صاف صاف زید کے مُنہ پر سارا حال بیان کر دیا ؎ پنداشت ستمگر کہ ستم بر ما کرد ۔ برگردن او بماند و بر ما بگزشت ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

بہر حال اُس سم قاتل نے جسم مبارک میں ایسی قیامت کی تاثیر کی کہ تمام جسم مبارک پر ورم آگیا اور نہایت شدت سے درد پیدا ہو گیا۔ تین دن اسی کیفیت میں گزرے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شب وفات اپنے پدر عالیقدر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چاہا کہ آپ سے کچھ باتیں کروں۔ حضرت نے اشارہ سے فرمایا کہ ابھی دور رہو مجھ کو خیال ہوا کہ یا تو آپ درگاہ رب العزت میں کچھ مناجات فرما رہے ہیں۔ یا کسی سے کچھ راز کی باتیں کر رہے ہیں۔ بعد ایک ساعت کے پھر میں خدمت میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا کہ اے فرزند گرامی میں آج کی رات اس دنیائے فانی کو وداع کرتا ہوں اور بجانب ریاض قدس راہی ہوتا ہوں اور اسی دن کی رات کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعالم بقا رحلت فرمائی ہے۔ اس وقت میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا اور آپ نے مجھے لقائے حق تعالےٰ کی بشارت دی۔ بعد اس کے آپ کی حالت پہلے سے بھی زیادہ متغیر ہونے لگی۔

معمول یہ تھا کہ ہر شب کو پانی حضرتؑ کے وضو کے لئے خوابگاہ کے نزدیک رکھدیا جایا کرتا تھا۔ اُس عالم میں آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ پانی پھینکدو۔ لوگوں نے سمجھا کہ حضرت تپ کی شدت اور بیہوشی کے عالم میں ایسا فرماتے ہیں۔ پس میں نے (امام جعفر صادق علیہ السلام) وہ پانی پھینکدیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہا اُس پانی میں گر گیا تھا۔

## امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیتیں

قریب وفات جب آپ کو کسی قدر ہوش آیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طلب فرمایا۔ آپ آئے تو ارشاد کیا کہ ایک جماعت اہل مدینہ کو حاضر کرو۔ جب وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تب آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بیٹا۔ جب میں بعالم بقا رحلت کروں تو مجھے غسل دینا اور تین کپڑوں میں کفن کرنا کہ اُن میں سے ایک ردائے حبرہ بھی جسے اوڑھ کر آپ نماز پڑھتے تھے۔ دوسرا وہ پیراہن جسے آپ ہمیشہ پہنے رہتے تھے۔ اور فرمایا کہ میرے سر پر عمامہ باندھنا مگر اُس عمامہ کا حساب جامہائے کفن میں نہ کرنا۔ اور مقام لحد پر زمین کو میرے لئے کھودنا کیونکہ میں جسیم ہوں۔ زمین مدینہ میں میرے لئے لحد نہیں ہو سکتی۔ میری قبر کو زمین سے صرف چار انگل اونچا کرنا اور میری قبر پر پانی چھڑکنا۔ پس اہل مدینہ کو رخصت کیا اور گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا میں خود اُسکی تعمیل کرتا۔ گواہوں کی کیا احتیاج تھی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند اس لئے میں نے ان لوگوں کو گواہ کیا کہ وہ لوگ سمجھ جائیں کہ تم میرے وصی ہو اور امر امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں۔

کتاب کافی میں آپ کے متعلق یہی وصیتیں درج ہیں مگر ایک وصیت کا اور اضافہ فرمایا جاتا ہے جس کو ہم اصلی عبارت کے ساتھ ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حضرت ابی الوفات قال یا جعفر اوصیک باصحابی خیرا قلت جعلت فداک واللہ لادعنہم والرجل یکون منہم فی المصرف یسأل احد۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے مجھ سے ارشاد کیا کہ میں تمہیں اپنے اصحاب کے ساتھ بحاسن سلوک پیش آنیکے لئے وصیت کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ میں ان لوگوں میں سے کسی شخص کو کسی غیر کی ہدایت کا کبھی محتاج نہ چھوڑونگا۔

جلاء العیون میں ملا مجلسی علیہ الرحمہ کتاب بصائر الدرجات کی اسناد سے آپکی وصایا کی ذیل میں یہ وصیت بھی درج فرماتے ہیں کہ میرے مال میں سے مجھ پر رونیوالوں کے لئے کچھ وقف کردینا کہ دس برس تک وہ بمقام منےٰ موسم حج میں مجھپر ندبہ وگریہ کریں۔ اور ہر سال ماتم داری میں تجدید کریں اور میری مظلومیت پر رویا کریں۔

المختصر یہ تمام وصایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کر کے امام محمد باقر علیہ السلام نے ستاون ۵۷ برس کی عمر میں ماہ ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون کل شیٔ ھالک الا وجہہ۔ شیعوں کی حدیثوں اور تاریخوں کے علاوہ علمائے اہلسنت کی حدیثوں اور تاریخوں سے آپکی شہادت زہر دہانی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے مگر نہیں معلوم کس مصلحت سے وہ ان حالات کو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھتے۔ چنانچہ صواعق محرقہ میں ابن حجر تحریر کرتے ہیں وتوفی مسموما کابیہ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کے مطابق آپکے غسل و کفن دیکر جنت البقیع میں اپنے جد امجد جناب علی ابن الحسین علیہما السلام کے پہلو میں اسی قبہ کے اندر دفن کردیا جسمیں جناب امام حسن علیہ السلام کی قبر منور تیار ہوئی تھی چنانچہ ابن حجر لکھتے ہیں ودفن فی قبۃ الحسن علیہ السلام۔

## تمت بالخیر والعافیۃ

الحمد للہ والمنۃ کہ بتاریخ بست و دوم ۲۲ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری صلعم روز پنجشنبہ از تحریر ایں کتاب فراغت ساختہ بجمیع و ترتیب مضامین کتاب ششم از سیرۃ اہلبیت علیہم السلام بپرداختم۔ الٰہی بتوفیق رفیق خاص و بتصدق حضرت حبیب کبریا علیہ صلوات من اللہ فیض ماب توفیقات ایں اقل الخلائق را وسیع گرداناد۔ بحق محمد و آلہ الامجاد۔

المؤلف

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

کواتہ مقامی

HYDERABAD STATE LIBRARY

جوہر اینڈ کمپنی مقبول پریس چیلی قبر دہلی کی قومی خدمات کا شاندار نمونہ

# خدا کے پیارے رسول

سید المسلمین ختم المرسلین اشرف الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پیارے نواسے، سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے لاڈلے، امیر المومنین امام المسلمین
علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور نظر، راحت قلب وجگر

## اُمت مرحومہ کے سچے ہوا خواہ

شہید کرب وبلا۔ مقتول راہ خدا۔ مجروح مکر و دغا۔ مذبوح تیغ جفا۔ افتخار ارض وسما۔ مدفون ارض نینوا

## امام حسین علیہ السلام کی مقدس سوانح عمری

# ذبح عظیم

جس کو اس کے مشہور اور قابل مصنف عالیجناب مولوی سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی رئیس آنریری مجسٹریٹ کو آٹھ (آرہ) نے
نہایت محنت وجانفشانی اور بکمال تحقیق وتدقیق کے ساتھ مرتب فرمایا ہے' ۱۴۰ نایاب ونادر صحیح مضامین

## ولادت سے شہادت تک

کے مفصل مدلل مکمل واقعات۔ مبسوط حالات۔ بالکل درست سوانح درج فرمائے ہیں مقبولیت کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ
تھوڑے ہی زمانہ میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوگئی، دوسرا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے لہذا فوراً طلب فرمالیجیے ورنہ ممکن ہے کہ
نعمت عظمے ختم ہوجائے اور پھر آپ کو اس سے محروم رہنے پر افسوس کرنا پڑے' ۴۱۶ صفحے کی ضخامت۔ اعلی درجہ کا سفید دبیز چکنا کاغذ
لکھائی پاکیزہ۔ چھپائی اچھی ہدیہ فی جلد صرف چار روپے جو اس قحط القرطاس کے روح فرسا زمانہ میں کچھ نہیں' آج ہی کارڈ لکھیے

ورنہ ممکن ہے کہ پھر آپکو یاد نہ رہے
اور یاد آنے کے وقت تک جلدیں ختم ہوجائیں

منگانے کا پتہ
پبلشر ظہور علی جوہر مینیجر جوہر اینڈ کمپنی مقبول پریس چیلی قبر دہلی
اپنا پتہ صاف لکھیے

تین متبرک اور مقدس کتابیں

محرم الحرام کی مجالس [illegible] لواعج الاحزان

جس کو

ہر شہر ہر قصبہ اور ہر مقام کے ذاکرین نے بیحد پسند کیا ہے

مستورات کی مجالس میں بھی ہر جگہ علی العموم

کثرت کے ساتھ

# لواعج الاحزان

یہی مجالس پڑھی جاتی ہیں

[illegible] حضرت سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء و دیگر شہدائے کربلا کو نہایت تحقیق [illegible]

نہ صرف یہی بلکہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ولادت و شہادت کی مجالس لواعج الاحزان میں سلسلہ وار درج کی گئی ہیں اور عام حضرات کی واقفیت بڑھانے کے خیال سے ہر معصوم کے ضروری حالات ایک جدول میں دکھلائے گئے ہیں۔

چہاردہ معصومین علیہم السلام کے آباؤ اجداد اور اولاد کی تفصیل کے لیے

## نہایت صحیح اور شاندار شجرے

بہ اہتمام

تیار کر کے اس میں شامل کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت سیدنا و مولانا مولوی سید مقبول احمد صاحب دامت برکاتہم کی تحریک سے عالم جلیل مصنف مجمع البحرین [illegible] الحاج مولانا مولوی سید محمد مہدی صاحب نے نہایت محنت و جانکاہی اور کمال سعی و کوشش کیساتھ تصنیف فرمائی اور چھپنے سے قبل

## سرکار شریعتمدار شمس العلماء مولوی سید ناصر حسین صاحب مجتہد العصر دامت فیوضہم

کی نظر فیض [illegible] خاص حاصل کی۔ اس کتاب کی عام اور زبردست مقبولیت اسی سے بخوبی ثابت [illegible] کے دو ایڈیشن تمام و کمال ختم ہو گئے اور اب تیسرے ایڈیشن کی جلدیں [illegible] باقی رہ گئی ہیں [illegible] آپ [illegible] لواعج الاحزان کو ابھی تک نہیں خریدا تو سب سے پہلا کام یہ کیجیے کہ فوراً کارڈ لکھ کر [illegible] طلب فرمائیے [illegible] آپکو چوتھے ایڈیشن کے انتظار کی زحمت اٹھانی پڑے [illegible] صفحے [illegible] سفید دبیز و مضبوط لکھائی چھپائی عمدہ [illegible]

ملنے کا پتہ — منیجر جوہر امید کمپنی متعلقہ مقبول پریس [illegible] دہلی